www.naqshbandiaowaisiah.com

ماھنامہ
المرشد
چکوال

دسمبر
2004ء

قَدْ أَفْلَحَ مَن تَزَكَّىٰ وَذَكَرَ اسْمَ رَبِّهِ فَصَلَّىٰ

القرآن الکریم

ترجمہ

وہ فلاح پا گیا جس نے تزکیہ کرلیا اور اپنے رب کے نام کا ذکر کیا پھر نماز کا پابند ہوگیا۔

اسلام اور "روشن خیالی"

اسلام کہتا ہے اللہ کو ماننا چاہیے اگر کوئی نہ مانے تو اُس شخص کے بھی انسانی حقوق پورے کیے جائیں۔
یہ ہے اسلام کی روشن خیالی۔

☆......امیر محمد اکرم اعوان کا خطاب

www.naqshbandiaowaisiah.com

ماہنامہ المُرشد

بانی: حضرت العلام مولانا اللہ یار خانؒ مجدد سلسلہ نقشبندیہ اویسیہ

سرپرست: حضرت مولانا محمد اکرم اعوان مدظلہ العالی شیخ سلسلہ نقشبندیہ اویسیہ

دسمبر 2004ء شوال / ذوالقعدۃ ۱۴۲۵ھ

جلد نمبر 26 ✲ شمارہ نمبر 5

مدیر

چودھری محمد اسلم

جوائنٹ ایڈیٹر : ضمیر حیدر

سرکولیشن مینیجر : رانا جاوید احمد

کمپیوٹرڈیزائننگ اینڈ لے آؤٹ

رانا شوکت حیات، محمد ندیم اختر

قیمت فی شمارہ 25 روپے

LRL # 41

اس شمارے میں

1- (اداریہ)	محمد اسلم	3
2- اسلام روشنیوں کا مذہب ہے	امیر محمد اکرم اعوان	4
3- تاریخ انسانی کا یادگار انقلاب	امیر محمد اکرم اعوان	11
4- دہر میں اسم محمدؐ سے اُجالا کر دے	امیر محمد اکرم اعوان	21
5- راحت اور خوشی کا تعلق کیفیات قلبی سے	امیر محمد اکرم اعوان	31
6- حیات کی وسعتیں	امیر محمد اکرم اعوان	38
7- سوال وجواب	امیر محمد اکرم اعوان	46
8- کلام شیخ	سیماب اویسی	53
9- ایم ایم اے کی احتجاجی تحریک	ضمیر حیدر	54
10- ذکر اللہ اور نفسیاتی امراض	اعجاز احمد بخاری	56

بدل اشتراک	سالانہ
پاکستان	250 روپے
بھارت / سری لنکا / بنگلہ دیش	
مشرق وسطیٰ کے ممالک	100 ریال
برطانیہ ۔ یورپ	35 اسٹرلنگ پاؤنڈ
امریکہ	60 امریکن ڈالر
فار ایسٹ اور کینیڈا	60 امریکن ڈالر

ناشر ۔ پروفیسر عبدالرزاق

انتخاب جدید پریس ۔ لاہور 042-6314365

رابطہ آفس = ماہنامہ المُرشد اے ۔ ٹی ۔ ایم ۔ بلڈنگ پل کوریاں سمندری روڈ فیصل آباد ۔ فون 041-668819

Web Site : www.alikhwan.org.pk E.Mail : info@alikhwan.org.pk

سرکولیشن آفس = ماہنامہ المُرشد اویسیہ سوسائٹی کالج روڈ ٹاؤن شپ لاہور ۔ فون 042-5182727

www.naqshbandiaowaisiah.com

صحبت کا فیض

''کسی صاحب دل کو
تلاش کرو، اس کے پاس بیٹھنا
شروع کردو، کوئی ایسی محفل مل
جائے جس میں کوئی صاحب دل ہو اور
وہاں صرف بیٹھنا شروع کردو اور کچھ
نہ کرو۔ صرف وہ صحبت ہی دل کا
درد عطا کردے گی''

اقتباس از ''کنز الطالبین''

تعاون
اسلم ٹیکسٹائل ملز لمیٹڈ
مینو فیکچررز آف PC یارن
پُل کوریاں سمندری روڈ فیصل آباد
667571
667572

www.naqshbandiaowaisiah.com

اداریہ اسلام اور روشن خیالی

روشن خیالی کے آج کل بڑے چرچے ہیں اور یوں باور کرایا جا رہا ہے گویا یہ کوئی نیا نعرہ ہے جس سے دنیا پہلے متعارف ہی نہیں تھی۔ حق بات یہ ہے کہ روشن خیالی مسلمان کی صفت اور اسلام کا خاصہ ہے۔ بجز اسلام دنیا میں کسی کے پاس روشن خیالی نہیں ہے

قرآن حکیم کی تعلیمات سے بے خبری اور اسلام کی اصل روح سے عدم واقفیت کی بناء پر آج کا مغرب زدہ ماڈرن مسلمان ہر خلاف اسلام عمل کو روشن خیالی کے نام پر اپناتا چلا جا رہا ہے۔ اُمتِ مسلمہ کی بدنصیبی یہ بھی ہے کہ دنیا کے نقشے پر روشن خیال اسلامی معاشرہ کہیں نظر نہیں آتا۔ طاغوتی قوتیں اسلام اور مسلمان کو تنگ نظر ثابت کرنے پر سرگرمِ عمل ہیں اور بدقسمتی سے ملتِ اسلامیہ کی سیاسی قیادت کی اکثریت کا رویہ معذرت خواہانہ ہے۔ دوسری طرف مذہبی قیادت آج کی تیز رفتار زندگی، مشینی دور کے تقاضوں اور زمینی حقائق کے ادراک سے محروم نظر آتی ہے۔ اُن کی ساری کوششیں فقط عبادات کے اہتمام تک محدود ہیں اور اس حقیقت کو نظر انداز کئے بیٹھے ہیں کہ عبادات کا مقصد معاملات کا نکھار اور ایسا روشن خیال اسلامی معاشرہ وجود میں لانا ہے جس میں ہر شخص کو اُس کے بنیادی حقوق حاصل ہوں۔

اس ضمن میں اس شمارہ میں شامل سلسلہ نقشبندیہ اویسیہ کے روحانی پیشوا امیر محمد اکرم اعوان مدظلہ العالی کا 17 ستمبر کا بصیرت افروز خطاب انتہائی فکر انگیز ہے جس میں ملت اسلامیہ کی رہنمائی کے ساتھ ساتھ مغرب کے منفی پروپیگنڈے کو دلائل کے زور پر رد کیا گیا ہے۔

Mu... مدیر

www.naqshbandiaowaisiah.com

"اسلام روشنیوں

کا مذہب ہے

روشن خیالی صرف اسلام کے پاس ہے"

شیخ سلسلہ نقشبندیہ اویسیہ

امیر محمد اکرم اعوان مدظلہ العالی

کا 17 ستمبر 2004 کو جمعتہ المبارک کے موقع پر

دار العرفان منارہ میں

بصیرت افروز

خطاب

www.naqshbandiaowaisiah.com

الحمد للہ رب العلمین

والصلوۃ والسلام علی حبیبہ محمد والہ واصحابہ اجمعین

اعوذ باللہ الشیطین الرجیم . بسم اللہ الرحمن الرحیم o الر کتب احکمت ایتہ ثم فصلت من الدن حکیم خبیر o الا تعبدوا الا اللہ oاننی لکم منہ نذیر و بشیر oو ان استغفروا ربکم ثم توبوا الیہ یمتعکم متاعا حسنا الی اجل مسمیً ویوت کل ذی فضل فضلہ oوان تولوا فانی اخاف علیکم عذاب یوم کبیر oالی اللہ مرجعکم. وھو علی کل شیء قدیرo ھود ۱ تا ۳

اللھم سبحنک لاعلملنا الا ما علمتنا انک انت العلیم الحکیمo

مولا یا صل وسلم دائما ابدا

علی حبیبک من ذانت بہ الغصرo

آج ہم جس دوراہے پہ کھڑے ہیں بین الاقوامی سطح پہ بھی اور بالخصوص وطن عزیز میں ایک نئی بات سامنے آئی ہے اور وہ مذہب کے بارے ہے کہ مذہب میں روشن خیالی ہونی چاہئے ۔ یہ بات اس لئے بھی عجیب لگتی ہے کہ اسلام اپنے شروع سے لیکر آج تک اور قیامت تک ہے ہی روشنیوں کا مذہب ۔ اسلام تاریکیوں کا نام نہیں ہے تاریکی کفر ہے ۔قرآن نے ظلمت کا لفظ کفر کے لئے استعمال کیا ہے! اسلام ہے ہی ظلمت کے خلاف ایک نور اور ایک روشنی ۔ روشن خیالی یہ نہیں ہے کہ لوگ گناہ سے آلودہ زندگی بسر کریں روشن خیالی یہ نہیں ہے کہ طاقت ور طبقہ کمزور کے حقوق مار لے روشن خیالی یہ نہیں ہے کہ بااثر طبقہ غربا کا حق بھی اور ان کا لقمہ بھی چھین لے روشن خیال یہ بھی نہیں ہوسکتی کہ جو طاقت ور ہو جو چاہے ظلم کرلے اور کمزور تو شاید ایسا لگتا ہے کہ اُس کے نصیب میں ہی لکھ دیا گیا ہے کہ وہ ساری عمر ظلم سہتا رہے اسے کوئی بھی صاحب عقل روشن خیالی نہیں کہے گا ۔اگر روشن خیال کی ہم تعبیر چاہیں تو سب سے پہلی بات تو یہ ہوگی کہ کوئی دوسرا بندہ اپنی مرضی دوسرے پہ مسلط نہ کرے! جس طرح میری ضرورتیں ہیں میری پسند و ناپسند ہے اسی طرح دوسرا بھی انسان ہے اُس کی بھی کچھ ضرورتیں ہیں کچھ اس کی بھی پسند و ناپسند ہے اگر میں اپنی زندگی اپنی پسند کے مطابق گزارنا چاہتا ہوں تو مجھے دوسرے کو بھی اجازت دینی چاہئے کہ وہ بھی اپنی پسند کے مطابق زندگی گزارے! اب اس میں سب سے بڑی بات یہ ہے اسلام کی بنیاد یہ ہے کہ اللہ کو مانا جائے اور میرے خیال میں اسلام کا سب سے بڑا دشمن وہ ہوگا جو اللہ کو نہیں مانتا' ہونا بھی وہی چاہیے! کسی کی رائے مختلف ہوسکتی ہے لیکن میں یہ سمجھتا ہوں کہ یقینا اسلام کی بنیاد جب توحید باری پر ہے رسالت آقائے نامدار ﷺ پر ہے ۔لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ﷺ تو اسلام کا سب سے بڑا دشمن تو وہ ہوگا جو اس بات کو قبول نہیں کرتا ۔اب کیا کیا جائے؟ اُسے قتل کردیا جائے؟ اُسے زندہ نہ رہنے دیا جائے؟ اس کا دانہ پانی بند کردیا جائے؟ یا اُسے زبردستی یہ کلمہ پڑھوا دیا جائے؟ اسلام ان میں سے کسی بات کی اجازت نہیں دیتا۔

روشن خیالی یہ ہے کہ اسلام کہتا ہے کہ اللہ کو ماننا چاہتا ہے تو مانے نہیں ماننا چاہتا تو نہ مانے' جو نہیں مانتا اُس کے بھی انسانی حقوق اُسی طرح پورے کئے جائیں گے جس طرح ایک ماننے والے کے انسانی حقوق پورے کئے جائیں ۔انسانی حقوق میں آتا ہے کہ اُسے زندگی کی

www.naqshbandiaowaisiah.com

ضمانت دی جائے اُس کی جان کو خطرہ نہ ہو یہ ریاست کی ذمہ داری ہے وہ مومن ہے یا کافر اُس کی جان کا تحفظ کیا جائے اس کی آبرو کا تحفظ کیا جائے اس کے مال کو تحفظ دیا جائے کوئی اس سے زبردستی مال نہ چھینے کوئی اس کی عزت نہ چھینے کوئی اس کی جان نہ لے۔ اب اس سے بڑی روشن خیالی کیا ہوگی! فرمایا لا اکراہ فی الدین۔ دین قبول کرانے کیلئے کسی پر کوئی سختی نہیں کی جائے گی اگر کوئی دین قبول نہیں کرنا چاہتا تو اسے زندہ رہنے کا حق ہے اسے کاروبار کرنے کا حق ہے اُس کی صحت کا لحاظ رکھا جائے اور اس کی دواؤں کا اہتمام کیا جائے یہ اُس کا حق ہے اس کے بچوں کو تعلیمی سہولتیں دی جائیں یہ اس کا بنیادی حق ہے اور یہی حقوق مومن کو بھی حاصل ہیں کہ بنیادی حقوق جو ہیں وہ انسان سے برابر ہیں وہ مومن ہے یا کافر! جان و مال کا آبرو کا تحفظ علاج معالجے کی سہولتیں بچوں کی تعلیم اس کے لئے اس کا گھر اور ٹھکانہ اس کے لئے کاروبار کے مواقع ملازمت کے مواقع اُسے دیئے جائیں۔ اسلام نے تو اس پہ کوئی قدغن نہیں لگائی۔ اب اس سے بڑی روشن خیالی کیا ہوگی کہ جو اللہ اور اللہ کے حبیب ﷺ پر ایمان نہیں لاتا اُس کی جان مال آبرو کو بھی تحفظ دیا جائے کہ اگر بات اسلام کی کریں تو یہ ہے اگر آج کے مسلمان کی کریں تو یہ الگ بات ہے۔ یہ کوئی صرف اقلیتوں کو یہاں خطرہ نہیں یہاں تو ہر مسلمان کو دوسرے مسلمان سے خطرہ ہے۔ انسانوں کا کردار یہ اور آپ کا کردار اسلام نہیں ہے اسلام اللہ کی کتاب ہے نبی کریم ﷺ کے ارشادات آپ ﷺ کا بتایا ہوا طریق عمل ہے اگر کوئی اس سے ہٹ کر کام کرتا ہے تو اس کا ذمہ دار اسلام نہیں ہے وہ فرد ذمہ دار ہے۔ اور یہ ریاست کی ذمہ داری ہے کہ ملک کے ہر شہری کے جان و مال و آبرو کو تحفظ دے یہ اسلامی ریاست کی ذمہ داری ہے کہ ہر شخص کے لئے روزگار کے مواقع فراہم کرے اور کوئی بے کار نہ رہے ملک میں اور ہر شخص کو روزگار ملے یہ ریاست کی ذمہ داری ہے کہ ہر بیمار کو دوا میسر ہو مومن ہے یا کافر انسانی حق ہے اس کا یہ ریاست کی ذمہ داری ہے کہ اسلامی ریاست کے تمام بچوں کی تعلیم و تربیت کا اہتمام کرے۔ اب اس سے بڑی روشن خیالی کیا ہوگی؟ ہاں اسلام فرماتا ہے۔

کتب و الحکمت آیتہ۔ اسلام نے ایک زندگی کا نصاب ایک کتاب عطا کر دی ہے اور محض یہ نہیں کہ اس کتاب کے ساتھ آپ کی عقیدت ہے اور آپ اس سے چمٹے رہیں وہ غلط بات کرے تو بھی آپ مانیں صحیح کہہ دے تو بھی ایسی بات نہیں فرمایا۔ الحکمت آیتہ یہ ایک ایسی کتاب ہے کہ جس کی ہر بات دلائل سے ثابت ہے جس کی کوئی بات بلا دلیل نہیں ہے ہر بات دلائل سے ثابت ہے اور جس سائنس کو آپ آج کی روشنی قرار دیتے ہیں وہ اسلام سے بہت پیچھے ہے بہت زیادہ پیچھے! ساڑھے چودہ سو سال گزرنے کے بعد اگر کوئی بات سائنس کی گرفت میں آتی ہے تو اس پہ بڑا شور اٹھتا ہے کہ جی بڑا کمال ہو گیا لیکن جب کوئی سائنسی آلہ اور کوئی سائنس دان نہیں تھا تو وہ تحقیق قرآن نے اس وقت کر دی۔ اصحاب کہف کا ذکر جب چلتا ہے تو قرآن حکیم فرماتا ہے فضربنا علی اذانھم فی الکھف سنین عددا ہم نے مدتیں گزار دیں ان کے کانوں پر نیند مسلط رکھ کر۔ قرآن نے ساڑھے چودہ سو سال پہلے کہا سائنس آج اس بات پہ پہنچتی ہے کہ نیند کا تعلق آنکھ سے نہیں نیند کا تعلق کان سے ہے آج اس بات کو سائنس ثابت کرتی ہے ساڑھے چودہ سو سال بعد کہ نیند یا نیند کے غلبے کا تعلق کان سے ہے۔ کسی کو کتنی نیند آئی ہو آپ شور برپا کرتے رہیں وہ نہیں سو سکتا۔ کوئی کتنی گہری نیند سویا ہوا ہو آپ شور پیدا کریں وہ جاگ جائے گا یعنی نیند کے آنے یا اس کے کھونے کا تعلق آپ کی قوت سامعت سے ہے۔ بچہ کھیل رہا ہے وہ سونے کا نام نہیں لیتا ماں اسے لوری سنانا شروع کر دیتی ہے اب اس آواز الفاظ کے زیر و بم اور لے کو سنتا ہے اسے معنے تو نہیں آتے معصوم بچہ ہے شیر خوار بچہ ہے لیکن جو صوتی اثرات اس کے کان سے ٹکراتے ہیں وہ اسے سلا دیتے ہیں۔

جب نیند آتی ہے تو کان اپنا کام کرتے ہیں تو بند ہو جاتا ہے آنکھ تو بند ہو جاتی ہے اور آنکھ بند ہے نیند کھل گئی آنکھ کو تو کسی نے نہیں کھولا آواز کان سے ٹکرائی اتنی صدیاں جھک مارنے کے بعد آج سائنس اس بات پہ پہنچی کہ انسانی نیند کا دماغی سکون کا آرام کا تعلق قوت سماعت سے ہے اگر قوت سماعت کو پریشان کیا جائے تو انسان آرام نہیں کر سکتا، سو نہیں سکتا، قرآن نے آج سے سوا چودہ سو سال پہلے اصحاب کہف کی بات کی تو فرمایا ہم نے ان کے کانوں پر صدیوں نیند گزار دی۔ آج چودہ سو سال بعد سائنس بات کہتی ہے تو سائنس روشن خیال ہوگئی اور قرآن نے سوا چودہ سو سال پہلے [illegible] بتایا تو قرآن [illegible] ایمان لانا قدامت پسندی ہوگئی! کیسی عجیب بات ہے اور یہ ایک نہیں سینکڑوں مثالیں ہیں حدیث پاک میں سینکڑوں مثالیں ہیں۔ آج سائنس [illegible] نے ایک کانٹا ایجاد کیا حالانکہ سائنس دانوں کے ملک ہی سے چھری کانٹوں سے کھانا شروع ہوا۔ یہ چھری کانٹوں سے کھانا مغرب کے برفانی علاقوں میں سے ہے اور مغرب کے بیشتر علاقے سال کا بیشتر حصہ برف میں دبے رہتے ہیں تو یہ ہاتھ دھونا گوارا نہیں کرتے تھے اور پھر اس سے بچنے کے لئے چھری کانٹے سے کھاتے تھے کہ ہاتھ میلے ہیں تو کھانا کھانے کیلئے چھری کانٹا ایجاد ہوا۔ یہ کسی بڑی شرافت سے یا بڑے تکلف سے یا بڑی عزت واحترام سے چھری کانٹا ایجاد نہیں ہوا۔ چھری کانٹا اس لئے ایجاد ہوا کہ یہ غلیظ قومیں تھیں ان میں تمیز نہیں تھی کئی کئی دن ہاتھ تک نہیں دھوتے تھے تو گندے ہاتھوں سے کھانے کی بجائے انہوں نے چھری کانٹا ایجاد کیا اس سے کھانا شروع کیا۔ آج مغرب کا سائنس دان کہتا ہے کہ ہاتھ سے کھانا کھایا جائے اور اس میں انگلی ڈبوئی جائے اگر کھانا انگلی کے ساتھ لگے اور پھر وہ انگلی چاٹ کر صاف کی جائے تو انگلی کے ان پوروں میں ایسے جرم پیدا ہو جاتے ہیں جو کھانے کے ہضم کرنے میں بہت معاون ثابت ہوتے ہیں۔ آج سائنس بتا رہی ہے کہ کھانا اگر انگلیوں سے کھایا جائے اور انگلیاں ترکاری میں یا شوربے میں یا کھانے کی چیز میں ڈبوئیں پھر انہیں اس طرح چوس کر صاف کیا جائے تو کھانا ساتھ لگنے سے ایسے جرم بنتے ہیں انگلی کے ان پوروں میں جو نظام ہضم کے لئے بڑے معاون ہوتے ہیں۔ چودہ سو سال پہلے محمد رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ کھانا ہاتھ سے کھاؤ اور ہاتھ کو ڈبو کر کھاؤ اور انگلیاں چوس کر صاف کرو اس کے بعد ہاتھ دھونا۔ پہلے جو کھانا انگلیوں سے لگا ہوا ہے انہیں چوس کر صاف کیا جائے اور پھر ہاتھ دھویا جائے۔ اب یہ بات چودہ سو سال بعد سائنس کے منہ سے نکلی تو روشن خیالی ہوگئی اور اس سے پہلے ہاتھ سے کھانا کھانا قدامت پسندی تھا! تو کتاب حکیم میں اللہ کریم فرماتا ہے کہ کوئی بات بلا دلیل نہیں ہے حالانکہ اس کی ایک ہی دلیل کافی ہے کہ یہ اللہ کا کلام ہے۔

مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سفر کر رہے تھے ٹرین میں تو اس ڈبے میں ایک انگریز بھی تھا اس کے پاس کتا تھا۔ تو وہ مولانا کے قریب جاتا تو آپ اُسے جھڑک دیتے پھر آپ نے اس انگریز سے کہا کہ بھئی آپ اسے زنجیر ڈالو اور اپنے تک محدود رکھو۔ تو وہ کہنے لگا میں نے تو سنا ہے کہ اسلام تو بڑا وسیع الظرفی اور روشن خیالی کا نام ہے تو یہ بھی اللہ کی مخلوق ہے تو آپ اسے پاس بھی نہیں پھٹکنے دیتے' یہ کہاں کی روشن خیالی ہے؟! انہوں نے فرمایا میرے لئے جو دلیل ہے وہ یہ ہے کہ میرے آقا میرے نبی میرے رسول ﷺ نے فرمایا ہے یہ نجس ہے اسے چھوا نہ جائے اسے کپڑوں کے ساتھ نہ لگنے دیا جائے یہ میرے لئے دلیل کافی ہے۔ اللہ کی مخلوق ہے جس کا زندہ رہنا حق ہے اگر پیاسا ہو تو اسے پانی دیا جائے بھوکا ہو تو اسے کھانا دیا جائے لیکن اسے ہاتھ لگانے سے ہاتھ ناپاک ہوگا کپڑوں کے ساتھ لگے گا کپڑے ناپاک کرے گا میرے لئے یہ دلیل ہے لیکن شاید یہ تمہارے کام کی نہیں اس لئے کہ تمہیں نبی علیہ الصلوۃ والسلام پر ایمان نصیب نہیں تو تمہارے لئے میری دلیل یہ ہے کہ

www.naqshbandiaowaisiah.com

انگریز اُسے پسند کرتے ہیں جو اپنی قوم کو کاٹ کھائے اور تمہارے آگے دم ہلاتا رہے اور ہم ایسے بے ایمانوں کو پسند نہیں کرتے۔ یا اپنوں کو کاٹتا ہے اور جو اسے روٹی کا ٹکڑا دے اُس کے آگے دم ہلاتا رہتا ہے تمہیں مزاجاً ایسی چیزیں پسند ہیں' ایسے لوگ بھی پسند ہیں اور ہم ایسوں کو منافق سمجھتے ہیں' ہم انہیں پسند نہیں کرتے یہ دلیل تمہارے لئے ہے۔ لیکن اپنے لئے آپ نے فرمایا کہ میرے لئے میری نبی کریم ﷺ کا حکم دلیل ہے اس کے علاوہ کسی دلیل کی ضرورت نہیں ہے۔

قرآن اللہ کی کتاب ہے اور یہی دلیل اس کے حق ہونے کی کافی ہے اور کسی دوسری دلیل کی ضرورت ہی نہیں۔ اس کے باوجود فرمایا احکمت ایتہٗ. قرآن کی ہر ہر آیت اپنے ساتھ دلائل رکھتی ہے اور دلیل سے ثابت ہوتی ہے کہ جو کہا گیا یہ سچ ہے۔ ثم فصلت۔ پھر ہر چیز کو کھول کر بیان کر دیتی ہے' تفصیل بیان کر دیتی ہے' ہر عمل کی' ہر فعل کی' ہر بات کی' ہر کام کی اس لئے کہ اس کا نازل کرنے والا حکیم و خبیر ہے۔ اللہ کا کلام ہے اللہ حکیم بھی ہے حکمت والا بھی ہے اور خبیر بھی ہے' ہر شے سے' ہر بات سے' ہر کام سے واقف بھی ہے۔ اور قرآن نے کتنا سادہ سا فارمولا دیا ہے' کوئی لمبی بات نہیں ہے ایک چھوٹی سی بات ہے۔ الا تعبدوا الا للّٰہ o اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو۔ ہماری ایک بدقسمتی اور ہے کہ ہم نے عبادت سمجھ لیا ہے نماز روزے کو' باقی افعال کا عبادت سے تعلق ہم نہیں جوڑتے' یہ ہماری نادانی ہے! بندے کا ہر فعل عبادت ہے' اُس کا بات کرنا عبادت ہے' اُس کا چلنا پھرنا عبادت ہے' اُس کا روزی کمانا عبادت ہے اور یا اللہ کی نافرمانی ہے! دو میں سے ایک حال سے خالی نہیں ہے۔ جو کام بھی انسان کرتا ہے یا وہ عبادت ہے یا اللہ کی نافرمانی ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔ من ترک الصلوۃ متعمدا فقد کفر. جس نے جان بوجھ کر نماز چھوڑ دی اُس نے کفر کیا۔ اب علمائے کرام کا اتفاق ہے کہ نماز چھوڑ دینا فسق ہے' کفر نہیں' انکار کرنا کفر ہے۔ فرمایا حدیث کا مفہوم کیا ہوگا؟ تو وہ فرماتے ہیں حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ جس نے جان بوجھ کر نماز چھوڑ دی اُس نے کافروں جیسا کام کیا' ایسا کام کیا جو کافر کرتے ہیں۔ زندگی کا ہر کام یا اسلام ہے یا کافروں جیسا ہے' اگر بندہ کلمہ گو بھی ہے اور کام اللہ اور اللہ کے رسول ﷺ کی اطاعت سے باہر ہے تو وہ کافروں جیسا کام ہے۔ تو فرمایا' اسلام تو سادہ سی بات ہے۔

الا تعبدوا الا اللّٰہ. اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو۔ اب زندگی کے سارے معاملے طے ہو گئے کہ دوستی کرنی ہے تو شرعی حدود کے اندر' دشمنی کرنی ہے تو حدود شرعی کے اندر' بیع و شرا' خرید و فروخت کرنی ہے تو شرعی حدود کے اندر' زندگی کا کوئی کام ہے اگر آپ شریعت کے مطابق کرتے ہیں وہ عبادت ہے' حتیٰ کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ مومن اپنے بچوں کو جو لقمہ کھلاتا ہے وہ بھی عبادت ہے۔ عرض کی گئی یا رسول اللہ ﷺ بچوں کا نان و نفقہ تو اُس کے ذمے فرض ہے' اللہ نے فرض کر دیا؟ تو فرمایا فرض پورا کرنا ہی عبادت ہوتی ہے نا' اگر اُس کے ذمے فرض ہے تو وہ فرض پورا کرتا ہے تو جب فرض پورا کیا جائے تو اُس کو عبادت کہتے ہیں۔

تو اسلام تو ایک خوبصورت سا چھوٹا سا اصول ہے باقی تفصیلات ہیں' کیا کام کس طریقے سے کس سلیقے سے کرنا ہے وہ قرآن حکیم نے حدیث پاک نے تعامل صحابہ نے اس کی وضاحت کر دی کہ زندگی کس طرح سے بسر کرنی ہے۔ تو فرمایا

انّنی لکم منہ' نذیر' وبشیر' o میرا منصب جلیلہ یہ ہے کہ میں تمہیں وقت سے پہلے اگر تم غلطی کرو تو اُس کے عبرتناک انجام کی خبر کر دوں اور اگر تم اللہ کی اطاعت کرو تو اُس کے اعلیٰ درجات اور انعامات کی بشارت دوں۔ میں تم سے زبردستی کوئی کام کرانے کے لئے مبعوث

www.naqshbandiaowaisiah.com

نہیں ہوا' کسی بندے کو باندھ کر اُس سے سجدے کروانا میرا منصب نہیں ہے۔ لیکن فرمایا میں تمہیں ایک بات بتاتا ہوں جو بہت قیمتی ہے اور وہ یہ ہے کہ بحیثیت انسان بتقاضائے بشری تم چاہو گے نیکی کروں شاید غلطی کر جاؤ گے' کبھی غصے میں آ کر کوئی عمل ایسا ہو جائے گا جو نہیں ہونا چاہئے' کبھی جہالت کی وجہ سے نہ جانتے ہوئے کوئی کام ایسا ہو جائے گا جو نہیں ہونا چاہئے' تو فرمایا میں تمہیں ایک طریقہ بتاتا ہوں **وان استغفروا ربکم ثم توبوا الیہ** o اللہ سے استغفار کرتے رہو' یا اللہ میری کوتاہیاں معاف فرما دے۔ اللہ بہت کریم ہے اور اگر کوئی گناہ ہو جائے **ثُم توبوا الیہ**۔ تو اُس سے توبہ کرو۔ توبہ ہوتی ہے کہ گناہ کو چھوڑ دینے کا وعدہ اور آئندہ نہ کرنے کا ارادہ۔ توبہ کا مطلب ہوتا ہے جو گناہ ہوا ہے اُس کی بخشش مانگنا اور آئندہ زندگی میں نہ کرنے کا وعدہ کرنا اور اپنی پوری دیانت داری سے کوشش کرنا کہ پھر وہ گناہ نہ کیا جائے۔ فرمایا اگر تم استغفار کرتے رہو اور غلطی ہو جائے تو اللہ سے توبہ کرو۔

یُمتعکم متاعاً حسناً الیٰ اجلٍ مسمیً تم وقت مقرر تک موت آنے تک تمہیں اللہ بہت خوبصورت زندگی دے گا تمہاری زندگی سدھر جائے گی۔

ایک عجیب سا سوال ایک دفعہ کسی نے کیا تھا کہ قبر میں بعض اوقات' اب تو بعض اوقات نہیں اب تو روزمرہ ہم دیکھتے ہیں کہ ہزاروں آدمیوں کو گڑھا کھود کر اُس میں پھینک کر اوپر بلڈوزر چلا دیتے ہیں۔ کبھی یہ سوال بھی تھا کہ بعض اوقات کئی کئی لوگ ایک قبر میں جمع ہو جاتے ہیں' اب ایک نیک آدمی ہے تو دوسرے دو بدکار ہیں اُن پہ عذاب ہو رہا ہے اُس کے ساتھ' تو یہ کیسے ہوگا ایک قبر میں کہ ایک کو عذاب ہو رہا ہے ایک کو ثواب ہو رہا ہے؟ میں نے کہا میرے بھائی! قبر کی بات جانے دو اس جہان کی بات کرو' ایک گھر میں دو میاں بیوی ہوتے ہیں دونوں کا سب سے زیادہ قریبی رشتہ ہوتا ہے' اُس گھر کو چلانا دونوں کی ذمہ داری ہوتی ہے اُن میں بھی آپ دیکھتے نہیں ایک خوش ہے ایک رنجیدہ ہے' کیوں؟ ایک چھت کے نیچے سوتے ہیں' ایک گھر کے دونوں مالک ہیں' ایک سا کھانا کھاتے ہیں' ایک سا پانی پیتے ہیں' ایک سا لباس پہنتے ہیں' ایک جگہ رہتے ہیں' پھر بھی دونوں خوش نہیں ہیں یا تو دونوں خوش ہوں یا دونوں رنجیدہ ہوں! لیکن زندگی میں ہم بارہا دیکھتے ہیں دو سگے بھائی ہیں ایک ماں کی گود میں پلے ہیں' ایک گھر میں رہتے ہیں' ایک کچھ اور چاہتا ہے دوسرا کچھ اور چاہتا ہے' ایک خوش ہے دوسرا رو رہا ہے' کبھی وہ خوش ہے اور یہ رنجیدہ ہے۔ اس دنیا میں بھی ہر فرد اپنی اپنی زندگی جی رہا ہے' اس عالم آب و گل میں بھی ہر انسان اپنی اپنی زندگی جی رہا ہے اگر آپ بغور دیکھیں تو آپ کو کسی جگہ بھی دو بندے ایک حال میں ملنا ممکن نہیں ہے۔ جب ایک گھر میں دو بچے ایک بستر پہ سوتے ہیں' ایک ماں کی گود میں پلتے ہیں' ایک باپ کے زیرِ سایہ پلتے ہیں' ایک جگہ کھاتے پیتے ہیں لیکن دونوں کی پسند و ناپسند اور آرام و راحت میں فرق ہے' ہم نے تو یہ بھی دیکھا ہے کہ ایک کہتا ہے پنکھا چلنا چاہئے دوسرا کہتا ہے بند کر دیں اُسے چلانے میں راحت ہے وہ کہتا ہے پنکھا چلے تو مجھے تکلیف ہوتی ہے' اسے بند کر دیں۔ اگر یہاں مل جل کر رہتے ہوئے حال اپنا اپنا ہے تو قبر میں بھی سب کا اپنا اپنا ہوگا! ہر فرد کا اپنا حال ہے نیک کا ایک اپنا حال ہے بدکار کا ایک اپنا حال ہے وہاں آپ کو تشابہ کیوں ہونے لگا! تو فرمایا اگر تم اللہ سے استغفار کرتے رہو اور غلطی ہو جائے تو توبہ کرو۔ **یمتعکم متاعاً حسناً الیٰ اجلٍ مسمیً** o وہ تمہیں موت کے آنے تک بڑی خوبصورت زندگی گزارنے کو دے گا۔ وہ ایسا قادر ہے کہ اگر آہن و آتش کی بارش بھی ہو رہی ہو تو جسے وہ خوش رکھنا چاہتا ہے اُسے اُس میں بھی خوش رکھتا ہے اور جسے دکھ دینا چاہتا ہے وہ تختِ سلطنت پہ بھی بیٹھا ہو تو اُسے دکھ پہنچتا رہتا ہے' وہ نہیں بچ پاتا۔ ایک حال

www.naqshbandiaowaisiah.com

ہے ہر بندے کا جو اُس قادر مطلق کے دست قدرت میں ہے اور اُس سے وہی واقف ہے اور پھر وہ ایسا قادر ہے۔

یوت کل ذی فضل فضلہ o ہر آدمی کا جو عمل ہوگا' جو محنت ہوگی' جو مجاہدہ ہوگا اُس کے مطابق اُسے نوازے گا' اُسے اجر دے گا۔

وان تولوا۔ اگر آپ ان باتوں سے پھر جائیں' اگر آپ اللہ کو نہ مانیں' اللہ کا شکر نہ کریں' زندگی دی ہوئی اُس کی ہے' کائنات بنائی ہوئی اُس کی ہے لیکن آپ اُسے استعمال اپنی پسند سے کرنا چاہیں تو فرمایا۔ فانی اخاف علیکم عذاب یوم کبیر o پھر مجھے تم پر اُس بڑے دن کے عذاب کا ڈر ہے' خطرہ ہے کہ تم کسی بڑے عذاب میں مبتلا ہو جاؤ۔ اور یہ بڑی عجیب بات ہے اسلام کی روشن خیالی میں جو سب سے بڑا روڑہ اٹکتا ہے وہ جہاد کا ہے۔

ہمارے آج کے مغربی مفکر بھی اور ہمارے آج کے مسلمان دانشور بھی جہاد کے نام سے بڑے گھبراتے ہیں۔ گلی میں جاتے ہوئے بندے کو قتل کر دینا جہاد نہیں ہے' کسی بھی عبادت خانے میں گولی چلا دینا یا بم پھینک دینا جہاد نہیں ہے خواہ وہ بت کدہ ہی ہو' اُس میں بتوں کی پوجا ہو رہی ہو' شرعاً آپ اُس کو نہیں چھیڑ سکتے' تو پھر جہاد کیا ہے؟ ظلم اور زیادتی کو روکنا جہاد ہے۔ جہاں ظلم ہو رہا ہے مظلوم کی مدد کرنا اور ظالم کو روکنا' ظلم کو روکنا' یہ جہاد ہے۔ عین حالت جنگ میں بھی اگر کوئی وعدہ کرتا ہے کہ میں اپنے ظلم سے باز آیا تو جنگ ختم ہو جائے گی۔ جہاد سے بڑی روشن خیالی تو کوئی ہو نہیں سکتی کہ فرد سے دشمنی نہ کی جائے' بُرائی سے دشمنی کی جائے' جیسے ڈاکٹر مریض سے نہیں مرض سے دشمنی رکھتا ہے مریض سے محبت کرتا ہے' اس طرح انسان سے محبت کی جائے اُسے بُرائی سے بچانے کی کوشش کی جائے لیکن جو بُرائی وہ کرتا ہے اس سے نفرت کی جائے اور بُرائی سے روکا جائے' جو مفہوم اسلامی جہاد کا ہے وہ تو یہ ہے۔ اب اگر کوئی اپنی مرضی سے قتل و غارت شروع کر دے اور کہے میں جہاد کر رہا ہوں تو یہ اپنا اپنا فتویٰ ہے' یہ اُس کی اپنی پسند ہے' اب اُسے اسلام کے ذمے لگانا یہ زیادتی ہے۔ اسلام نے جس جہاد کا حکم دیا ہے وہ ہے کہ اگر کوئی مظلوم ہے تو ظالم کو روکا جائے۔

بلکہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا' آپ ﷺ کے ہر ہر لفظ پر لاکھوں جانیں قربان کی جا سکتی ہیں' اتنے پیارے الفاظ ہیں۔ فرماتے ہیں اپنے بھائی کی مدد کرو وہ ظالم ہے یا مظلوم۔ صحابہ نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ مظلوم کی تو مدد کریں کہ ظالم کو روکیں اور ظلم نہ ہو' ظالم کی کیا مدد کریں؟ فرمایا ظالم کی مدد یہ ہے کہ اُسے ظلم کرنے سے روکا جائے۔ مظلوم کی مدد یہ ہے کہ اُسے ظلم سے بچایا جائے اور ظالم کی مدد یہ ہے کہ اُسے ظلم کرنے سے روکا جائے' یہ بھی تو اُس کی مدد ہے کہ اُس بُرائی سے باز آ جائے۔ اسلامی جہاد میں کسی کی دشمنی کا تصور نہیں ہے بلکہ مومن اگر کسی کے خلاف لڑتا بھی ہے تو اس غرض سے کہ جو ظلم یہ کر رہا ہے وہ ظلم یہ چھوڑ دے' وہ ظلم چھوڑ دیتا ہے تو جنگ ختم ہو جاتی ہے۔ تو اسلام کے جہاد میں بھی حد درجہ کی روشن خیالی موجود ہے! اور پھر فرمایا کہ یہ تو تم جانتے ہی ہو۔ الی اللہ مرجعکم۔ تمہیں واپس اللہ کے پاس جانا ہے۔ تم پہلے نہیں ہو جو اس زمین پر آئے ہو تم سے پہلے لاکھوں قومیں اور کروڑوں افراد اور اربوں اور کھربوں لوگ سلاطین و شہنشاہ' حکمران اور محکوم' ظالم و مظلوم' کتنی دنیا آئی اور چلی گئی' جانا تمہیں بھی ہے وھو علی کل شیء قدیر o اور وہ ہر چیز پہ قادر ہے' وہ تمہارے کردار کو جانتا بھی ہے' پرکھتا بھی ہے' سزا دینے پہ بھی قادر ہے' معاف کرنے پہ بھی قادر ہے لیکن فرمایا میرا مشورہ یہ ہے اللہ سے استغفار کرتے رہو' گناہ سے توبہ کرو اور مزے کی زندگی گزارو وہ پروردگار وہ رب کریم تمہاری زندگی کو خوشگوار بنا دے گا۔ اللہ کریم ہمیں دین کو سمجھنے اور اُس پر عمل کی توفیق عطا فرمائے۔

وآخر دعونا ان الحمدللہ رب العلمین o

www.naqshbandiaowaisiah.com

تاریخ انسانی کا یادگار انقلاب

اسلام کیوں نافذ نہیں ہوتا؟ اسلام صرف اس لئے نافذ نہیں ہوتا کہ اسلام ہر آدمی کو برابر کا حق دے دیتا ہے غریب کو بھی عزت نفس دیتا ہے اور کسی کی گاڑی کے لئے سڑکیں خالی کرنے کا حکم نہیں دیتا سڑک پر چلنے کا ہر بندے کو حق دیتا ہے اور جس بندے کو اپنی رعیت سے خطرہ ہے وہ حکومت کیوں کرتا ہے؟ حکمران تو رعیت کا محبوب ہوا کرتا ہے اگر عدل کرے۔

☆ امیر محمد اکرم اعوان ☆
دارالعرفان منارہ، ضلع چکوال 16-07-04

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم o

الذین یتبعون الرسول النبی الامی الذی یجدونہ' مکتوباً عندھم فی التورٰتہ والانجیل یامرھم بالمعروف وینھٰھم عن المنکر ویحل لھم الطیبت ویحر علیھم الخبٰث ویضع عنھم اصرھم والاغلل التی کانت علیھم فالذین امنو بہ وعزروہ ونصرُوہُ واتبعوا النور الذی انزل معہ' اُولٰئک ھم المفلحونo الاعراف ۱۵۷

اللھم سبحٰنک لاعلملنا الا ما علمتنا انک انت العلیمُ الحکیم o

مولائے یا صل وسلم دائما ابدا
علی حبیبک من زانت بہ العصر o

سورۃ الاعراف نویں پارے میں یہ آیہ مبارک بعثت نبوی علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کے مقاصد عالی کا تعین فرما رہی ہے۔ کائنات میں انقلاب کی ایک تاریخ ہے انقلابات کی اور مورخین کے نزدیک بارہا انسانیت انقلابات سے آشنا ہوئی، کبھی کسی انقلاب سے ممالک کی سرحدیں تبدیل ہو گئیں، کسی انقلابی سے کسی ملک کی صورت بدل گئی، حکومت کی صورت بدل گئی یہ سارے انقلابات اپنی حیثیت میں جزوی بھی تھے یعنی کوئی ایسا انقلاب نہیں تھا جس نے ساری انسانیت کو اور روئے زمین کو متاثر کیا! جزوی بھی تھے اور نفع بخش بھی نہیں تھے سوائے انسانی ہلاکتوں تباہیوں اور بربادیوں کے ان کا کوئی نتیجہ نہیں نکلا۔ پوری انسانی تاریخ میں ایک انقلاب ہے جس کی مثال نہیں ملتی اور پوری انسانی تاریخ میں وہی ایک انقلاب یادگار رہے گا اور وہ انقلاب ہے بعثت محمد رسول اللہ ﷺ۔

امی سے مراد ہے وہ ہستی مخلوق میں جس کا کوئی استاد نہیں، جس نے مخلوق سے قصد فیض نہیں کیا، مخلوق میں سے جس نے کسی سے کچھ نہیں سیکھا۔

ہم لوگوں نے عظمت رسالت ﷺ کو میلاد کے ساتھ وابستہ کر کے آپ ﷺ کی ولادت باسعادت پر اپنے اپنے انداز سے تقریبات منانا شروع کر دیں اور پھر صدیاں اس میں بیت گئیں۔ میلاد شریف کی تاریخ کو دیکھا جائے تو اس کی ابتدا زوال اُمت کے ساتھ ہوئی، جب مسلمانوں پہ زوال آیا اور وہ عملی زندگی سے بیگانہ ہوتے گئے اور عملی زندگی میں کسی تبدیلی کے لانے کے قابل نہ رہے بلکہ خود بھی دوسروں کے رحم وکرم پر اپنے آپ کو بھی ڈال چکے تو دل بہلانے کے لئے پہلے میلاد شریف کے جلسے ہوا کرتے تھے پھر میلاد شریف کے جلوس وجود میں آئے اور اب آ کر جشن میلاد بن گیا جلسے میں بھی فضائل اور معجزات اور برکات کا بیان ہوتا تھا جلوس میں اُس سے زیادہ کچھ ہنگامہ آرائی بھی شامل ہوگئی اور اب جب

www.naqshbandiaowaisiah.com

جشن بنا تو اُس پہ کوئی قدغن نہ رہی کیونکہ جشن کا مطلب تو یہ ہوتا ہے کہ جسکا جو جی چاہے کرے اور جس طرح چاہے اپنی خوشی کا اظہار کرے کوئی ڈھول بجائے کوئی باجا بجائے کوئی اچھلے کودے کوئی گانا گائے' جو جس کا جی چاہے کوئی پٹاخے چلائے جس طرح وہ اپنی خوشی کا اظہار کر سکتا ہے کرے جشن کا مفہوم ہی یہ ہوتا ہے! جہاں تک نبی کریم ﷺ کے ذکر خیر کا تعلق ہے تو آپ ﷺ کا ذکر خیر ہر حال میں عبادت ہے اگر وہ شرعی حدود کے اندر ہو۔ جہاں سے شرعی حدود سے آدمی نکلے گا وہاں سے وہ گستاخی اور بے ادبی بن جائے گی بارگاہ نبوی علیٰ صاحبہ الصلوۃ والسلام کی۔

ذکر خیر کلمہ طیبہ میں موجود ہے' سب سے افضل ترین عبادت ہے صلوۃ' صلوۃ میں موجود ہے صلوۃ بھی موجود ہے سلام بھی موجود ہے درود بھی موجود' اٹھتے بیٹھتے چلتے پھرتے آپ ﷺ کا نام نامی لینا آپ ﷺ پر صلوۃ والسلام بھیجنا آپ ﷺ کو سوچنا دنیا کی افضل ترین عبادت ہے' ولادت با سعادت اللہ کی ساری مخلوق کے لئے باعث برکات ہے۔ نبی کریم ﷺ پر یہ سوال عرض کیا گیا کہ یا رسول اللہ ﷺ آپ ﷺ رحمتہ اللعالمین ہیں اور عالم میں کافر بھی بستا ہے تو کیا آپ ﷺ عالم کفر اور کافر کے لئے بھی رحمت ہیں' آپ ﷺ نے فرمایا کہ میرا بابِ رحمت ہر ایک پر وا ہے اگر خود کوئی پشت پھیر کر چلا جائے تو اُس کا ذمہ دار وہ ہے۔

کیا کسی کافر پر کوئی قدغن ہے کہ وہ توبہ نہیں کر سکتا یا اسلام قبول نہیں کر سکتا یا دامانِ عالی ﷺ کے سایہ میں جگہ نہیں پا سکتا؟ تو یہ رحمتہ للعٰلمین جو ہے وجودِ عالی سے وابستہ ہے کہ ولادت با سعادت پر ساری زمین کو مسجد بنا دیا گیا' اقوام عالم سے اجتماعی عذاب ٹل گئے' لوگوں کے چہرے مسخ ہو جایا کرتے تھے۔ بندر

کامیاب زندگی

کامیاب آخرت

کی ضمانت ہے

اور خنزیر بن جایا کرتے تھے مسخ کا عذاب ٹل گیا تو یوں گننے بیٹھیں تو اتنی برکات ہیں جو بے شمار ہیں بے حساب ہیں جن سے اللہ کی ساری مخلوق مستفید ہوئی نہ صرف انسان بلکہ سارے جہان مستفید ہوئے۔

لیکن بعثتِ عالی جو ہے وہ ایک انقلاب آفرینی ہے اور وہ انقلاب یہ ہے جس کی شرح قرآن کریم اس طرح فرماتا ہے۔

الذین یتبعون الرسول النبی الامی الذین یجدونہ' مکتوباً عندھم فی التورٰۃ والا انجیل. وہ لوگ جو پیروی کرتے ہیں اُس نبی الامی ﷺ کی۔ اُمی سے مراد ہے وہ ہستی مخلوق میں جس کا کوئی استاد نہیں' جس نے مخلوق سے قصد فیض نہیں کیا' مخلوق میں سے جس نے کسی سے کچھ نہیں سیکھا! ہمارے ہاں بعض اوقات اس کا ترجمہ انپڑھ لکھ دیا جاتا ہے جو سراسر غلط ہے انپڑھ تو وہ ہوتا ہے جسے آتا جاتا ہی کچھ نہ ہو اور پڑھنے کے لئے ضروری نہیں ہے کہ کسی مدرس سے ہی پڑھا جائے کسی کتاب ہی سے پڑھا جائے یہ عام آدمی کا معیار ہے لیکن پڑھا تو دیکھ کر بھی جا سکتا ہے ایسے لوگ بھی ہیں جنہیں الف ب لکھنا نہیں آتا لیکن دنیا کے حالات دیکھ کر وہ دوسروں کی نسبت زیادہ سبق حاصل کر لیتے ہیں۔ تو پڑھنا جاننے کا نام ہے کوئی جس طرح بھی جان لے۔ آپ اُسے انپڑھ نہیں کہہ سکتے اور پھر اللہ کا رسول ﷺ جو فرماتا ہے۔

انا مدینتہ العلم. میں تو علوم کی بستی ہوں میں تو علوم کا شہر ہوں اور جس نے پوری دنیا کو علوم سے آشنا فرمایا اُسے آپ اُمی تو ضرور کہیے کہ مخلوق میں اُس کا کوئی اُستاد کوئی سکھانے والا کوئی پڑھانے والا نہیں لیکن اُمی کا مطلب انپڑھ مت کہیے گا کہ ساری کائنات کو پڑھانے والے وہی نبی امی ﷺ ہیں اور اہل کتاب جو اُس وقت اپنے آپ کو صاحب علم کہلواتے تھے اُس ہستی کے بارے وہ بھی اپنی کتابوں میں تورات اور انجیل میں اللہ کی طرف سے نازل

شدہ تحریر پاتے ہیں کہ اس شان کا نبی مبعوث ہوگا اور اُس نبی ﷺ کی بعثت سے انقلاب کون سا آیا؟

یامرھم بالمعروف ۔ ہر شخص اور ہر فرد کو میرا رسول ﷺ معروف کا بھلائی کا اچھائی کا حکم دیتا ہے۔ وہ ینھٰھم عن المنکر ۔ اور ہر فرد بشر کو بُرائی سے ظلم سے زیادتی سے باز آ جانے کا کہتا ہے۔ ویحل لھم الطیبٰت ۔ تمام پاکیزہ اور طیب چیزیں اُن کے لئے حلال فرماتا ہے۔ ویحرم علیھم الخبٰئث اور گندی اور خبیث چیزیں ان پر حرام فرماتا ہے یہ تو ابتدا تھی کہ بھلائی کرنے کا حکم دیتا ہے' بُرائی سے روکتا ہے' طیب اور پاکیزہ چیزیں حلال فرماتا ہے غبیث اور مضر صحت اور گندی چیزیں منع فرماتا ہے حرام فرماتا ہے لیکن ان ساری چیزوں کو کرنے کا ان اعمال کو اپنانے کا بندے کے پاس اختیار کب ہے' انسانی معاشرہ تو جکڑا ہوا مجبور اور بے بس ہے' مختلف ممالک پہ مختلف حکومتیں' حکمرانوں کی مختلف پسند و ناپسند ہے عام آدمی تو اُس چکی میں پستا رہتا ہے جو حکمران اور حکومتیں اُس پر چلاتی ہیں' عام آدمی تو مجبور ہوتا ہے کہ قوانین جو بادشاہ نے بنا دیے حکمران نے بنا دیے اُس کو مانے اور اُن پر عمل کرے نہیں مانے گا تو مار کھائے گا' جیل جائے گا تکلیف اٹھائے گا۔ اب اگر وہ قوانین ہی ظالمانہ ہیں تو وہ کیا کرے؟ اُس نے خرید و فروخت بھی کرنی ہے مزدوری کرنی ہے ملازمتیں کرنی ہے اُس کا سارا نظام ہی جابرانہ اور ظالمانہ ہے تو اُس میں وہ کیا کرے گا؟ عدالتیں ہیں لیکن اُن میں ظلم ہوتا ہے انصاف نہیں ہوتا حکومتیں ہیں لیکن وہ لوگوں کو لوٹتی ہیں انہیں دیتی کچھ نہیں ہیں تو بندہ عام آدمی کیا کرے گا؟ فرمایا یہی تو میرے نبی ﷺ کا کمال ہے۔

ویضع عنھم اصرھم ۔ اُن کے سروں سے بوجھ اُتارتا ہے۔ عام آدمی کے سر پہ کیا بوجھ تھا قیصر و کسریٰ کا' عام آدمی کے سروں پر بوجھ تھا حکمرانوں کا' امراء کا' جسے طبقہ اشرافیہ کہتے ہیں' جو لوٹ مار کر کھاتے تھے عام آدمی مزدوری کرتا ہے عام آدمی محنت کرتا ہے اُس کی ساری مزدوری ٹیکسوں کے نام پر اور لوٹ مار کے حکمران لے جاتے ہیں اور بیٹھ کر عیش کرتے ہیں ایک طبقہ اشرافیہ ہے جس میں آپ کی بیورو کریسی ہے جس میں آپ کے سیاست دان ہیں جس میں آپ کے حکمران ہیں ایک ایک بندے کے ایک ایک سفر کا کروڑوں کا بل آتا ہے اُس ملک کا جس ملک کا شہری اپنے بیمار باپ کی دوا لانے سے قاصر ہے۔ اپنے بچے کو سکول تک لے جانے سے مجبور ہے اپنے بیوی بچوں کو دو وقت کھانا دینے سے مجبور و بے بس ہے' محنت یہ بے بس کرتا ہے' محنت یہ مجبور آدمی کرتا ہے' مزدوری یہ کرتا ہے عیش وہ کرتے ہیں جو خود کو اشرافیہ کہلواتے ہیں۔ فرمایا نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت کا مقصد ہی یہ ہے کہ لوگوں کے سر یہ بوجھ اتار پھینکا جائے اور جو مزدوری کرے وہ اپنا حق پائے۔ بعثتِ عالی ﷺ کا اور انقلاب آفرینی کی ابتدا یہ ہے کہ لوگوں کو دوسروں کے بوجھ تلے سے نکال دیا جائے اور واقعی آقا نامدار ﷺ نے جو انقلاب بپا فرمایا اُس نے اُس عہد کی سپر طاقتیں جنہیں آپ کہتے ہیں اُس زمانے میں قیصر و کسریٰ سپر پاورز تھے۔

یہ کہہ دینا کہ حدیث پہ اعتبار نہیں یہ تو ویسا ہی کفر ہے جیسا کہہ دیا جائے قرآن پہ اعتبار نہیں

اُس میں تو گلوں کے چرواہوں نے شہنشاہوں کے تاج چھین لئے اور ہتھوڑوں سے توڑ کر غریبوں میں بانٹ دیے۔ اور وہ بوجھ جو ایک خاص طبقے کی عیاشی کے لئے عام آدمی پر پڑتا تھا وہ ختم ہو گیا بلکہ عام آدمی کا بوجھ حکومت نے اٹھا لیا اور خلافت اسلامی ذمہ دار بن گئی عام آدمیوں کی مجبوریوں کی۔ جو معاشرہ نبی کریم ﷺ نے تشکیل دیا اُس میں بچوں کی تعلیم والدین کا نہیں حکومت کی ذمہ داری ٹھہری کہ ہر بچے کو کتاب میسر ہو اُستاد میسر ہو سکول میسر ہو ہر مریض کو دوا میسر ہو ہر مجبور و بے بس کو

www.naqshbandiaowaisiah.com

وظیفہ ملے ہر غریب کو یا روزگار ملے یا بے روزگاری کا الاؤنس ملے اور ایسا نظام عطا کر دیا کہ دولت کسی کے باپ کی نہیں ہے جس کے پاس ہے اللہ کی امانت ہے اور ہر سال اُس کا چالیس فیصد بیت المال میں دے جس پر جو غریبوں پر تقسیم ہوگا گویا سرمایہ داری کا علاج یہ فرمایا کہ اگر کوئی دولت جمع کر کے بیٹھ جاتا ہے تو چالیس سالوں میں ساری معاشرے کے پاس آجائے گی یا وہ خود اُسے معاشرے میں صرف کرے گا کاروبار کرے گا تجارت کرے گا ہزاروں لوگوں کو روزگار ملے گا' ہزاروں لوگوں کا کام ہوگا کاروبار چلے گا۔

ایک کام یہ فرمایا۔ بعثت عالی ﷺ نے ۔ویضعُ عنھُم اصرھُم. عام آدمی کے سر پر جو بوجھ تھا وہ محمد رسول اللہ ﷺ نے اُتار دیا۔

والاغللُ التی کانت علیھم o اور جو عام آدمی کے گلے میں طوق پڑا ہوا تھا شخصی حکمرانی کا' بادشاہت کا' ایک آدمی کے اشارہ ابرو پہ ناچنے کی مجبوری کا' محمد رسول اللہ ﷺ نے وہ زنجیریں کاٹ دیں۔ خلافت اسلامیہ افریقہ کے صحراؤں سے اور شمال میں سائبیریا تک جا پہنچی اور مشرق میں چین سے لیکر مغرب میں ہسپانیہ تک جا پہنچی لیکن امیر المومنین ایک عام آدمی تھا اور گلی میں جاتے ہوئے کوئی بڑھیا بیوہ بھی اُس کا دامن پکڑ کر روک سکتی تھی اور اپنا حق مانگ سکتی تھی۔ کوئی شہنشاہ نہیں تھا کسی کے مال پر حکمران عیش نہیں کر سکتے تھے بلکہ وہ لوگ پیدا فرمائے صحابہ اور خلفائے راشدین رضی اللہ تعالیٰ عنھم تو بہت دور کی بات ہے تابعین اور تبع تابعین میں حضرت عمر بن عبدالعزیز جیسے لوگ ملتے ہیں جو سلطنت اسلامیہ کا حکمران تھا ایک دوست آیا بات کرنے کے لئے آپ کام کر رہے تھے تو آپ نے شمع بجھا دی اُس نے کہا حضرت اندھیرے میں بات کریں گے فرمایا بیت المال کی شمع تھی حکومت کا کام کر رہا تھا تیری میری باتوں کے لئے جلانے کا تیل نہیں

حکمران اپنی محکوم اور رعایا سے کیوں ڈرتے ہیں؟ ظلم کرتے ہیں اپنے ظلم سے ڈرتے ہیں' اس کے ردعمل سے ڈرتے ہیں!

ہے اسی میں۔ اگر تو نے ذاتی بات کرنی ہے میں نے اپنے تعلق پر تجھ سے بات کرنی ہے تو یہاں تو میں دفتر میں بیٹھا ہوں یہاں تو بیت المال کا مال ہے سارا۔ تو وقت تو میرا اپنا ہے میں رات کو بیٹھ کر کام کر رہا ہوں لیکن یہ شمع تو میری نہیں نہ اس میں تیل میں نے ڈالا ہے یہ بیت المال کی ہے حکومت کے کام پہ تو جلائی جائے گی ذاتی کام کے لئے نہیں۔

تو فرمایا دو کام' عام آدمی کے سر پر سے بوجھ اتار دیا محمد رسول اللہ ﷺ نے اور وہ زنجیریں جو غلامی کی لوگوں کے گلے میں پڑی ہوئی تھیں کاٹ دیں کوئی شہنشاہ کوئی فرعون کوئی متکبر باقی نہ چھوڑا۔ اب اس کے بعد چونکہ یہ بعثت عالی قیامت تک کے لئے ہے اب اس کے بعد کون لوگ ہیں اے اللہ فرمایا فالذین امنوا بہٖ۔ وہ لوگ جو میرے نبی ﷺ پر ایمان لائیں اُس کی ہر بات کا بے چون وچرا اں یقین کرلیں جو اُس نے فرما دیا اُس پہ جم جائیں اور ایمان لانے کا مطلب یہ ہے۔ وعزروہُ۔ اُس کی حمایت میں کھڑے ہو جائیں یہ نہیں کہ ایمان لا کر تسبیح لے کر کونے میں گھس جائیں ہر بات پہ ایمان لائیں جہاں اُس نے سجدہ کرنے کا حکم دیا ہے سجدہ کریں جہاں قیام کا حکم دیا ہے قیام کریں جس چیز کو حرام کر دیا ہے اُسے چھوڑ دیں جس کو حلال کر دیا ہے۔ اُسے اختیار کریں جینے مرنے کا جو انداز میرے محبوب ﷺ نے سکھایا ہے۔ وہ اپنائیں اور اُس کے ساتھ۔ وعزروہُ کھڑے ہو جائیں۔ قوت بن جائیں اُس کی ونصروہُ۔ اور طاقت بن جائیں میرے حبیب ﷺ کے انقلاب کی' جان بن جائیں اُس انقلاب کی' اُس کی حمایت میں کھڑے ہو جائیں' کوئی ضرورت نہیں ہے چھپنے کی کہ میں مسلمان ہوں جی میری یہ غلطی ہے' نہیں بلکہ اس پہ فخر کریں کہ میں خادم ہوں محمد رسول اللہ ﷺ کا اور میں غلام ہوں آقائے مدنی کا اور میں الحمدللہ مسلمان ہوں اور میں ہر اُس اقدام

www.naqshbandiaowaisiah.com

کی حمایت کرتا ہوں جو محمد رسول اللہ ﷺ نے کیا ہے۔ ونصروہ۔ زبانی ہی حمایت نہ کریں۔ میدان میں نکل کر مدد کریں اُس انقلاب کی۔ لوگوں کو ظلم اور جور سے نجات دلائیں' حق وانصاف ہرایک کے لئے عام کریں۔

واتبعوا النور الذی انزل معه.

اور اُس نور اور اُس روشنی اور اُس ہدایت سے بالکل سرمو انحراف نہ کریں جو نازل ہوئی ہے میرے حبیب ﷺ کے ساتھ۔ اولٰئک ھُمُ المفلحون. صرف یہ لوگ ہیں جو کامیاب ہیں۔ کامیاب زندگی کامیاب آخرت کی ضمانت ہے' یاد رکھیں! آخرت کیا ہے؟ اللہ کا انعام ہے' آخرت اُجرت نہیں ہے اُجرت تو ہم پہلے لے چکے۔

یا ایھاالناس اعبدوا ربکم الذی خلقکم والذین من قبلکم لعلکم تتقون ہ اے لوگو! اُس پروردگار کی عبادت کرو جس نے تمہیں پیدا کیا ہے۔ تم جتنی بھی عبادت کرو گے اُس کا اجر تو تم لے چکے کہ اُس نے تمہیں انسان بنایا' اعضاء وجوارح دیئے ایک ایسا دماغ دیا جو عالی سوچ رکھتا ہے' ایک ایسا دل دیا جو اللہ کی طلب رکھتا ہے' تمہیں ایمان عطا کیا' اُمتی بنا دیا محمد رسول اللہ ﷺ کا۔ کون کونسا احسان ہے جسے شمار کرو گے' اگر عبادت کرتے ہو تو اُس کی اُجرت پہلے لے چکے ہو تمہیں پیدا کیا تم سے پہلوں کو پیدا کیا تمہارے لئے کائنات سجا دی تمہیں اتنی نعمتیں دیں۔

ایک واقعہ حدیث شریف میں ملتا ہے نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ بنی اسرائیل کا ایک عابد وزاہد شخص تھا جسے اللہ کریم نے چار سو سال عمر عطا کی تھی اُس نے چار سو سال ذکر اذکار میں اور عبادت میں بسر کر دیئے انسانوں سے الگ ہو کر سمندر میں ایک چھوٹا سا ٹاپو تھا پہاڑی سی تھی اُس پر جا کر بسیرا کر لیا اور صرف اللہ کی عبادت

> تاریخ انسانی میں صرف ایک انقلاب ہے
> بعثتِ محمد رسول اللہ اور ہم سب مکلف ہیں
> اس بات کے کہ اُس کی حمایت بھی علی
> الاعلان کریں اور جو ہمارے بس میں ہے
> اُس کے نفاذ کے لئے وہ کر جائیں

چوبیس گھنٹے کرتا تھا اللہ نے وہاں پھل پیدا کر دیئے چشمے جاری کر دیئے جشموں کا پانی استعمال کرتا تھا پھل کھاتا تھا اور رات دن اللہ اللہ کرتا۔

واقعہ حدیث شریف میں جبرائیل امین علیہ السلام کی زبانی بیان فرمایا گیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں یا رسول اللہ میں نے اس شخص کو دیکھا۔ میں جب بھی زمین کی طرف آتا تھا' میں اسے دیکھتا تھا۔ پھر جب موت کا وقت آ گیا تو اللہ کریم نے ملک الموت کو حکم دیا کہ میرے بندے سے پوچھ لے کہ کس حال میں مرنا چاہتا ہے۔ ملک الموت نے پوچھا تو اُس نے کہا کہ مجھے دوگانہ نیت کرنے دو اور جب

میں سجدے سے اٹھوں اور اُسی طرح اُس کی روح قبض ہو گئی۔ اس سے آگے حضور ﷺ نے فرمایا کہ جبرائیل علیہ السلام میں تجھ کو اُس کے اس کے بعد کا حال نہ بتاؤں یا رسول اللہ ﷺ فرمایئے۔ فرمایا میدان حشر میں اٹھے گا تو اُسی طرح سجدے کے حال میں اٹھے گا اور جب پیش کیا جائے گا بارگاہِ الٰہی میں تو حکم دیا جائے گا۔

اذھبوا بعبدی برحمتی بجنتی.

میری رحمت کے سبب میرے بندے کو میری جنت میں لے جاؤ۔ تو حضور ﷺ فرماتے ہیں وہ شخص رُک جائے گا۔ عرض کرے گا بارالٰہا تیری رحمت سے تو انکار نہیں' تیری رحمت تو بہت وسیع ہے لیکن چار سو سال جو تو نے مجھے دنیا میں رہنے کے لئے دیئے میں نے اُس میں سے ایک لمحہ بھی کسی اور کام پہ نہیں لگایا صرف تیری یاد میں اور تیری بندگی میں بسر کر دیا۔ تیری رحمت تو یقیناً ہے لیکن کچھ حساب تو میری اُس عبادت کا بھی چار سو سال کے سجدوں کا اذکار کا مراقبات کا ہو گا۔ تو حضور اکرم ﷺ فرماتے ہیں اللہ کریم فرمائے گا اچھی بات ہے لین دین اور حساب سے ہونا چاہئے حساب کر لو اس سے۔ میری نعمتوں کو ایک پلڑے میں رکھو اور دوسرے پلڑے میں اس کی عبادت رکھو تو حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ صرف بینائی سے جو استفادہ اُس نے کیا آنکھ کی ایک نعمت ایک پلڑے میں رکھیں گے تو چار سو سالہ عبادت کم پڑ جائے گی اور حکم ہو

www.naqshbandiaowaisiah.com

جائے گا کہ عدل یہ ہے انصاف یہ ہے کہ یہ بیوپار میں پورا نہیں اُترا پھر اسے جہنم بھیج دو جب تک کی پوری نہیں ہوتی اتنا عرصہ وہاں رہے اُس وقت وہ پکارے گا کہ یا اللہ میں نے ظلم کیا مجھ سے غلطی ہوگئی مجھ پر رحم کیا جائے تو حضور اکرم ﷺ فرماتے ہیں بھئی تیری اپنی پسند ہے اپنے حساب کتاب پہ جانا ہے تو اُدھر چلا جا میری رحمت پہ جانا ہے تو اِدھر چلا جا۔

تو جو عبادات ہم کرتے ہیں یہ احسان نہیں کرتے اگر کسی کو ابدالاباد تک زندگی مل جائے تو ابدالاباد تک اللہ کی نعمتیں بھی تو استعمال کرتا رہے گا! صرف عبادت ہی کرتا رہے تو عبادت کی توفیق بھی تو اُس کی دی ہوئی ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ رحمت الٰہی کے بغیر کسی کی نجات ممکن نہ ہوگی، حبیبہ حبیب کبریا ام المومنین حضرت عائشۃ الصدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ آپ ﷺ کی بھی۔ آپ ﷺ کی شفاعت کے سہارے تو دنیا امید لگائے بیٹھی ہے اور آپ ﷺ بھی تو فرمایا یہ مجھے شفیع المذنبین جو بنادیا تو کیا رحمت الٰہی نہیں ہے! یہ بھی رحمت الٰہی ہے، رحمت اللعلمین بنادیا یہ بھی تو رحمت الٰہی ہے۔ تو قرآن کریم نے واضح طریقے سے انسانی زندگی کا پورا ضابطہ ارشاد فرما دیا، بنیاد ہے ایمان اور یقین آقا نامدار ﷺ کے ارشاد عالی پر۔ ہم قرآن کو اللہ کی کتاب سمجھتے ہیں اور آج ایک فتنہ یہ بھی ہے کہ جی حدیث کی کیا حیثیت ہے قرآن جو ہے وہ اللہ کی کتاب ہے لیکن قرآن اللہ کی کتاب کس نے سنی، کس نے بتائی، کوئی دوسرا سوائے محمد رسول اللہ ﷺ کی ہستی کے کوئی دوسرا ہے جس نے بھی سنی، کوئی دوسرا ہے جس نے یہ کہا ہو کہ یہ الفاظ جو ہیں یہ قرآن ہیں! تو قرآن بھی تو زبان حق ترجمان محمد رسول اللہ ﷺ نے بیان فرمایا۔

> **انقلابات کی تاریخ یہ بات بتاتی ہے کہ انقلاب کسی بڑی بہت بڑی انبوہ کثیر نے بپا نہیں کیا ہمیشہ انقلاب کے لئے منظم اور چھوٹی سی جماعت کھڑی ہوتی ہے۔**

زبان حق ترجمان جب قرآن کی شرح فرماتی ہے تو وہ حدیث ہو جاتی ہے ہاں یہ درست ہے کہ ہر حدیث کی سند جانچی جائے ہر بندہ کہہ دے یہ حدیث ہے تو وہ نہیں مانی جائے گی اُس کی سند جانچی جائے گی، پرکھا جائے گا کہ تم نے کس سے سنی، اُسے کس نے بتایا تا آنکہ سند آقائے نامدار ﷺ تک پہنچے اور بات کھری ہو جائے کہ واقعی حضور اکرم ﷺ نے یہ فرمایا لیکن یہ کہہ دینا کہ حدیث پہ اعتبار نہیں یہ تو ویسا ہی کفر ہے جیسا کہہ دیا جائے قرآن پہ اعتبار نہیں، انہی لب ہائے مبارک سے قرآن بھی ہم تک پہنچا اور اُسی زبان مبارک سے حدیث بھی ارشاد ہوئی، انہی لوگوں نے قرآن کریم آگے نقل فرمایا جنہوں نے حدیث پاک آگے نقل فرمائی۔ وہی لوگ تھے جو قرآن کے مثالی مسلمان تھے کہ قرآن نازل ہوتا حضور اکرم ﷺ اُس کا مفہوم بتاتے وہ اُس پر عمل کرتے اور حضور ﷺ اُس عمل کی تصدیق فرماتے۔ تو قرآن ناطق ہے محمد رسول اللہ ﷺ اور آپ ﷺ کا ہر عمل عملی قرآن ہے اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین جنہوں نے حضور اکرم ﷺ کے سامنے قرآن پر عمل کر کے دکھایا اُن کے سوا کوئی چارہ کار نہیں۔ اصحابی کا لنجوم بایھم اقتدیتم اھتدیتم. اوکما قال رسول اللہ ﷺ۔ میرے صحابہ ستاروں کی مانند ہیں جس کا دامن تھام لوگے ہدایت پا جاؤ گے۔ لیکن ایمان کے بعد دو کام بتائے گئے۔ کامل اتباع، جو چیز حضور ﷺ نے حلال کی ہے وہ حلال سمجھی جائے اور اُس پر عمل کیا جائے اور جو نبی کریم ﷺ نے حرام کردی ہے وہ حرام سمجھی جائے اور اُس پر عمل کیا جائے یہ تو ہوگئی ذاتی زندگی لیکن لوگوں کی ذاتی زندگیاں جن زنجیروں میں جکڑی ہوئی ہیں اُن زنجیروں کو توڑ دیا جائے اور عام آدمی پر جو بوجھ لدا ہوا ہے اُس بوجھ کو اُتار پھینکا جائے یہ جو ظالمانہ قوانین ظالمانہ ٹیکس حکمرانوں کی عیاشی کے لئے عام آدمی پہ لگتے ہیں، انہی سے جان چھڑائی تھی محمد رسول اللہ ﷺ نے۔ آج ہم گذشتہ صدی سے زائد عرصے سے اسلام اسلام اسلام نافذ کرو کہہ

رہے ہیں کوئی اسلام نافذ کرنے کے لئے وعدے پہ برسوں حکومت کر کے چلا جاتا ہے دوسرا آتا ہے اسلام کے نام پر وہ ووٹ لیکر لاکھوں روپے اسمبلی سے اور سینٹ سے لیتا اور موج کرتا اور اپنے سارے بیوی بچوں سمیت وہاں جاکر براجمان ہوجاتا ہے اور انہی ٹیکسوں میں سے اُسی بوجھ میں سے جو عام آدمی سے ہٹایا جانا تھا اُس میں جاکر شریک ہوجاتا ہے اور اس میں سے کھانا اور پیٹ بھرنا شروع کر دیتا ہے۔

انقلاب محمد ﷺ تو یہ تھا کہ عام آدمی کو اسی بوجھ سے نجات دی جائے اور جو لوگ دوسروں کے خون پر جونکوں کی طرح پلتے ہیں اُن کو کام پہ لگایا جائے اپنا کام کر کے اپنی روزی کمائیں۔ ہمارے ہاں تو اسلام نافذ کیا ہونا تھا۔ اسلام کیوں نافذ نہیں ہوتا؟ اسلام صرف اس لئے نافذ نہیں ہوتا کہ اسلام ہر آدمی کو برابر کا حق دے دیتا ہے غریب کو بھی عزت نفس دیتا ہے اور کسی کی گاڑی کے لئے سڑکیں خالی کرنے کا حکم نہیں دیتا سڑک پر چلنے کا ہر بندے کو حق دیتا ہے اور جس بندے کو اپنی رعیت سے خطرہ ہے وہ حکومت کیوں کرتا ہے؟ حکمران تو رعیت کا محبوب ہوا کرتا ہے اگر عدل کرے۔

سیدنا فاروق اعظمؓ کی خدمت میں ایرانیوں نے وفد بھیجا۔ وفد کا سربراہ پہلے تو پریشان حال دیکھ رہا تھا کہ کوئی بڑا بلند شہر ہوگا جس طرح آج ہمارا مدینہ منورہ ہے اسی طرح اُس کے تصور میں تھا کہ بڑی بڑی اونچی عمارتیں شاندار شہر ہوگا جہاں حکمران رہتا ہے تو پہنچا تو ایک چھوٹا سا کچے گھروں کا گاؤں تھا۔ بھئی آپ کا بادشاہ کہاں ملے گا کوئی مجھے بادشاہ کے دربار تک لے جائے۔ انہوں نے کہا یہاں تو کوئی بادشاہ ہے ہی نہیں نہ کوئی دربار ہے تجھے لے کہاں جائیں۔ تو پھر کون سنبھالتا ہے تمہارا

تاریخ اس بات کی گواہ ہے کہ جس نے اسلام کو قبول نہیں کیا اُس کو بھی انصاف اگر ملا تو اسلام کے دامن میں ملا۔

کاروبار سلطنت؟ انہوں نے کہا ہمارا تو امیر ہے وہ مسجد نبوی ﷺ میں جلوہ افروز ہوگا' سیدھے چلے جاؤ سامنے بڑی مسجد ہے اور وہی اُس کا دفتر ہے وہی سیکرٹریٹ ہے' وہی ہوگا۔ مسجد میں گیا پتہ چلا امیر المومنین تو دوپہر کام ختم کر کے اس طرف نکلے ہیں اب کسی کو پتہ نہیں گئے کہاں ہیں۔ تلاش کرتے ہیں۔ مغرب کو نکل کھڑے ہوئے مدینہ منورہ سے لیکر مسجد قبا تک باغات تھے آپ رضی اللہ تعالٰی عنہ ایک باغ میں کھجور کے سائے میں لیٹ گئے بازو مبارک سر کے نیچے رکھا اور سو گئے۔ اب کھجور کا سایہ ہی کتنا ہوتا ہے ذرہ سورج سرکا تو سایہ رُخ انور سے تو ہٹ گیا چہرہ مبارک دھوپ میں آ گیا اور پسینے کے قطرے نکل نکل کر ابل اُبل کر ریت میں جذب ہونے لگ گئے' آپ رضی اللہ تعالٰی عنہٗ سو رہے تھے تو کسی نے اُسے بتایا کہ یہ امیر المومنین تو آرام فرما رہے ہیں رُک گیا' کہنے لگا' ہمارے حکمرانوں نے بڑے بڑے محل بنا رکھے ہیں اُن کے گرد قلعے ہیں فصیلیں ہیں' ہر فصیل پہ الگ پہرے دار ہیں مسلح فوج ہے اور طرح طرح کی رکاوٹیں ہیں' اُس کے اندر اُن کے مخملی بستر ہیں اور ہر آرام وہاں میسر ہے لیکن انہیں نیند نہیں آتی۔ عجیب آدمی ہے ریت پر آ کر لیٹ گیا اور اسے نہ دھوپ کی پرواہ ہے اور نہ مٹی کی اور مزے سے سو رہا ہے کہنے لگا میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ عدل کرتا ہے اور اسے کوئی ڈر خطرہ نہیں ہے' وہ ظلم کرتے ہیں وہ اپنے ظلم سے ڈرتے رہتے ہیں۔ تو حکمران اپنی محکوم اور رعایا سے کیوں ڈرتے ہیں؟ ظلم کرتے ہیں اپنے ظلم سے ڈرتے ہیں' اُس کے ردعمل سے ڈرتے ہیں! اور اسلام کیا ہے اسلام یہی ہے کہ فرد کی ذاتی زندگی تو ڈھل جائے اتباع محمد رسول اللہ ﷺ میں لیکن اُس انقلاب کو روئے زمین پر نافذ کرنے کے لئے جو اُس کے بس میں ہے وہ کرتا رہے' لوگوں کے سروں سے بوجھ اتارنے کی پوری کوشش کرے' ناجائز اور ناروا ٹیکسوں کا بوجھ' امراء کی عیاشیوں کا بوجھ' طبقہ اشرافیہ کی شاہ خرچیوں کا بوجھ جو عام آدمی پر ہے اُسے ہٹا

www.naqshbandiaowaisiah.com

دیا جائے۔ اور

والاغلل التی کانت علیھم۔ اور وہ غلامی کے طوق جو لوگوں کے گلے میں پڑے ہوئے ہیں کہ فرد واحد کی شخصی حکومت کے غلاموں کی طرح، فرعون کے غلاموں کی طرح، قبطیوں کی طرح سلوک کیا جائے عام آدمی سے، گدھے کی طرح کام اس سے لیا جائے اور سوچ کوئی کرے اور پھر ایک فرد کی مرضی کے خلاف وہ نہ سوچ سکے نہ بات کر سکے نہ آواز اٹھا سکے، فرمایا اس ظلم کے خلاف اٹھ کھڑے ہو جاؤ، حق کی حمایت ہی نہیں حق کی حمایت بھی کرنا اور اس کی مدد بھی کرنا۔

وعزروہ ونصروہ۔ وہ لوگ جو اس کی حمایت بھی کرتے ہیں۔ ونصروہ اور عملی طور پر اس کی مدد بھی کرتے ہیں۔ لگ جاتے ہیں اس کام میں فرمایا۔

واتبعوا النور الذی انزل معہ۔ اور انہی کو توفیق ہوتی ہے اس نور پہ چلنے کی جو میرے نبی ﷺ کے ساتھ نازل ہوا۔ ترتیب بتا رہی ہے۔ ترتیب کتاب بتا رہی ہے کہ اگر یہ کام کرے تو پھر اسے توفیق ہو جاتی ہے پھر قرآن نور بن کے اس کے سامنے چلتا ہے راستہ دکھاتا ہے اسے چلنے کی راہیں بتاتا ہے فرمایا۔ اولـــــئک ھم المفلحون۔ یہ وہ لوگ ہوں گے جو کامیاب ہوں گے کامران ہوں گے سرخرو ہوں گے۔

اسلام نہ دہشت گردی کی اجازت دیتا ہے اب ہمارے ہاں الیکشن ہوتے ہیں عموماً ترن اور جو ووٹوں کا ہے وہ تیس فیصد سے کم رہتا ہے یعنی ستر فیصد لوگ ووٹ دیتے ہی نہیں ہیں یہ بڑا کام ہے دفع کرو ہم نے کیا کرنا ہے۔ لیکن وہ یہ نہیں سوچتے کہ یہ ستر فیصد لاتعلق ہو کر ظالموں کو پھر سے مسلط کرنے کا سبب بن رہے ہیں۔ یہ جو ستر فیصد آدمی رائے نہیں دیتے اور جو تیس فیصد

غیر مسلم حکمران غیر مسلم کو بھی تحفظ نہ دے سکے اور نہ آج دے رہے ہیں اور نہ آئندہ دے سکیں گے۔

دیتے ہیں وہ پندرہ سولہ جو سیاسی جماعتیں ہیں ان سب کو تقسیم کر کے دیتے ہیں۔ اس کا مطلب ہے کہ چار چار چھ چھ آٹھ آٹھ فیصد ہر ایک کے حصے میں آتا ہوگا جو دس فیصد لے جاتا ہے وہ سو فیصد پہ حکومت کرتا ہے اور اس دس فیصد کے مقابلے میں اگر یہ ستر فیصد جو ووٹ نہ دینے کو دین سمجھتے ہیں یہ ستر فیصد مقابلے میں کسی شریف کسی نیک بندے کو ووٹ دیتے تو یہ دس فیصد والا سامنے آتا؟ یہ ستر فیصد والا؟ یہ خاموش تائید ہوتی ہے ظلم کی جس طرح آج ہماری دینی جماعتوں نے الحمدللہ اتحاد تو بنایا لیکن جب اسمبلی میں کوئی مشکل کام آتا ہے تو یہ خاموشی سے الگ ہو جاتے ہیں یعنی ہم تو کہیں ووٹ ہی نہیں دیتے یہ خاموش تائید ہوتی ہے یعنی ظلم کو پھیلنے کا موقع تو آپ دے رہے ہیں آپ مقابلے میں کھڑے تو نہ رہے دیوار تو نہیں بن رہے روک تو نہیں رہے! تو اسلام کے نام پر یہ ہماری غیر اسلامی زندگی ہے۔ دوسروں کو چھوڑیے اتحاد کو بھی رہنے دیجئے اور حکمرانوں کو بھی رہنے دیں اور سیاسی جماعتوں کو بھی رہنے دیں۔ ذرا اپنا محاسبہ کیجئے ہم کیا کر رہے ہیں میں نے کیا سوچا اور اس کے لئے میں نے عملاً کیا کیا؟ آپ نے کیا سوچا اور اس کے لئے کونسا عملی اقدام اٹھایا؟ اور آئندہ ہم اس پیغام محمدی علی صاحبہا الصلوۃ والسلام کے لئے کیا کر سکتے ہیں! مجھ پر بھی فرض عین ہے اور آپ پر بھی فرض عین ہے ہر کلمہ گو پر شرط ہے ایمان کی۔

وعـزروہ ونـصـروہ شرائط ہیں ایمان کی کہ جس نے مانا پھر اس نے اس انقلاب کی حمایت بھی کی اور اس کے انقلاب کو نافذ کرنے کیلئے بھرپور جدوجہد بھی کی یہ شرائط ایمان میں ہے۔ اور یہ وہ انقلاب تھا جس نے روئے زمین کے غلاموں کو آزادی دی مظلوموں کو ظلم سے نجات دلائی اور تاریخ اس بات کی گواہ ہے کہ جس نے اسلام کو قبول نہیں کیا اس کو بھی انصاف اگر ملا تو اسلام کے دامن میں ملا۔ زندگی عزت و آبرو جان مال کا تحفظ نصیب ہوا غیر مسلم کو بھی تو دامن اسلام میں آکر ہوا ورنہ غیر مسلم حکمران غیر مسلم کو بھی تحفظ نہ دے

سکے اور نہ آج دے رہے ہیں اور نہ آئندہ دے سکیں گے۔ تو میرے بھائی تاریخ انسانی میں صرف ایک انقلاب ہے بعثت محمد رسول اللہ ﷺ اور ہم سب مکلف ہیں اس بات کے کہ اس کی حمایت بھی علی الاعلان کریں اور جو ہمارے بس میں ہے اور اس کے نفاذ کے لئے وقف کر جائیں۔ یہ تو مالک اور مخلوق کا معاملہ ہے اگر یہ بات عرب کے بادیہ نشین سوچتے کہ کہاں قیصر کی سلطنت اور کدھر کسریٰ کی حکومت، کہاں ہم چار خانہ بدوش جو یہاں بیٹھے ہیں ہم کہاں مقابلہ کر سکتے ہیں۔ یہ بہت مشکل ہے اگر یہ سوچ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالےٰ علیھم اجمعین کی ہوتی تو یہ انقلاب آتا؟ ان کی سوچ یہ نہیں تھی انہوں نے سوچا یہ تھا کہ ہمارا کام انہیں فتح کرنا یا ان کو تہس نہس کرنا نہیں ہمارا کام ہے جو اپنے پاس ہے وہ لگا دیں گے آگے کیا ہوگا یہ اس کا کام ہے۔ بدر کے مقابلے میں کیا تھا تین سو تیرہ جن میں کچھ بوڑھے ضعیف کچھ نو عمر بچے کچھ معذور اور مقابلے میں حضور اکرم ﷺ نے فرمایا تھا لشکر جرار مکہ مکرمہ کا دیکھ کر کہ مکہ نے اپنے جگر گوشے نکال کر پھینک دیے ہیں مانے ہوئے شہسوار، مانے ہوئے جنگجو مانے ہوئے جرنیل اور ہزار آدمی کا لشکر جرار، اسلحہ وافر، خوراک وافر اور یہاں کیا ہے آٹھ گھوڑے، چھ زرہیں، دو تلواریں، کھانے کو پانچ پانچ کھجوریں نبی کریم ﷺ نے تقسیم فرمائیں صفیں بنوا کر۔ میدان کارزار میں حضور اکرم ﷺ نے صفیں بنوائیں کسی کے پاس دو چادریں تھیں ایک اس نے کمر سے باندھی ہوئی تھی ایک اوپر لپیٹی ہوئی تھی اور لباس پورا تھوڑے لوگوں کے پاس تھا کسی صحابی کے پاس ایک چادر تھی جو اس نے کمر سے لپیٹ کر گردن کے پیچھے گرہ دی ہوئی تھی یہی لباس تھا، میدان کارزار میں بدر میں کھڑا ہے حضور اکرم ﷺ نے صفیں بنوانے کے بعد آپ ﷺ نے پانچ پانچ کھجوریں تقسیم فرمائیں یہ سارے دن کا راشن تھا ان مجاہدوں کا جنہیں مشرکین مکہ کا مقابلہ کرنا تھا ایک صحابی نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ اگر میں یہاں کھیت رہا تو میں جنت پہنچ جاؤں گا آپ ﷺ نے فرمایا بے شک اس نے وہ کھجوریں پھینک دیں اس نے کہا وہیں جا کر کھائیں گے۔ اب ان کھجوروں سے کون پیٹ بھرے اب وہی چل کے کھائیں گے کونسی دیر ہے ابھی تو جنگ شروع ہوتی ہے چلتے ہیں وہیں جا کے کھائیں گے۔ اللہ نے فرشتوں کو حکم دیا قرآن گواہ ہے دنیا عالم اسباب ہے۔ اسباب میں اس طرف کچھ بھی نہیں نہ اسلحہ ہے نہ کوئی افرادی قوت ہے تو تم کس دن کے لئے ہو جاؤ اور ان کی طرف سے لڑو۔

آپ بھی یہ مت سوچیں کہ میں کیا کر سکتا ہوں، میں حمایت کر سکتا ہوں اعلان محمد رسول اللہ ﷺ کی، میں عملی طور پر اس کے لئے جو میرے پاس ہے وہ سارا کچھ خرچ کر سکتا ہوں، اس کے لئے جان لٹا سکتا ہوں۔ آگے نتیجہ کیا ہوگا؟ یہ وہ جانے جس کی کائنات ہے میں نتیجے کا مکلف نہیں ہوں لیکن میں اپنے وسائل اپنی قوت اپنے زور بیان اپنی قوت بازو اپنا سب کچھ نچھاور کرنے پہ تیار ہوں۔ ایسے لوگ جب پیدا ہوتے ہیں تو انقلابات کی تاریخ یہ بات بتاتی ہے انقلاب کسی بڑی بہت بڑی انبوہ کثیر نے بپا نہیں کیا ہمیشہ انقلاب کے لئے منظم اور چھوٹی سی جماعت کھڑی ہوتی ہے پوری انسانی تاریخ میں انقلاب تب آتا ہے جب کچھ لوگ ایک جان بن جاتے ہیں اور ان کا مقصد ایک ہوتا ہے اور اس کے لئے اپنا سب کچھ لٹا دیتے ہیں اس کے سامنے کوئی نہیں ٹھہرتا۔ آمین

پوری انسانی تاریخ میں انقلاب تب آتا ھے جب کچھ لوگ ایک جان بن جاتے ھیں اور اُن کا مقصد ایک ھوتا ھے اور اُس کے لئے اپنا سب کچھ لٹا دیتے ھیں اُس کے سامنے کوئی نھیں ٹھھرتا۔

www.naqshbandiaowaisiah.com

بیعت کیلئے شرط

''صوفیاء کے نزدیک شیخ کہلانے کا مستحق وہ شخص ہے جو اگر کچھ بھی نہیں کرا سکے تو طالب کو روحانی طور پر اس قدر بلندی تک لے جائے کہ اسے برزخ میں لے جا کر بارگاہ رسالت ﷺ میں پیش کر سکے۔ یہ تصوف کی بیعت کے لئے کم از کم شرط ہے۔ جو شخص تصوف کی بیعت لیتا ہے اس میں کم از کم یہ استعداد ہونی چاہئے اگر اس میں یہ استعداد نہیں تو اصلاح کی بیعت لے سکتا ہے تصوف کی نہیں۔''

اقتباس از ''کنز الطالبین''

تعاون

احمد دین

ٹیکسٹائل ملز (پرائیویٹ) لمیٹڈ

667571
667572

ہیڈ آفس

پُل کوریاں سمندری روڈ فیصل آباد

www.naqshbandiaowaisiah.com

دہر میں اسمِ محمدؐ سے اجالا کر دے

جو گناہ کی حالت آج ہے جس میں اقوام عالم ڈوبی ہوئی ہیں' جس میں مغرب ڈوبا ہوا ہے' اس میں فار ایسٹ ڈوبا ہوا ہے اور حد یہ ہے کہ مسلمان ممالک میں بھی اُن کی ایجنسیاں اُن کے کارندے اور اُن کا نظام جو د ہے۔ ہماری تو کمزوری یہ ہے کہ ہر نئی چیز پہ ہم فتویٰ لگا کے بیٹھ جاتے ہیں اگر ان نئی چیزوں کو سٹڈی کیا جائے' دیکھا جائے' مطالعہ کیا جائے تو پتہ چلتا ہے کہ دنیا میں ہو کیا رہا ہے! تو یقیناً جو احباب اس عہد کے کمپیوٹر کی کارروائیوں سے واقف ہیں وہ میرے ساتھ اتفاق کریں گے کہ جس طرح کی غلاظت آج بکھیری جا رہی ہے میں کئی دفعہ سوچتا ہوں کہ اتنا بُرا تو شیطان نے بھی نہیں سوچا ہوگا۔ لوگ جانوروں سے بدتر ہو گئے ہیں!

☆ امیر محمد اکرم اعوان ☆
دارالعرفان منارہ' ضلع چکوال 3-10-04

الحمد اللہ رب العلمین والصلوٰۃ والسلام علی حبیبہ محمد و الہ واصحابہ اجمعین.

اعوذ باللہ من الشیطن الرحیم

بسم اللہ الرحمن الرحیمo

وما ارسلنک الا رحمتہ اللعلمینo

اللھم سبحنک لاعلملنا الا ماعلمتنا انک انت العلیمُ الحکیم

مولایا صل وسلم دائما ابدا علی حبیبک من زانت بہ العُصرُ

قانونِ فطرت ہے کہ جب تاریکیاں بڑھتی ہیں تو اللہ کریم اُن کے رد کے لئے روشنی نمودار فرماتا ہے اور شب تار کے بعد روز روشن آ جاتا ہے' کائنات کا نظام ہے۔ جس طرح سورج ڈھلتا ہے اس طرح اقوام عالم بھی عروج وزوال سے آشنا ہوتی رہتی ہیں۔ روشنیاں ڈوبتی ضرور ہیں لیکن معدوم نہیں ہوتیں پھر سے سورج طلوع ہو جاتا ہے۔ کبھی چاند کبھی ستارے تاریکی کا جگر چیرنے کی کوشش کرتے رہتے ہیں۔ یہی اس کا اطلاق اقوام عالم پہ بھی ہوتا ہے۔

نبی کریم ﷺ امام الاولین و آخرین ہیں اور ابھی وجو نہیں بنے تھے ارواح سے جہاں اللہ کریم نے اپنی ربوبیت کا اقرار لیا الست بربکم قالو ابلیٰ وہاں انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی ارواح مطہرہ سے آقائے نامدار ﷺ کی عظمت کا اعتراف کرایا۔ آپ ﷺ پر ایمان لانے اور آپ ﷺ کی مدد کرنے کا وعدہ لیا۔

اذا اخذ اللہ میثاق النبین. نبیوں سے معاہدہ کرایا گیا عہد کروایا گیا میثاق عہد کو کہتے ہیں یہ جو آپ اقوام عالم میں عہد نامے لکھتے ہیں باتیں طے ہوتی ہیں اور تحریر کی جاتی ہیں میثاق اس معاہدے کو کہتے ہیں۔ اذا اخذ اللہ میثاق النبین. انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے ارواح مقدسہ سے عہد لیا گیا۔ تو جب آپ ﷺ اتنے اول تھے کہ وجود انسانی جو تھے ابھی اُن کی تخلیق نہیں ہوئی اور آپ ﷺ کی عظمت کا اقرار لیا جا رہا ہے تو پھر یوں ہونا چاہئے تھا کہ حضور اکرم ﷺ مبعوث ہوتے کائنات کو منور فرماتے پھر باقی نبی آتے رہتے

> **آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت تب ہوئی جب دنیا پہ ایک بندہ بھی اللہ کے نام سے واقف نہیں تھا۔**

www.naqshbandiaowaisiah.com

اور اسی بات کو دہراتے چلے جاتے۔ اس طرح سوچنا انسانی عقل کی بات ہے چونکہ انسان اپنی مختصر سی حدود کے اندر مقید ہے اس کا علم بھی محدود ہے سوچ بھی محدود ہے وہ خالق کائنات ہے اور اس نے جن چیزوں پہ کائنات کو پابند کر دیا وہ مجبور ہے کائنات اسی طرح چلے گی لیکن جہاں آزادی دی وہاں مکمل آزادی دے دی۔ اعمال و کردار میں انسان کو آزادی دی نہ پیدا ہونے کی آزادی ہے نہ مرنے کی آزادی ہے نہ شکل بنانے کی آزادی ہے نہ بخت سنوارنے کی آزادی ہے نہ علم و عقل کی آزادی ہے ہر چیز ایک انداز سے ہر ایک کو عطا فرماتا ہے لیکن کردار کوئی کیا اپناتا ہے۔ انا هديناه السبيل اما شاكرا واما كفورا ○ دونوں راستے واضح کر دیے ہیں کوئی شکر کرنا چاہتا ہے یا ناشکری کرنا چاہتا ہے۔ تو وہ جانتا تھا کہ کس وقت کتنا اندھیرا ہوگا اور کتنی روشنی کی ضرورت ہوگی۔ اس کا علم ازلی ہے قدیم ہے حضوری ہے یعنی اللہ کے علم میں ماضی حال مستقبل نہیں ہے۔ ماضی بھی اس کے سامنے حاضر ہے حال بھی حاضر ہے اور مستقبل بھی اس کے سامنے حاضر ہے اللہ کا علم حضوری ہے جو ہو چکا ہے جو ہو رہا ہے جو ہونے والا ہے۔ سب کچھ اس کے سامنے موجود ہے۔ اسے پتہ تھا کہ کب کتنی تاریکی ہوگی اور کتنی روشنی انسانیت کو چاہئے ہوگی اب اس روشنی سے کوئی راستہ اختیار کرتا ہے یا اس سے استفادہ کرتا ہے یا نہیں وہ اختیار تو انسانوں کو دے دیا۔ لہذا جوں جوں ضرورت پڑی۔ سب سے پہلے انسان کو خود نبوت عطا کر دی آدم علی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام خود نبی تھے انہوں نے روشن راہیں متعین کیں پھر انہی سے نسل انسانی بڑھی اور جب وہ تاریکیوں میں ڈوبنے لگی تو پھر کوئی نبی بھیج دیا ایک روشنی پھر بھیج دی اب یہ وقت کی اور ضرورت کی بات

رب وہ ہوتا ہے جو ہر ایک کی ضرورت ہر حال میں ہر وقت ہر جگہ پوری کرے۔

تھی جب زیادہ تاریکی بڑھتی تو نبی کی بجائے رسول مبعوث فرما دیا جاتا اسے کتاب عطا کر دی جاتی۔ نئی روشنیوں کا اہتمام کر دیا جاتا ایک نیا سسٹم جوں جوں انسانیت بلوغت کی طرف گئی تو نظام تبدیل ہوتے گئے جیسے ہماری زندگی میں ہم نے دیکھا آج کے بچوں نے نہیں دیکھا لیکن ہم نے تو دیکھا ہے ہم دیے کی لو پہ پڑھتے تھے اور اس میں تارے میرے کا تیل جلتا تھا اور روئی کی بتی ہوتی تھی کوئی سی اس میں ہماری مائیں ڈال دیتی تھیں اسے آگ لگا کے ہم اس پہ پڑھتے تھے۔ پھر انہیں آ گئی مٹی کے تیل کی اب اس کی جگہ بجلی کی روشنی مل گئی کل ممکن ہے کوئی اور چیز ایجاد ہو جائے جو بجلی سے بھی زیادہ روشن ہو۔ جس طرح دیے کے عہد کے لوگ بتی کے بارے نہیں سوچ سکتے تھے اور بتی کے عہد کے لوگ بجلی کے بارے نہیں۔ آج ہم کسی بجلی سے مزید روشنی کے بارے ہم نہیں سوچ رہے لیکن ممکن ہے کہ اللہ کریم کوئی اور ایسا سبب دے دیں جو بجلی سے زیادہ روشن ہو یہ وہ خود جانتا ہے۔

اسی طرح انسانی تاریخ کا پہیہ چلتا رہا جب جب انسان بالغ ہوا تو جب اس نے جو جو اچھائیاں کیں اس حساب سے اس میں برائی کرنے کی اہلیت بھی بڑھتی رہی۔ جب انسان بہت سادہ تھے تو گناہ کی کیفیت بھی کم تھی اور جوں جوں انسان ہوشیار ہوتے گئے سمجھدار ہوتے گئے نئی نئی چیزیں ایجاد ہوتی گئیں نئے نئے نیک اعمال ہوئے تو نئے گناہ بھی ایجاد ہوتے گئے جو گناہ آجکل ہوتے ہیں آج سے دس سال پہلے کوئی سوچ بھی نہیں سکتا تھا! لمبے عرصے کی بات نہیں ہمارے اپنے زمانے کی بات ہے ہم نے ایسے لوگوں کو دیکھا ہے جنہوں نے کسی سے عہد کر لیا ان دیہات میں تو پھر جان دے دی عہد نہیں توڑا۔ اور آج لوگ عہد کرتے ہیں اور پھر جاتے ہیں سمجھ نہیں آتی! تو حالات جوں جوں بدلتے رب اللہ

کریم روشنیاں نازل فرماتا رہا انبیاء علیہم السلام آتے رہے پھر رسل کی ضرورت پڑی پھر رسول بھیجے، نئی کتاب بھیج دی پھر اس کے پیچھے نبی چلتے رہے اس دین کو چلاتے رہے پھر تاریکی اس سے بڑھی نیا رسول آ گیا نئی کتاب آ گئی جب زمانہ اتنا تاریک ہو گیا کہ روئے زمین پر کوئی ایک بندہ بھی اللہ کے نام سے واقف نہیں تھا، تاریکی کی انتہا ہو گئی تب ضرورت پیش آئی محمد رسول اللہ ﷺ کو مبعوث کرنے کی۔ نبوت میں تو آپ ﷺ سب سے پہلے تھے بعثت کی ضرورت تب پیش آئی کہ جب دیے سے بتی سے بجلی سے روشنی ہونے والی نہیں تھی اب سورج کی ضرورت تھی کہ زمانے پہ طلوع ہو!

آپ ﷺ کی بعثت تب ہوئی جب دنیا پہ ایک بندہ بھی اللہ کے نام سے واقف نہیں تھا۔

حضرت سلیمان فارسیؓ کی سوانح حیات ایک دوست نے لکھی ہے اور انہوں نے بڑی مصیبتیں برداشت کیں، آتش پرستوں کے خاندان میں پیدا ہوئے تھے ہدایت کی تلاش میں نکلے عیسائی راہبوں کے پاس رہے بڑے سفر کئے پھر قید ہوئے غلام بن کر بکے تو بڑی تکلیفیں اٹھائیں مار پیٹ پڑی اور آخری عمر میں جا کر انہیں وصال نبوی ﷺ نصیب ہوا۔ وہ ساری لمبی سوانح حیات لکھنے کے بعد آخر میں وہ لکھتے ہیں کہ ایک جنگل میں سے گزر رہے تھے جس راہب نے انہیں پیش گوئی کی تھی حضور اکرم ﷺ کی بعثت کی اور اس نے کہا تھا کہ وادی بطحا کی طرف جاؤ اور وہ پیدل جا رہے تھے ایک جنگل میں سے گزرے تو وہاں ایک ضعیف العمر آدمی ایک بزرگ آدمی تھا چار پانچ بکریاں اس نے رکھی ہوئی تھیں کچھ جنگلی جانور پلے ہوئے تھے وہ آ جاتے تھے ایک چشمہ تھا وہاں سے پانی پی لیتا تھا کچھ پھل تھے

مسلمان حکمران
عیاشیوں میں ڈوب گئے
اور لوگوں کو گمراہی پہ
لگا دیا تو اسلام کو مٹانے
کیلئے جو قوم اٹھی تھی
تاتاری اللہ نے انہیں
ایمان عطا کر دیا

وہ کھانے پینے کا انتظام یا دودھ پینے کا انتظام اس کا ہو جاتا، وہ اللہ اللہ کرتا، تو وہ بات نہیں کرتا تھا۔ برسوں سے خاموش تھا لوگ آتے اس کی زیارت کو بیٹھے رہتے باتیں کرتے رہتے، وہ کوئی بات نہیں کرتا تھا۔ یہ جا کر اس کے پاس ٹک گئے بڑے دن اس نے بات نہ کی لیکن یہ مصر رہے کہ یار مجھ سے تو بات کرو، میں بھی تو آپ کی طرح بے گھر ہوں اور اللہ کے آسرے پہ پھر رہا ہوں تو کافی دنوں بعد انہوں نے ان سے بات کی اور فرمایا کہ "مجھے تیرا حال دل معلوم ہے اس لئے بات کر رہا ہوں۔ انہوں نے بتایا کہ میں آخری بندہ ہوں جس کے پاس حقیقی دین عیسوی موجود ہے مجھے عیسیٰ علیہ السلام کا لایا ہوا عقیدہ بھی معلوم ہے اور جو عبادت میں کرتا ہوں وہ بھی اس کے مطابق، میرے پاس صحیح دین عیسوی ہے لیکن لوگ اتنے بگڑ چکے ہیں کہ اگر میں لوگوں سے بات کروں اور انہیں میں بتاؤں تو وہ مجھے قتل کر دیں لہذا میں نے بات کرنا چھوڑ دی ہے۔ آپ سے بات اس لئے کر رہا ہوں کہ میرے دن پورے ہو چکے ہیں اور مجھے موت کی آہٹ سنائی دے رہی ہے، آپ نبی آخر الزمان ﷺ کی تلاش میں ہیں، اس روئے زمین پر اگر آپ چھوٹا سا جگنو بھی سمجھیں تو میں ہوں جسے اللہ کے نام اور اس کے بارے ایمان عقیدہ اور عمل کی خبر ہے۔ اب روئے زمین پر میرے علاوہ دوسرا کوئی نہیں جو اللہ کے نام سے واقف ہو۔ جب میری موت ہوگی تو مکمل تاریکی چھا جائے گی اور وہی وقت ہوگا محمد رسول اللہ ﷺ کی بعثت کا، اللہ دنیا کو تاریک نہیں چھوڑے گا، لہذا میں تمہیں یہ وصیت کرتا ہوں کہ جب میری موت ہو جائے تو مجھے غسل دینا کفن پہنانا خود ہی جنازہ پڑھنا خود ہی یہاں ریت میں دفن کر دینا، یہ میری جو پانچ چھ بکریاں ہیں یہ بھی تمہاری، میرے مرنے کے بعد یہ بھی لے جاؤ اور وہاں پہنچو۔ جب میری سانس نکلے گی تو وہ مبعوث ہو جائیں گے۔"

یعنی جب روئے زمین پر مکمل تاریکی

اور ایسی تاریکی چھائی جو آدم علی نبینا علیہ الصلوۃ والسلام سے لیکر اس زمانے تک نہیں چھائی تھی۔ تو پھر اُس کی ربوبیت رب وہ ہوتا ہے جو ہر ایک کی ضرورت ہر حال میں ہر وقت ہر جگہ پوری کرے۔ تقاضائے ربوبیت تھا کہ روشنی بکھیرے تو بعثت محمد رسول اللہ ﷺ کا ظہور ہوگیا۔ یعنی بعثت تو وقت کی ضرورت کے مطابق ہونی تھی نا! اسی لئے آپ ﷺ آخر میں تب مبعوث ہوئے کہ آخر تک انسانیت بالغ ہو چکی تھی اور اُس عہد کی آپ تاریخ پڑھیں کہ روئے زمین پر ہو کیا رہا تھا؟ بندے بندوں کو کھا رہے تھے' بندے بندوں پر بھوکے شیر چھوڑ کر تماشا دیکھ رہے تھے' بندے بندوں کو خرید و فروخت کا سامان سمجھتے تھے۔ دنیا میں جو کچھ ہوتا تھا اُس صدی کی تاریخ اٹھا کر دیکھیں تو ایک سرے سے دوسرے سرے تک ظلم کا راج تھا جو سوچا بھی نہیں جا سکتا۔ آپ ﷺ کی بعثت وہ سورج طلوع ہوا ہے جسے غروب نہیں ہونا تھا۔

افلت شموس الاولین وشمسنا
ابدا علی افق العلی لا تغرب

"پہلے کے سورج طلوع ہوئے غروب ہو گئے ہمارا سورج طلوع تو ہوا ہے لیکن ابدالآباد افق علی پہ روشن رہے گا' جسے غروب نہیں ہونا" پھر آپ نے دیکھا کہ ایک وقت ایسا تھا کہ روئے زمین پر ایک بندہ تھا جو اللہ کو مانتا تھا اور وہ تھا اللہ کا آخری نبی ﷺ۔ ایک سے دو' دو سے تین' تین سے چار' عورتوں میں حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا' مردوں میں ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ ایک سے دو کرنے والے۔ پھر روشنیاں بڑھتی گئیں بڑھتی گئیں بڑھتی گئیں اور دنیا نے دیکھا کہ ربع صدی میں معلوم دنیا کے تین چوتھائی حصے پر دین نافذ ہو چکا تھا' ریاست بنا چکا تھا' اقتدار میں آ چکا تھا۔ کمال ہے جب آپ ﷺ کے ساتھ دو آدمی تھے چار آدمی تھے ایک آدمی تھا تو تقریریں کون سنتا تھا؟ وعظ کون سنتا تھا؟ کوئی تقریر آپ کو

اسلام حاکم ھے
محکوم ہوتا ھی نہیں
'کفر غالب آرھا
ھے اور مسلمان
مغلوب ھو رھا ھے'
اسلام نہیں مسلمان
مغلوب ھو رھا ھے!

حضور اکرم ﷺ کی حیات طیبہ میں لمبی تقریر نہیں ملے گی۔ خلفائے راشدین کی کوئی لمبی تقریر نہیں ملے گی۔ گنتی کے الفاظ ہوتے تھے تبلیغ ہوتی تھی کردار سے! مکہ کے قبائل کو جب آپ ﷺ نے جمع فرمایا تو آپ ﷺ نے یہی سوال پوچھا کہ میرے بارے تمہاری رائے کیا ہے؟ انہوں نے کہا آپ ﷺ صادق بھی ہیں' امین بھی ہیں' چالیس برس آپ ﷺ نے ہمارے ساتھ گزارے ہیں۔ آپ ﷺ نے کبھی مذاق میں بھی جھوٹ نہیں بولا' اور کوئی رائی برابر آپ ﷺ نے کسی کی خیانت نہیں کی' آپ ﷺ امین بھی ہیں' سچے بھی ہیں' آپ ﷺ نے فرمایا میں اس جگہ کھڑا ہوں کہ میرے سامنے اس طرف کی وادی بھی ہے اور اُس طرف کی گھاٹی بھی ہے میں چوٹی پہ کھڑا ہوں تم لوگ گھاٹی میں ہو اگر میں تمہیں یہ کہوں کہ اس وادی میں دشمن کی فوج جمع ہے اور تم پر حملہ کرنے والی ہے تو کیا سمجھو گے؟ انہوں نے کہا کہ آپ ﷺ صادق بھی ہیں امین بھی ہیں۔ مقام ایسے پہ کھڑے ہیں وہاں دونوں طرف نظر آ رہا ہے ہم ضرور آپ ﷺ کی بات پہ یقین کریں گے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا میں اللہ کا رسول ﷺ ہوں' دنیا اور آخرت کے درمیان کھڑا ہوں اور دونوں طرف دیکھ رہا ہوں۔ تم جو کچھ کر رہے ہو اُس کا نتیجہ جہنم ہے اور جو راستہ میں بتا رہا ہوں اُس کا نتیجہ اللہ کی رضا مندی ہے۔ تمہیں ایک طرف نظر آ رہی ہے میری نگاہ دونوں طرف ہے۔

تو تبلیغ کی بنیاد حضور علیہ السلام نے اپنے کردار عالی کو بنایا۔ اس طرح عہد خلفائے راشدین میں مسلمان جہاں تک گئے یا اتنی دنیا جو فتح کر ڈالی کردار تبلیغ کرتا تھا' اُن کا عمل تبلیغ کرتا' باتیں کم کرتے تھے لیکن لوگوں کو اُن سے معاملات پڑتے سابقہ پڑتا تھا تو لوگ کہتے تھے کہ ایسا ہونا چاہئے' میں بھی ایسا ہوں گا۔ نبی کریم ﷺ کے بعد نبوت ختم ہوگئی'

اوراس میں کسی شک وشبے کی کوئی گنجائش نہیں ہے قرآن نے بھی وضاحت کر دی' نبی کریم ﷺ نے مثالیں دے کروضاحت کردی بلکہ صحاح ستہ کی صحیح حدیث موجود ہے کہ نبوت ایک ایسی عمارت تھی جو ایک خوبصورت انداز میں بنتی رہی' بنتی رہی لیکن اُس میں ایک اینٹ کی جگہ خالی تھی اور آپ ﷺ نے فرمایا۔ انا تلک ابنان۔ میں وہ اینٹ ہوں جو آخری اینٹ اُس میں لگا دی گئی۔ یعنی اب کبھی قیامت تک ایسی تاریکی نہیں آئے گی کہ کوئی نبی مبعوث ہو اور نہ حضور ﷺ کی نبوت کا نام مٹنے پائے گا۔ کوئی نہ کوئی قوم کسی نہ کسی گوشے میں لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ﷺ کہتی رہے گی' پڑھتی رہے گی' ہم نہیں کریں گے کوئی اور کر لے گا۔

عسیٰ ان یاتی اللہ بقوم یحبھم ویحبونہٗ۔ تم چھوڑ دو گے کسی اور کو توفیق دے دوں گا۔ وہ میری محبت کا اسیر ہو کر یہ علم اٹھا لے گا۔ اور وہ ایسا قادر ہے کہ مسلمان حکمران عیاشیوں میں ڈوب گئے اور لوگوں کو گمراہی پہ لگا دیا تو اسلام کو مٹانے کے لئے جو قوم اٹھی تھی تا تاری اللہ نے انہیں ایمان عطا کر دیا اور [illegible]

اور پھر صدیوں یہ برصغیر پر بھی ہزار سال حکومت انہی کی اولاد نے کی۔ لیکن وہ قانون فطرت جو انبیاء علیہم السلام کے بارے تھا وہی اولیا اللہ کے بارے لاگو ہوا صحابہ تابعین تبع تابعین کے روشن زمانے بیتے خیر القرون گزری سلسلہ ولایت شروع ہوا تو جتنا جتنا بگاڑ ہوتا تھا اُس اُس پائے کے ولی بھیجتا تھا۔ ہمارے زمانے میں آ کر...... بات کو میں لمبا نہیں کرتا مجھے کل سے بخار بھی ہے' دنیا میں گرمی ہے یہاں کل مجھے ٹھنڈ لگ گئی' کمال ہے عجیب بات ہے! باہر بیٹھے اور ٹھنڈی ہوا تھی تو رات بخار ہو گیا۔

> **دین کا مطلب جنت کا حصول نہیں ہے یہ ثواب کا چکر اور جنت کا چکر لیکر لوگوں کو اللہ سے دور کر دیا اور صرف جنت کا اسیر کر دیا۔ دین کا مطلب اللہ کا بندہ بن کر اس کی رضا کے مطابق جینا ہے اور مرتے وقت اُس کی رضا ہو اور مرنے کے بعد بھی وہ راضی ہو۔**

ہم ایسے عہد میں آئے جہاں چودہ صدیوں کی نسبت تاریکیاں بہت بڑھ گئی ہیں ایسے زمانے میں میں اب سوچا کرتا ہوں کہ جو گناہ آجکل ہوتے ہیں یہ شاید شیطان نے بھی سوچے نہیں ہوں گے وہ بھی پریشان ہو گا کہ میں تو انہیں آدمی سمجھ کر ان سے گناہ کراتا تھا یہ کتوں سے بھی بدتر ہیں! جو گناہ کی حالت آج ہے جس میں اقوام عالم ڈوبی ہوئی ہیں' جس میں مغرب ڈوبا ہوا ہے' اس میں فار ایسٹ ڈوبا ہوا ہے اور حد یہ ہے کہ مسلمان ممالک میں بھی اُن کی ایجنسیاں اُن کے کارندے' اور اُن کا نظام موجود ہے۔ ہماری تو کمزوری یہ ہے کہ ہر نئی چیز پہ ہم فتویٰ لگا کے بیٹھ جاتے ہیں اگر ان نئی چیزوں کو سٹڈی کیا جائے' دیکھا جائے' مطالعہ کیا جائے تو پتہ چلتا ہے کہ دنیا میں ہو کیا رہا ہے۔ تو یقینا جو احباب اس عہد کے کمپیوٹر کی کارروائیوں سے واقف ہیں وہ میرے ساتھ اتفاق کریں گے کہ جس طرح کی غلاظت آج بکھیری جا رہی ہے میں کئی دفعہ سوچتا ہوں کہ اتنا بُرا تو شیطان نے بھی نہیں سوچا ہو گا۔ لوگ جانوروں سے بدتر ہو گئے ہیں!

تو اللہ کریم نے ایک ایسے بندے کو ولایت عطا کی جس سے اُس نے خود جراءت اندانہ بھی دی علوم کے وافر خزانے بھی دیے اور ولایت کی وہ منازل عطا کیں جو کم از کم ان سوا چودہ سو سالہ اولیاء اللہ کی تاریخ میں جس کی نظیر نہیں ملتی۔ اس لئے کہ اس عہد کی ظلمات کے لئے ایسے ہی انسان کی ضرورت تھی جس نے چودہ صدیوں کا جگر چیر کر بندوں کو بارگاہ نبوت میں کھڑا کر دیا۔ آسان بات نہیں ہے

www.naqshbandiaowaisiah.com

لیکن بندوں کا مزاج ایسا ہے کہ اس کے باوجود بھی بگڑنے سے باز نہ آئے۔ یعنی اتنی غلاظت مزاجوں میں بھر چکی ہے اسقدر غلیظ مٹی ہو گئی ہے انسانی وجودوں کی اور اسقدر ان کی بیماریاں اور دل کی تاریکیاں بڑھ گئی ہیں کہ آب حیات سے بھی مرے ہی زندہ نہیں ہو سکے۔ لیکن اب اگر کفر غالب آ رہا ہے اور اسلام نہیں اسلام تو مغلوب ہوتا ہی نہیں اسلام تو دین ہے اللہ کا' اسلام حاکم ہے محکوم ہوتا ہی نہیں' کفر غالب آ رہا ہے اور مسلمان مغلوب ہو رہا ہے' اسلام نہیں مسلمان مغلوب ہو رہا ہے۔ کیوں مغلوب ہو رہا ہے؟ اسلام سے ہٹتا جا رہا ہے اور کافر کی تقلید میں جا رہا ہے۔ مسلمان اسلامی حدود سے نکل کر کافر سے مشابہت کرنا' کافر کی طرح کھانا پینا' کافر کی طرح شراب پینا' کافر کی طرح برائی کرنا' کافر کی طرح جھوٹ بولنا' کافر کی طرح سود کھانا اور پھر کافر جیسا نظر آنے پہ فخر کرنا' کوئی بات نہ ہوتی اگر ہم کافروں کی مشابہت اختیار کرتے اور اس پہ شرمندہ ہوتے! تو بھی اس سے خلاصی کی امید ہو سکتی تھی۔ اب ہم اسلام پہ شرمندہ' جو کام شریعت کے مطابق کرتے ہیں اس پہ ہمیں شرمندگی ہے' معذرت سی ہوتی ہے نماز بھی کہتے ہیں کہ چپ کر کے پڑھ لیں کوئی یہ نہ کہے کہ یہ نمازیں پڑھتا ہے لیکن جو کام ہم کافروں جیسا کرتے ہیں وہ ہم سر بازار کرنا چاہتے ہیں کہ ہر کوئی سمجھے کہ یہ بھی صاحب بہادر ہے۔ آپ کے ہوٹلوں پہ آپ کا قانون بیچارا پاکستان کا قانون کاش یہ نہ ہوتا تو قانون لفظ کی اتنی توہین تو نہ ہوتی' قانون لفظ میں ایک جان ہے۔

میں نے مطالعہ کے لئے "ویسٹرن موویز" دیکھی ہیں اور بہت دیکھی ہیں کہ یہ اقوام مغرب یہ سپر پاورز بننے سے پہلے

اسلام تو زندگی کا نام ہے' حیات کا نام ہے' محبت کا نام ہے' پیار کا نام ہے' نوع انسانی کو اللہ کے غضب سے بچانے کا نام ہے۔

ریاستیں بنانے سے پہلے کس طرح کے لوگ تھے؟ آپ نے شاید فتوے کے ڈر سے نہ دیکھی ہوں تو میں چونکہ اللہ نے مجھے خود سمجھ دے رکھی ہے تو میں یہ فتووں کی بارش سے نہیں ڈرتا بلکہ جو صحیح سمجھتا ہوں وہ کرتا ہوں۔ جب تک آپ کسی مرض کا مطالعہ نہیں کریں گے آپ کی سمجھ میں آئے گا کیسے کہ اس کا تدارک کیا ہے! لیکن میں ایک بات سے بڑا حیران ہوں قتل وغارت کرتے ہیں لوٹ لیتے ہیں بڑے درندوں کی طرح ان کی زندگی ہے وحشیوں کی طرح ان کا کھانا پینا ہے اور' ویسٹرن موویز' میں دیکھیں تو سوائے لوٹ مار قتل وغارت کے کچھ نہیں بچتا لیکن جہاں قانون کی بات آتی ہے وہاں اُس وحشت کے زمانے میں بھی وہ رک جاتے ہیں' کہتے ہیں This is the Law یہ قانون ہے اور اس کی پاسداری کرنی ہوگی۔ میں نے یہ سمجھا کہ ان وحشیوں کو اگر ریاستیں بنانے اور مہذب ہونے کا موقعہ ملا ہے تو اس وجہ سے کہ انہوں نے قانون خواہ اپنا بنایا ہوا ہے اُن کا اپنا بنایا ہوا تھا لیکن جو قانون بن گیا آپ اسی زمانے کی موویز بھی دیکھیں تو وہاں ایک جگہ پہ آ کر وہ رک جائیں گے اور ایک کہہ دے گا کہ This is the Law. یہ قانون ہے۔ آپ اس سے آگے نہیں بڑھ سکتے وہ رک جائے گا۔ وہ جو قانون کا احترام تھا اُس نے انہیں جہالت سے نکال کر اُن کی اپنی تہذیب سہی لیکن اس تہذیب میں اور اس لوٹ مار سے نکال کر دنیا کی چوٹی کی طاقتوں میں شامل کر دیا۔ اور آج بھی اگر مغربی ریاستیں سپر پاور بنی ہوئی ہیں تو وہ اصول میری نظر میں وہی اصول مجھے نظر آتا ہے کہ یونائیٹڈ سٹیٹس کے پریذیڈنٹ پہ الزام آتا ہے اور معمولی سا الزام ہے' سیکس فری سوسائٹی ہے اس میں اس نے کچھ کر بھی لیا تو کیا ہوا۔ وہ کہتے ہیں جی پریذیڈنٹ کو نہیں کرنا چاہئے تو ایک وکیل کو جج بنا دیا جاتا ہے کوئی باقاعدہ عدالت بھی نہیں۔ میں نے دیکھا سٹیلائٹ پہ میں خود وہ دیکھتا رہا۔ چار گھنٹے مسلسل لوہے کی

کرسی پہ بٹھا کر وہ بل کلنٹن سے سوال کرتا رہا اور وہ جواب دیتا رہا کہ Law is Law یعنی امریکہ کا صدر جو پوری دنیا کو تباہی میں دھکیل رہا ہے' قتل و غارت' جس ملک پہ چاہتا ہے مست ہاتھی کی طرح چڑھ دوڑتا ہے' ایک وکیل کے سامنے لوہے کی کرسی پہ بیٹھا ہے ایک ڈیپ سائیز کا تھا یا سیون اپ کا تھا ایک گلاس پانی کا کبھی اُس سے گھونٹ بھرتا کبھی اُس سے۔ اتنا اُس وکیل نے اُسے پریشان کیا کہ پسینے نکل رہے ہیں وہاں سے گھونٹ لیتا ہے وہاں سے گھونٹ لیتا ہے' تین چار گھنٹے مسلسل وہ جواب دیتا رہا۔ کیوں؟ یہ قانون ہے۔

ہمارے ہاں وزیراعظم کو پیشی پہ جانا پڑا' سپریم کورٹ میں ایک دفعہ گیا دوسری دفعہ مار مار کر ججوں کے پلستر بگاڑے۔ یہ کوئی پریذیڈنٹ امریکہ سے بڑا آدمی تو نہیں تھا۔ اگر وہ غلط قانون کی عزت کرتے ہیں اور اُس پہ اپنے آپ کو پابند رکھتے ہیں تو اُس نے انہیں دنیا کی سپر پاور بنا دیا اور اگر ہم اللہ کے دیے ہوئے قانون کو قانون سمجھیں اور وہاں رُک جائیں کہ This is the Law۔ اس سے آگے نہیں تو ہم کیا کر سکتے ہیں! دہشت گردی ہو رہی ہے جی پچیس بندے مر گئے پچھتر زخمی ہو گئے اچھا انہیں ایک ایک لاکھ روپیہ دے دو۔ آجکل لوگ قربانی کے بکرے سوا سوا لاکھ کے خریدتے ہیں' یہ انصاف ہو گیا! بیس بیس لاکھ میں تو گھوڑا بکتا ہے لاکھ لاکھ سے زیادہ قیمت پہ لوگ کتے بیچتے ہیں کتوں کی شوقین دو دو چار چار لاکھ کتوں کے دیتے ہیں۔ بٹیربازوں سے پوچھو تین تین لاکھ پہ بٹیرا کیا لڑے گا بیچارا؟ لیکن ان سے پوچھو تو وہ کہتے ہیں میرے بٹیرے نے ٹکر ماری زمین ہلا دی اور یہاں قانون یہ ہے انصاف یہ ہے کہ جو مر گیا اُسے ایک لاکھ جو زخمی ہے اُسے

> **اسلام حاکم ہے اور ہمیشہ حاکم رہے گا اسلام محکوم نہیں ہوتا اللہ کا دین ہے' مسلمان مغلوب ہیں. اس لئے مغلوب ہیں کہ کافر اپنے کافرانہ قوانین کی پاسداری کرتا ہے اور مسلمان اسلام کی پاسداری سے محروم ہو گیا ہے.**

پچاس ہزار۔ ایک لاکھ میں تو نسوار بھی نہیں آتی' بندہ کہاں سے پورا ہوگا؟ تو پچاس ہزار تو چار پٹیاں لگا کر ڈاکٹر زخمی سے لے لے گا پھر وہ کیا کرے گا؟ کیا یہ انصاف ہے؟ کیا یہ قانون ہے؟ کوئی قانون نہیں ہے ہمارے ہاں۔ کافر پھر بھی اپنے کفر کے قانون کا پابند ہے۔ حکومتیں بدلتی ہیں کافروں میں بھی بدلتی ہیں ایک دوسرے کے مخالف برسراقتدار آتے ہیں لیکن پالیسیاں نہیں بدلتیں۔ جو حکومت بناتی ہے وہ قوم اور ملک کا مفاد دیکھ کر بناتی ہے دوسری آنے والی اُس کو جاری رکھتی ہے اُس میں قوم اور ملک کا مفاد ہے۔ بش ہار جائے' جان کیری آ جائے آپ کو اور مجھے ہماری صحت پہ کوئی فرق نہیں پڑے گا۔ جو دباؤ عالمِ اسلام پہ ہے وہ بدستور رہے گا اور بڑھتا رہے گا خواہ بش ہو یا جان کیری ہو۔ اگر کوئی فرق پڑے گا تو امریکی قوم کو کہ بش اُن کے لئے کیا سہولتیں کرتا ہے اور جان کیری آتا ہے تو اُس سے زیادہ انہیں کوئی سہولت دیتا ہے یا قانون آسان کرتا ہے یا کیا کرتا ہے۔ مجھے آپ کو عالمِ اسلام کو روئے زمین پر بسنے والے لوگوں کو دوسرے ملکوں کو اس سے کوئی فرق پڑنے والا نہیں اس لئے کہ اُن کی پالیسی یہ ہے کہ ہم خدا ہیں اور یہ کیڑے مکوڑے ہیں۔ جسے چاہیں زندہ رکھیں جسے چاہیں مار دیں اس میں کوئی فرق نہیں آئے گا۔

لیکن ہمیں کیا مصیبت ہے کہ کافر اپنے کافرانہ اصولوں اور اپنے ذاتی بنائے ہوئے اصولوں کی پاسداری کرے اور ہمارے پاس اللہ کے دیے ہوئے قانون ہیں اور اُن کی پاسداری نہ کریں۔ تماشا بنا دیا ہم نے دین کو۔ شب برات آگئی اس میں اتنے نفل پڑھو جنت ہو گئی بندہ فارغ ہو گیا۔ کیا ضرورت ہے سارا سال کام کرنے کی' سارا سال حلال حرام کی کیا ضرورت ہے' سارا سال عبادتیں کرنے کی کیا ضرورت ہے' ایک رات میں دو چار دفعہ گھٹنے ٹیکے اور جان چھوٹ گئی۔ یہ دین کو رواج بنا کر دین کا مطلب جنت کا حصول نہیں ہے یہ ثواب

کا چکر اور جنت کا چکر لیکر لوگوں کو اللہ سے دور کر دیا اور صرف جنت کا اسیر کر دیا۔ دین کا مطلب اللہ کا بندہ بن کر اس کی رضا کے مطابق جینا ہے اور مرتے وقت اُس کی رضا ہو اور مرنے کے بعد بھی وہ راضی ہو۔ جنت تو ایک رہائش ہے ایک سٹیٹس کے لوگوں کی اگر وہ سٹیٹس ہوگا تو جنت از خود ملے گی وہ سٹیٹس نہیں ہوگا تو نہ وہاں رشوت ہوگی نہ سفارش ہوگی نہ کھینچ کر کوئی لے جائے گا بھئی وہ سٹیٹس پیدا کرو کہ بندے کا تعلق اللہ سے ہو اللہ کے حبیب ﷺ سے ہو اور جو کچھ اللہ کی کتاب نے اللہ کے رسول ﷺ نے کہہ دیا۔ وما اتکم الرسول فخذوہ۔ جم جاؤ چپٹ جاؤ اُس سے جو محمد رسول اللہ ﷺ نے دے دیا ہے۔ وما نھکم عنہ فانتھوا۔ جہاں سے روک دیا ہے مر جاؤ اُدھر مت جاؤ' بات ختم ہوگئی۔ کاش ہم بھی یہ کہہ سکیں This is the Law. جہاں حکم شریعت آئے اور ہم کہہ دیں

No Beyond this.

This is the Law.

''اس سے آگے میں نہیں جاؤنگا یہ قانون ہے''۔ ہمیں اس وقت ضرورت ہے اس ایک بات کی' اور یہ جو آپ لوگ اور ہم بیٹھے ہیں ہم پھنس گئے ہیں یہ اُس کا احسان ہے کہ اُس نے اپنے ایک عظیم انسان کی جوتیوں میں بیٹھنے' اپنا نام لینے اور دل کو روشن کرنے کی توفیق عطا کی لیکن اس کے ساتھ ذمہ داری بھی آ گئی کہ تم نے اگر سیکھا تو اس کا فائدہ میری مخلوق کو کیا ہوا؟ کیا میری زمین پر ظلم رکا اور اس پر انصاف پھیلا۔ انصاف کون کرے گا؟ جو خود ظلم میں مبتلا ہو اُس سے انصاف کی توقع کی جا سکتی ہے اور سب سے بڑا ظلم شریعت کی خلاف ورزی ہے۔ یہ کونسا اسلام ہے کہ لوگوں کو سر بازار قتل کر دو' اسلام کی خدمت ہو رہی ہے

ہم صرف اپنے وضو اور نمازیں اور روزے گنتے ہیں جو شاید قبول ہوئے بھی ہیں کہ نہیں اور گناہوں کی فہرست پہ نظر ہی نہیں ڈالتے

گاڑی کو آگ لگا دو' اسلام تو زندگی کا نام ہے' حیات کا نام ہے' محبت کا نام ہے' پیار کا نام ہے' نوع انسانی کو اللہ کے غضب سے بچانے کا نام ہے کہ ایک ایک بندے کے لئے خلوص دل سے اور پیار سے کوشش کی جائے کہ یہ اللہ کی مخلوق ہے اور یہ انسان ہے اور یہ اللہ کے غضب سے بچ جائے اگر میں اس کا سبب بن سکوں تو میں اسے اللہ کے غضب سے بچا لوں تو اس کے لئے پہلے تو میرے اپنے پاس چھاتا ہو کہ میں خود تو نہیں بھیگ رہا۔ جو خود بھیگ رہا ہے وہ دوسرے بھیگنے والے کو کیا بچائے گا اور اگر میں اسلام کے چھاتے کے نیچے ہوں تو اُس کو بھی لے آؤں کہ وہ بھی بھیگے نہیں وہ بھی بچ جائے اُس پہ بھی نہ اولے برسیں۔ بندے مارنے کا نام تو اسلام نہیں ہے۔ یہ تو کوئی کسی مذہب اور اخلاقیات سے بالاتر بات ہے کہ اللہ کی مخلوق کو جہاں چاہو اُڑا دو۔ اور اللہ کے نزدیک ایک بندے کا قتل انسانیت کا قتل ہے آپ نہیں بندے مار سکتے وہ مار سکتا ہے جس نے زندگی دی ہے وہ لے بھی سکتا ہے جہاں وہ حکم دیتا ہے وہاں مرنا بھی ثواب ہے مارنا بھی ثواب ہے لیکن یہ گلی کوچوں میں اور عبادت گاہوں میں اور گھروں میں' آپ جانتے ہی نہیں ہیں ایک بندے کو اُسے قتل کر دیتے ہیں کمال ہے وہ آپ کو نہیں جانتا آپ اُسے نہیں جانتے تو قتل کرنے کی کیا تک بنتی ہے! وہ قیامت کو کھڑا ہوگا کہ اللہ مجھے نہیں پتہ مجھے کس نے مارا تھا اور آپ سے پوچھا جائے کہ جی مجھ کو تو نہیں پتہ میں نے کس کو مارا تھا۔ پھر وہ بتائے گا کہ تیرے مارنے سے کون کون مرا تھا اور پھر وہ پوچھے گا کہ زندگی تو میں نے دی تھی موت دینے والا تو کون تھا؟ تیرے پاس کیا اختیار تھا؟ کوئی گنہگار ہے اس کا عقیدہ غلط ہے تو یار عقیدے غلط والے لوگ تو روئے زمین پہ ہیں پوری دنیا میں لوگ ہیں ہر ملک میں ہیں تو آپ کس کس کو مار دو گے نبی کریم ﷺ لوگوں کو مارنے کے لئے تو مبعوث نہیں ہوئے۔ وما ارسلنک الا رحمتہ للعلمین آپ ﷺ رحمت عالم ہیں حیات جاوداں ہیں

www.naqshbandiaowaisiah.com

آپ ﷺ نے زندگیاں بانٹی ہیں مُردوں کو زندگی دی ہے مرے ہوؤں کو زندگی دی ہے۔ تو ہم نے اپنے گھر سے تو کچھ نہیں دینا۔ دینا تو نبی کریم علیہ ﷺ کی عطا سے لے کر ہے اور آپ ﷺ کی طرف سے جو آتا ہے وہ تو حیات ہے۔ یہ موت کہاں سے آ گئی قتل عام کہاں سے شروع ہو گیا اور ایک جو جملہ زبان زد عام ہو گیا ہے۔ وہ یہ ہے کہ جی کافر غالب آ گئے اور اسلام دنیا میں مغلوب ہے۔ یار یہ اسلام مغلوب نہیں ہے اسلام حاکم ہے اور ہمیشہ حاکم رہے گا اسلام محکوم نہیں ہوتا اللہ کا دین ہے' مسلمان مغلوب ہیں۔ اس لئے مغلوب ہیں کہ کافر اپنے کافرانہ قوانین کی پاسداری کرتا ہے اور مسلمان اسلام کی پاسداری سے محروم ہو گیا ہے۔ آج بھی جو فرد بھی اسلام کا دامن نیک نیتی سے خلوص سے جم کر تھام لے گا وہ آج بھی معزز ہے' کوئی اُسے رسوا نہیں کر سکتا' کوئی اُس کا کچھ نہیں بگاڑ سکتا' وہ اکیلا بھی آزاد مردوں کی طرح زندہ رہ سکتا ہے' کسی کی غلامی اُسے نہیں کرنی پڑتی اللہ کی غلامی کافی ہے اللہ کے نبی ﷺ کی غلامی کافی ہے' تو میرے بھائی ہم پہ ذمہ داری یہ آتی ہے کہ ہم اپنی بڑائی بیان کرنے کی بجائے خود کو بڑا پاکباز ماننے کی بجائے ایک تو یہ مصیبت ہے کہ کسی کو دو دن ذکر کرانے کے لئے کہہ دو تو وہ خود بایزید بسطامی بن جاتا ہے۔ وہ کہتا ہے مجھے وضو بھی کراؤ' میرے جوتے بھی پالش کرو' میرے قدموں میں نجات ہے یار خدا کے لئے! ہم سب نوکر چاکر ہیں میرے سمیت' کوئی حیثیت نہیں ہماری۔ نسبت جو امانت ہے اللہ کی جس سے چھن جائے گی رسوا ہو جائے گا۔ نہ میری کوئی حیثیت ہے نہ آپکی۔ حیثیت ہے اُس غلامی کی اُس تعلق کی اُس رشتے کی جو ہمیں رسول اللہ ﷺ سے نصیب ہے اُس کی عزت کرو اور اُس کی عزت کراؤ۔ میں اور آپ کیا ہیں؟

تبلیغ کی بنیاد حضور علیہ السلام نے اپنے کردار عالی کو بنایا۔ اسی طرح عہد خلفائے راشدین میں مسلمان جہاں تک گئے یار اتنی دنیا جو فتح کر ڈالی کردار تبلیغ کرتا تھا' اُن کا عمل تبلیغ کرتا' باتیں کم کرتے تھے لیکن لوگوں کو اُن سے معاملات پڑتے سابقہ پڑتا تھا تو لوگ کہتے تھے کہ ایسا ہونا چاہئے' میں بھی ایسا ہوں گا

بھائی! ہم کچھ نہیں۔ اپنی بڑائی میں اسیر نہ ہو جایا کرو' جس کی ذمہ داری لگے اُسے احساس ذمہ داری ہو اور کوشش کرو کہ لوگوں سے اپنی غلامی نہیں لوگوں کو محمد رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں لاؤ میری اور آپ کی غلامی کوئی نہیں کرے گا۔ سب ایک جیسے ہیں اور ایک جیسے بندے کی کیا ضرورت ہے کسی کی غلامی کرے! آپ خان کہلواتے ہیں دوسرا بھی خان کہلواتا ہے آپ اپنے آپ کو بہت معزز اور متبرک آدمی سمجھتے ہیں دوسرا شاید آپ سے زیادہ اپنے زعم میں مبتلا ہو گا کہ میں بہت پاک باز ہوں۔ ہم صرف اپنے وضو اور نمازیں اور روزے گنتے ہیں جو شاید قبول ہوئے بھی ہیں کہ نہیں اور گناہوں کی فہرست پہ نظر ہی نہیں ڈالتے۔ بندہ خود بھی جمع تفریق کرے تو سمجھ آ جاتی ہے کہ گناہ پھر زیادہ ہیں۔ ایک بزرگ سے کسی نے کہا تھا کہ مجھے نصیحت فرمایئے انہوں نے کہا ایک کاپی اور پنسل لے لو' صبح اٹھو تو صبح سے رات سونے تک جو فقرے تمہاری زبان سے نکلیں وہ لکھتے جاؤ جو کام کرو وہ نوٹ کرتے جاؤ کل مجھے دکھانا میں پھر نصیحت کروں گا۔ ایک دن اُس نے لکھا پھر واپس بزرگ کے پاس نہیں پہنچا اُسے خود ہی سمجھ آ گئی کہ میں سارا دن بکتا کیا رہتا ہوں اور کرتا کیا ہوں۔ پھر واپس جانے کی ضرورت پیش نہیں آئی آپ بھی تجربہ کر کے دیکھ لیں ہم بھی تجربہ کر کے دیکھ لیں ایک دن کاپی پنسل لیکر دیکھو ایک' تو جملے جملے پہ زبان رُک جائے گی کہ کیا۔

www.naqshbandiaowaisiah.com

بولنے لگا ہوں۔ اگر آپ خود لکھیں تو محتاط ہو جائیں یار یہ لفظ زبان سے نہ نکالوں یہ تو بڑا نازیبا لفظ لکھنا پڑے گا تو اللہ کے فرشتے لکھتے ہیں اور میدان حشر میں پڑھا جائے گا اُس کا خیال نہیں آتا وہ تو لکھتے ہیں پڑھا بھی جائے گا تو یہ اللہ کا احسان ہے کہ اُس نے آپ کو نسبت اویسیہ عطا کی ہے اللہ کا احسان ہے کہ اس عہد کے بے مثل شیخ کی خدمت میں پہنچایا ہے۔ ہم تو ہرکارے ہیں ہم تو خادم ہیں ایک بارگاہ کے اور ایک جو ذمہ داری لگنا۔ باپ کوئی پیر تھا نہ دادا پیر تھا نہ آگے کوئی پیر ہوگا۔ ہمیں تو پیری فقیری کا پتہ ہی نہیں تھا ہم تو خود زمانے کے ستائے ہوئے لوگ تھے دین کے دامن میں پناہ چاہتے تھے اور جہاں نام نہاد دین داروں کے پاس جاتے تھے وہاں دیکھ کر بیزار ہو جاتی تھی طبیعت کہ اس نیکی سے تو ہم گنہگار اچھے ہیں۔ اللہ کریم نے ایک ایسے دروازے پہ پہنچا دیا کہ جہاں واقعی اللہ کی یاد اور نیکی بدی کا شعور تو عطا ہوا۔ توفیق عمل بھی اللہ دے لیکن یہ پتہ تو چلا کہ نیکی کیا ہے؟ بدی کیا ہے؟ دین کیا ہے؟ لادینی کیا ہے؟ اور باوجود اس کے کہ میں نے حضرت رحمتہ اللہ سے معذرت کی تھی کہ حضرت میں اپنی اصلاح کے لئے آپ رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں آیا ہوں کوئی پیر بننے کے لئے نہیں۔ اب میرے سر ذمہ داری نہ ڈالیے گا باقی جس کو چاہیں دے دیں۔ انہوں نے ساری ہی میرے ذمے لگا دی اب مجبوری ہے کہ بھاگ تو نہیں سکتے جب تک دم میں دم ہے انشاء اللہ نبھائیں گے اور الحمدللہ اللہ نے توفیق دی گاؤں سے شہروں اور شہروں سے ملکوں اور بین الاقوامی سطح پر اللہ نے توفیق دی کہ آج یہ واحد ادارہ ہے جس کا ذکر صبح شام انٹرنیٹ پر پوری دنیا پہ ہوتا ہے۔ جہاں لوگ ابھی نئی ایجادات پر فتوے لگا رہے ہیں ہم نے انہیں مسلمان کر رکھا ہے اور روشنیاں پھیلانے کا سبب بنا رکھا ہے۔ تو اللہ کریم آپ کو توفیق دے اپنا محاسبہ بھی کرتے رہیے اور اُس میں یہ بات شامل رکھیے کہ ہم اس عہد کی تاریکی کو کتنا روک پائے ہیں۔ ہماری نہ کسی حکومت سے مخالفت ہے نہ کسی حکمران سے' نہ کوئی سیاست ہے نہ کوئی اُس کی ضرورت ہے' ہمارا مشن یہ ہے کہ زمانے کی تاریکی کا سینہ پھاڑ کر اُس میں محمد رسول اللہ ﷺ کی روشنیاں پھیلائی جائیں۔

> ہماری نہ کسی حکومت سے مخالفت ہے نہ کسی حکمران سے' نہ کوئی سیاست ہے نہ کوئی اُس کی ضرورت ہے' ہمارا مشن یہ ہے کہ زمانے کی تاریکی کا سینہ پھاڑ کر اُس میں محمد رسول اللہ ﷺ کی روشنیاں پھیلائی

دہر میں اسم محمدؐ سے اُجالا کر دے

بس دیکھنا یہ ہے ہر بندہ اپنی حیثیت کے مطابق دیکھے کہ کیا میں کچھ کر سکا ہوں اگر ہم یہ محاسبہ شروع کر دیں تو اللہ توفیق عمل بھی دے دے گا اصلاح احوال بھی ہوگی اور زمانہ پھر سے پلٹا جا سکتا ہے۔ ہمت مردانہ چاہئے اللہ کی مدد ساتھ ہوتی ہے اور مومن جس کام پہ کمربستہ ہو جاتا ہے وہ ہو جاتا ہے۔ کرنے کا کام یہ ہے کہ

قوت عشق سے ہر پست کو بالا کر دے
دہر میں اسم محمدؐ سے اُجالا کر دے

اپنے مشن کے ساتھ اپنے حبیب ﷺ کے ساتھ اپنے دین کے ساتھ لگاؤ نہیں عشق ہو اور وہ عشق پست کو بالا کر دے۔ انسانوں کو انسانوں کی غلامی سے انسانوں کو انسانوں کے ظلم سے بچائے اور زمانے کو......

دہر میں اسم محمدؐ سے اُجالا کر دے

اللہ کریم توفیق عمل عطا فرمائے۔ وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین۔

www.naqshbandiaowaisiah.com

راحت اور خوشی کا تعلق کیفیاتِ قلبی سے ہوتا ہے

خطا کا ہو جانا عجیب بات نہیں ہے انسان سے خطا ہو سکتی ہے لیکن گناہ بھری زندگی اختیار کر لینا اور ہمیشہ نافرمانی کرنا یہ درست نہیں ہے اور یہ ایمان کے منافی ہے۔ چھوٹے چھوٹے دنیوی لالچوں میں آ کر چھوٹے چھوٹے مفادات میں آ کر موہوم امیدوں پر مختلف بتوں کو ہم پوجتے ہیں اور اللہ کی بارگاہ ہمارے سجدوں سے خالی رہتی ہے۔ تو گویا دنیا کا' زندگی کا' موت کا' مابعد الموت اور آخرت کا ہر چیز کا مزا ایمان اور اطاعت میں ہے' ہر چیز مزے دار ہو جاتی ہے۔

☆ امیر محمد اکرم اعوان ☆
دارالعرفان منارہ' ضلع چکوال 04-09-10

الحمد للّٰہ رب العلمین. والصلوٰۃ والسلام علی حبیبہ محمد وعلی الہ واصحابہ اجمعین. اعوذ باللّٰہ من الشیطن الرجیم○ بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم○ ولا تشتروا بعہد اللّٰہ ثمنا قلیلا. انما عنداللّٰہ ھو خیرٌ لکم ان کنتم تعلمون. ما عندکم ینفد وما عنداللّٰہ باق○ولنجزین الذین صبروا اجرھم باحسن ما کانوا یعملون○ من عمل صالحا من ذکر او انثی وھو مومنٌ فلنحیینہٗ حیوٰۃً طیبۃً ولنجزینھم اجرھم باحسن ما کانوا یعملون○ النحل ۹۰ تا ۹۸

اللّٰھم سبحنک لاعلملنا الا ماعلمتنا انک انت العلیمُ الحکیم. مولایا صل وسلم دائماً ابداً علی حبیبک من ذانت بہ العصرُ○

سورۃ النحل کی یہ آیات مبارکہ اللہ کی نافرمانی کی تشریح ایک اور انداز سے فرما رہی ہیں جسے بھی کلمہ حق نصیب ہوتا ہے اور جو بھی لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زبان سے پڑھتا ہے دل سے اس پہ یقین کرتا ہے تو یہ ایک معاہدہ ہے ایک عہد ہے ایک بہت بڑا وعدہ ہے کہ میں اللہ کے علاوہ کسی کو معبود نہیں مانتا بلکہ اللہ کے علاوہ کوئی معبود یا عبادت کے لائق ہے ہی نہیں اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے برحق نبی ہیں اور رسول ہیں۔ اب یہ دونوں باتیں دو عہد کراتی ہیں۔ پہلا عہد اللہ سے ہے کہ اللہ کے احکام کو چھوڑ کر اللہ کے مقابلے میں کسی دوسرے کی بات مانی جائے تو یہ تو بدعہدی ہوگی' نفع کی امید پر یا نقصان کے خطرے کے پیش نظر احکام الٰہی کے خلاف کسی کی اطاعت کی جائے تو یہ اس کی عبادت ہوگی۔ یعنی کسی سے ہمیں نفع کی امید ہو یا وہ خفا ہو جائے تو نقصان کا اندیشہ ہو اور اس کی پھر ایسی بات ہم مانیں جس کے ماننے کی اجازت شریعت نہیں دیتی۔ شریعت کے اندر تو کسی سے معاملات کرنے میں کوئی قباحت نہیں ہے لیکن جب شریعت سے ہٹ کر ہم کسی کی بات اس سے نفع کی امید پر یا نقصان کے اندیشے سے مانیں گے تو یہ اس فرد کی عبادت ہوگی۔ اب ایک طرف عہد ہم یہ کرتے ہیں کہ اللہ کے علاوہ کوئی عبادت کے لائق ہے ہی نہیں میں کسی کو اس قابل نہیں سمجھتا کہ اس کی عبادت کی جائے اور دوسری طرف ہم غیر اللہ کی عبادت کر رہے ہیں۔ دوسرا دعویٰ جو کلمہ طیبہ میں ہے۔ وہ کلمہ گو کہتا ہے کہ میں آقائے

> **شریعت کے اندر تو کسی سے معاملات کرنے میں کوئی قباحت نہیں ہے لیکن جب شریعت سے ہٹ کر ہم کسی کی بات اُس سے نفع کی امید پر یا نقصان کے اندیشے سے مانیں گے تو یہ اس فرد کی عبادت ہوگی**

www.naqshbandiaowaisiah.com

نادار حضرت محمد ﷺ کو اللہ کا رسول مانتا ہوں۔ اب رسول کا منصب یہ ہوتا ہے۔

لیطاع باذن اللہ. اللہ کے حکم کے مطابق اللہ کی اجازت سے اُس کی اطاعت کی جائے۔ من یطع الرسول فقد اطاع اللہ. جس نے رسول ﷺ کی اطاعت کی اُس نے اللہ کی اطاعت کی۔ چونکہ رسول ﷺ واحد وہ ہستی ہے جو بندوں کے اور الہ العٰلمین کے درمیان رابطہ ہیں جو اللہ کی پسند و ناپسند اُس کے اوامر و نواہی بندوں تک پہنچاتا ہے تو فرمایا۔

ولا تشتروا بعہد اللہ ثمنا قلیلا۔ چھوٹے چھوٹے فائدوں کی خاطر اللہ سے کیے گئے وعدے مت توڑو۔ یہاں لفظ تشتروا۔ استعمال کیا ہے۔ اشتراع ہوتا ہے خرید و فروخت۔ یعنی اللہ سے کیے گئے وعدے کے عوض تھوڑا سا نفع لیکر اُسے مت بیچو اللہ کے سوا کسی سے امید وابستہ کر کے اللہ کی اطاعت چھوڑ کر اُس کی اطاعت کرنا گویا وہ عہد جو ہم نے اللہ اور اللہ کے حبیب ﷺ سے کیا ہے اُسے بیچنا ہے اور فرمایا یہ تھوڑے سے فائدے پر تھوڑی سی قیمت پر مت بیچو۔ اس لئے کہ اس معاہدے کا پاس رکھو تو جو کچھ اللہ کے پاس ہے وہ تمہارے لئے بہت بہتر ہے۔ اب اس تھوڑے سے فائدے سے کوئی یہ نہ سمجھ لے کہ بھی اگر ہزاروں روپے ملتے ہوں تو عہد نہ توڑے لیکن اگر کروڑوں ملتے ہوں تو توڑ دے وہ تو تھوڑے نہیں ہیں زیادہ ہیں فرمایا ایسی کوئی بات نہیں اگر ساری دنیا کے خزانے بھی کوئی تمہیں دے دے تو وہ تھوڑے ہی ہیں اس لئے کہ ماعندکم ینفد. جو کچھ تمہارے پاس ہے وہ ختم ہو جانے کے لئے ہے۔ اور جس چیز کو ختم ہو جانا ہو وہ زیادہ ہوتی ہے؟ اگر کوئی ساری دنیا کے خزانے بھی تمہیں دے دے تو وہ۔ ینفد۔ باقی رہنے والے نہیں ہیں وہ ختم ہو جانے والے ہیں۔ وما عنداللہ باق۔ اور جو کچھ تمہیں اللہ کی طرف سے اجر نصیب ہوگا وہ ختم نہیں ہوگا' وہ کبھی نہ ختم ہونے والے انعامات ہیں اب ایک آدمی اربوں روپے جمع کر لیتا ہے وہ مر جاتا ہے اُس کے کس کام کے؟ ہمارے ملک کے ایسے حکمران جنہوں نے ملک سے اربوں روپے چوری کر کے باہر کے ممالک میں جمع کرائے' جب مر گئے تو اُن کی اولاد کو بھی نہیں ملے۔

صبر نام ہے اپنے آپ کو اپنی ذات کو اپنے نفس کو اللہ کی نافرمانی سے روکنے کا!

شہنشاہ ایران کو دیکھ لو اُس کی بنائی ہوئی عمارتیں میں نے امریکہ میں دیکھی ہیں آدمی حیرت میں رہ جاتا ہے' سرمایہ کتنا تھا! لیکن کوئی ایک پائی تک کوئی ایک عمارت اُس کے وارثوں کو امریکہ نے نہیں دی۔ لوگ ٹنوں کے حساب سے "سوس" بنکوں میں سونا جمع کرا کے مر گئے اور نہ انہیں ملے نہ اُن کے وارثوں کو ملے۔ باقی دنیا کا بھی یہی حال ہے "مارکوس" کی بے پناہ دولت تھی وہ چھپتا پھرتا تھا اور کوئی ملک رہنے کو جگہ نہیں دیتا تھا مر گیا تو ملک والوں نے لاش واپس آنے کی اجازت بھی نہیں دی نہ کوئی پائی پیسہ اُس کے گھر والوں کو واپس ملا۔ اور اگر انہیں ملتا بھی تو جو مر گیا اُس کے کس کام؟ سو فرمایا اگر تمہیں اللہ کی نافرمانی یا اللہ کے حبیب ﷺ کی نافرمانی کے لئے ساری دنیا کے خزانے بھی مل جائیں تو وہ تھوڑی قیمت ہے اس لئے کہ ماعندکم ینفد. جو کچھ تمہارے پاس ہے وہ ختم ہو جانے والا ہے اور ختم ہو جانے والی چیز کوئی زیادہ نہیں ہوتی وہ تھوڑی ہوتی ہے۔ وما عنداللہ باق۔ اور جو کچھ اللہ کے پاس اجر ہے وہ ہمیشہ رہنے والا ہے۔

ولنجزین الذین صبروا اجرھم باحسن ما کانوا یعملون o اور جو لوگ صبر کرتے ہیں ہم اُن کو اُن کا اجر اُن کے عمل سے کہیں زیادہ اور کہیں بہتر اور کہیں اچھا دیتے ہیں۔ یہاں لفظ صبر استعمال فرمایا ہے ہمارے ہاں صبر کا جو عام مفہوم لیا جاتا ہے وہ یہ ہے کہ کسی کا کوئی عزیز مر جائے یا کسی کا کوئی نقصان ہو جائے تو وہ شور و غوغا نہ کرے تو یہ صبر ہے ایسی کوئی بات نہیں ہے صبر نام ہے اپنے آپ کو

www.naqshbandiaowaisiah.com

اپنی ذات کو اپنے نفس کو اللہ کی نافرمانی سے روکنے کا! صبر کی حقیقت یہ ہے وہ شخص صابر ہے جسے دنیا کا لالچ دکھائی دیتا ہے' جسے دنیا کی لذتیں دکھائی دیتی ہیں لیکن وہ اللہ کی نافرمانی سے مشروط ہیں تو وہ لذات دنیا کو چھوڑ دیتا ہے لیکن اللہ کے احکام کو نہیں چھوڑتا' اپنے آپ کو روک کے رکھتا ہے' یہ صبر ہے۔ دنیا میں انسان تفریق سے ہیں کوئی پڑھا لکھا ہے کوئی انپڑھ ہے' کوئی غریب ہے کوئی مالدار ہے' پھر سب سے بڑی تفریق مرد اور عورت کی ہے خواتین' ہیں مرد ہیں' مردوں کا اپنا دائرہ عمل ہے اُس میں کام کرتے ہیں خواتین کا اپنا ایک دائرہ کار ہے وہ اُس میں کام کرتی ہیں۔ فرمایا اللہ کے نزدیک مرد ہے یا عورت دونوں اُس کے بندے ہیں۔

من عمل صالحاً من ذکر او انثی وھوا مومن' جس نے بھی نیکی کی وہ مرد ہے یا عورت اور وہ مومن ہے اور اطاعت کرتا ہے اللہ کی تو بڑا عجیب بڑا خوبصورت وعدہ فرمایا۔ فلنحییہ' حیوۃ طیبۃً. ہم اُس کی دنیا کی زندگی بھی بڑے مزے کی عطا کریں گے۔ اب عجیب بات یہ ہے کہ ہم جب اپنے ارد گرد دیکھتے ہیں تو ہمیں تو مزے میں کوئی بندہ نظر نہیں آتا! حاجی ملتے ہیں نمازی ملتے ہیں پارسا ملتے ہیں تسبیح خوان ملتے ہیں تلاوت کرنے والے ملتے ہیں روزہ دار ملتے ہیں عابد وزاہد ملتے ہیں لیکن جس سے حال پوچھو وہ دکھی نظر آتا ہے پریشان نظر آتا ہے اور اللہ کا وعدہ یہ ہے کہ جس نے اپنا ایمان سلامت رکھا مجھ پر اعتبار کیا میرے نبی ﷺ پر یقین کیا اور پھر میرے پیامبر ﷺ کی اطاعت کی۔ فلنحیینہ' حیوۃ طیبۃً o ہم اُسے بالطف پاکیزہ خوبصورت زندگی دیں گے۔

یاد رکھیں! زندگی کی خوبصورتی کا تعلق ظاہری حالات سے نہیں ہوتا۔ ظاہری حالات میں ایک شخص کے پاس ملک کی حکومت ہوسکتی

بے شک زندگی کے لطف کا تعلق کیفیات قلبی سے ہوتا ہے

ہے اقتدار ہوسکتا ہے دولت ہوسکتی ہے لیکن خوش نہیں ہوسکتا اُسے خوشی نہیں مل سکتی' گرداگرد ہزاروں لوگ پہرہ دینے کے لئے کھڑے ہوتے ہیں اور پھر کئی کمروں کے اندر قلعوں کے اندر اُسے نیند نہیں آتی' وہ خواب آور گولیاں کھا کے سوتا ہے اور کتنے ایسے لوگ ہوتے ہیں جو بظاہر ہمیں مفلس غریب یا قلاش نظر آتے ہیں لیکن اُن سے پوچھو بھئی کیا حال ہے؟ بڑا اللہ کا شکر ہے بہت مزے میں ہیں۔ اس خوشی کا تعلق کیفیات قلبی سے ہوتا ہے۔ زندگی کے لطف کا تعلق کیفیات قلبی سے ہوتا ہے۔

میں ایک دفعہ "مائنوں" پہ جا رہا تھا اور سخت گرمی تھی رمضان شریف کا مہینہ تھا اور ظہر کا وقت ہوگا اور گرمی بڑی تھی۔ میں جیپ میں جا رہا تھا۔ تو پہاڑی میں کچا راستہ' کچی سڑک اور مشکل سڑک تھی تو ایک سیدھی سی پہاڑی ہے اُس کے درمیان سے ایک وہ سڑک گزرتی ہے ہماری مائنوں کی طرف جاتی ہے تو ایک کسان اپنے چار پانچ مویشیوں کو وہاں نالے سے پانی پلا کر اوپر پہاڑ کی چوٹی پہ لے جا رہا تھا۔ ساٹھ پینسٹھ سال کا وہ آدمی تھا اُس نے چادر تہہ کر کے سر پہ رکھ کے اس طرح سایہ بنایا ہوا اور پہاڑ کے اوپر چلا گیا۔ میں ویسے ہی مروتاً رک گیا۔ میں نے کہا یہیں سے اس کا حال احوال پوچھتا ہوں۔ تو میں نے اُسے سلام بھی کیا اور کہا کیا حال ہے؟ تو وہ واپس اترنا شروع ہوگیا۔ تو اس گرمی میں روزہ بھی ہے بوڑھا آدمی ہے لیکن میں نے جیپ روکی وہ رکتا ہے' نیچے اُتر آیا میرے پاس سڑک پہ آیا بڑی گرمجوشی سے ملا۔ بھئی کیا حال ہے؟ کہنے لگا بڑا اللہ کا شکر ہے' بہت مزے میں ہوں' میرے بیٹے فوج میں ملازم ہوگئے ہیں' پوتے سکولوں میں پڑھتے ہیں بچے اتنے پیسے بھیج دیتے ہیں کہ فیس وغیرہ کا گزارا ہو جاتا ہے دانے کھیتی سے آجاتے ہیں یہ تین چار گائے ہیں یہ شیر خوار ہیں دودھ بھی ہو جاتا ہے اور ہم بڑے مزے میں ہیں بڑی موج میں ہیں۔ ایک آدمی کے پاس حکومت ہوسکتی ہے لیکن وہ مزے میں نہیں ہوسکتا اور ایک آدمی

www.naqshbandiaowaisiah.com

محنت کش مزدور اور غریب ہو سکتا ہے لیکن وہ مزے میں ہو سکتا ہے یعنی اس نے ہر بار اللہ کا نام پہلے لیا۔ اللہ کا بڑا شکر ہے اللہ کا بڑا احسان ہے الحمدللہ بڑے مزے میں ہیں اور میں دیکھ رہا تھا کہ یہ جو اللہ کی یاد اور اللہ کی اطاعت میں جو لطف ہے۔ جب کسی شہری کے آگے اس کی حالت بیان کی جائے ایئر کنڈیشن میں رہنے والے لوگوں کو یا نرم قالینوں پہ چلنے والے لوگوں کو یہ صورتحال بتائی جائے تو وہ سوچ بھی نہیں سکتے کہ یہ بندہ بھی مزے میں ہو سکتا ہے لیکن ان سے مزے میں ہے۔ تو اللہ کریم کا یہ وعدہ ہے کہ مرد ہو یا خاتون ایمان قائم ہو اور میرے نبی ﷺ کی اطاعت کرے عمل صالحا۔ اچھا کام کرنے کا، میں اچھائی اور صلاحیت کیسے پیدا ہو جاتی ہے؟ نبی کریم ﷺ کی ذات بصفات رحمتہ للعلمین ہے آپ ﷺ کے وجود عالی کی برکات یہ ہیں کہ جو جوتا قدوم مبارک سے مس ہو گیا وہ دنیا بھر کے جوتوں سے ممتاز ہو گیا اور وہ منور ہو جاتا ہے اور اس سے ہمیشہ انوارات برستے تھے جو لباس آپ ﷺ نے زیب تن فرمایا وہ دنیا بھر کے لباسوں سے ممتاز ہو گیا اور منور ہو گیا' جس جانور پہ آپ ﷺ نے سواری فرمائی' وہ دنیا بھر کے جانوروں سے ممتاز ہو گیا' زمین پہ جس جگہ جہاں جہاں حضور اکرم ﷺ نے سفر فرمایا' جس جس جگہ قدم مبارک رکھا وہ جگہ آج بھی اس طرح منور ہے جس طرح آسمان پہ چاند روشن ہوتا ہے اور ہمیشہ رہے گی۔ ہر وہ چیز اچھی ہو جاتی ہے جسے نسبت ہو جاتی ہے محمد رسول اللہ ﷺ سے۔

علما کرام جب فضیلت پہ بات کرتے ہیں تو وہ فرماتے ہیں روئے زمین کا مرکز بیت اللہ شریف ہے۔ سب سے پہلے یہی نقطہ آب پر تھا جس کو پھیلا کر اللہ نے زمین بنائی جہاں بیت اللہ ہے اور یہ تجلیات ذاتی کا مہبط ہے اس لئے افضل ترین مقام ہے کہ کوئی آن ایسا وقت نہیں آتا کہ اس پہ اللہ کی ذاتی تجلیات جو ہیں ان کا نزول نہ ہوتا ہو لیکن فرماتے ہیں

ایک آدمی کے پاس حکومت ہو سکتی ہے لیکن وہ مزے میں نہیں ہو سکتا اور ایک آدمی محنت کش مزدور اور غریب ہو سکتا ہے لیکن وہ مزے میں ہو سکتا ہے

مدینہ منورہ کا وہ ٹکڑا جہاں حضور اکرم ﷺ آرام فرما ہیں اور بدن اطہر ﷺ سے مس ہو رہا ہے وہ بیت اللہ سے عظمت میں کئی گنا زیادہ ہے اس لئے کہ اس کا تعلق نبی علیہ الصلوۃ والسلام کے وجود عالی سے ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ عزت وعظمت' خوبصورتی اور حُسن' بھلائی اور کمال ہر اُس بات اُس کام میں ہے جس کو نسبت ہو جائے محمد رسول اللہ ﷺ سے فرمایا۔

من عمل صالحا عمل بھی وہی صالح ہوگا جس کو نسبت ہو جائے گی محمد رسول اللہ ﷺ سے اور جس سے حضور ﷺ روک دیں گے اس میں کوئی صلاحیت نہیں ہے جس سے آپ ﷺ منع فرما دیں گے اس میں کوئی صلاحیت نہیں فرمایا مرد ہو یا عورت ایمان درست ہو کردار درست ہو۔ فلنحيينه حيوة طيبته ○ اب زندگی کا مزا یہ ہوتا ہے۔ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالےٰ علیھم اجمعین معرکہ بدر میں لڑے اور مکہ کے نامور لوگ وہاں قتل ہوئے اہل مکہ نے سازش کی اور کچھ چیدہ چیدہ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالےٰ علیھم اجمعین کو پکڑوانا چاہا جن کے ہاتھوں اُن کے عزیز قتل ہوئے تھے معرکہ بدر میں۔ دھوکے سے کچھ صحابہ کو لے جایا گیا اور ان پر حملہ کر دیا گیا اُن میں باقی تو لڑ کر شہید ہو گئے کوئی گرفتار نہ ہو سکا بلکہ ایک صحابی کے بارے تھا کہ اس کی اگر لاش بھی لے آؤ تو ہم مکہ والے پیسے دیں گے تو انہوں نے وقت شہادت دعا کی کہ اے اللہ میری لاش ان بدنصیبوں کو مت دینا تو سیرت میں موجود ہے کہ اُن کی شہادت کے بعد وہ زمانے بھر کی بھڑوں نے جمع ہو کر اُن کے گرد

www.naqshbandiaowaisiah.com

حلقہ قائم کرلیا اور کوئی ان کی میت کو چھو نہ سکا۔

ایک صحابی حضرت خبیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ گرفتار ہو گئے اور مکہ لے جا کر ان لوگوں نے خرید لئے جن کے رشتہ دار ان کے ہاتھوں بدر میں قتل ہوئے تھے آگے حرمت کے مہینے تھے اور مشرکین مکہ بھی حرمت کے مہینوں کا احترام کرتے تھے۔ کچھ باتیں ان میں دین ابراہیمی کی بطور رسم موجود تھیں کہ وہ حرمت کے مہینوں میں قتل و غارت نہیں کرتے تھے تو انہوں نے جو حرمت کے مہینے ہوتے تھے دو تین اکٹھے وہ انہوں نے انہیں قید رکھا۔ اب ایک آدمی قتل کے انتظار میں ہے دن گنے جا رہے ہیں جیسے کسی کو سزائے موت ہو جائے اور حکم بھی اپیلیں بھی خارج ہو جائیں اسے پتہ ہے پھانسی لگنا ہے لیکن جب وہ انہیں دیکھتے تو خوش و خرم پاتے اکثر ایسا ہوتا کہ وہ پھل کھا رہے ہیں اور بغیر موسم کا پھل ہے انہوں نے انہیں دیا بھی نہیں ہشاش بشاش نظر آتے ہیں۔ بالآخر وہ وقت آ گیا انہوں نے کہا کہ حد حرم سے باہر لے جا کر انہیں سزا دیں گے۔ حد حرم سے باہر لے گئے۔ اب سارے مکے کی مشرکین کی ساری آبادی بلکہ ارد گرد کے لوگ جمع ہو گئے تماشا دیکھنے کے لئے انہوں نے سزا یہ تجویز کی کہ انہیں سولی پہ لٹکا دیا جائے پھر ان کا بدن نیزوں سے چھلنی کر دیا جائے تو وہ کہنے لگے کہ تمہاری کوئی آخری خواہش۔ ہاں انہوں نے کہا میں دو رکعت نماز ادا کرنا چاہتا ہوں۔ پڑھ لو۔ انہوں نے مختصر سے دو نوافل پڑھے انہوں نے حیران ہو کے پوچھا کہ بھئی تم تو اتنا عرصہ ہماری قید میں رہے بڑی لمبی نمازیں پڑھتے تھے اور بڑے لمبے سجدے کرتے تھے تو آج تو تم نے دیر ہی کوئی نہیں لگائی بڑی مختصر نماز پڑھی۔ انہوں نے کہا کہ جو کچھ مجھے ملنے والا ہے میں اس کے لئے بے قرار ہوں کہ جلدی جلدی ملے تمہیں اس کی

> **یہ ضروری نہیں کہ**
> **محلوں میں اور نرم**
> **بستروں پہ مزا آئے**
> **زندگی کا مزا کبھی**
> **سولی پر بھی**
> **آجاتا ہے**

کیا خبر! ہم نے تو سمجھا کہ تم موت سے ڈرتے وقفہ لیا کرو گے کچھ فرصت انہوں نے کہا نہیں۔ میں تو اس وقت کو مختصر کرنا چاہتا ہوں کہ تم نہیں جانتے مجھے کیا ملے گا۔ ایک روسائے مکہ میں سے ایک نے کہا کہ اب تو تمہارا دل چاہتا ہوگا کہ تم اپنے بال بچوں کے پاس ہوتے اور تمہاری جگہ محمد رسول اللہ ﷺ جنہوں نے یہ سارا جھگڑا کیا ہے سلسلہ وہ خود بھگتے تو انہوں نے کہا اللہ کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے میں کیا میرا سارا خاندان بھی قربان ہو جائے تو مجھے یہ بات گوارا نہیں کہ آپ ﷺ کے پائے اقدس میں کانٹا چبھ جائے پھر کہنے لگے دعا کی بار الٰہا ان میں تو کوئی ایسا نہیں جو میرا سلام محبت حضور ﷺ کی خدمت عالی میں پہنچا دے بس تو حکم دے کہ میرا سلام پہنچا دے۔ نبی کریم ﷺ مدینہ منورہ میں تشریف فرما تھے اور وضو فرما رہے تھے اور ایک خادم پانی ڈال کر وضو کروا رہا تھا تو آپ نے دفعتاً فرمایا وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ۔ تو اس صحابی نے ادھر ادھر دیکھا اور عرض کی یا رسول اللہ ﷺ بندہ آیا تو کوئی نہیں کسی نے سلام کہا تو نہیں اور آپ ﷺ نے وعلیکم السلام فرمایا۔ فرمایا ہوا سلام لائی ہے خبیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مکہ سے۔ قید میں رہنا سولی چڑھنا بھی مزے دار ہوتا ہے جب ایمان اور اطاعت ہو۔ یقیناً یہ ضروری نہیں کہ محلوں میں اور نرم بستروں پہ مزا آئے زندگی کا مزا کبھی سولی پر بھی آ جاتا ہے اور فرمایا۔

جو میرے حبیب ﷺ کی اطاعت کرے اور ایمان بھی رکھے۔ فلنحیینہ حیوۃ طیبۃ ہم یقیناً اسے مزے دار اور پاکیزہ صاف ستھری خوبصورت زندگی دیں گے بے فکر زندگی دیں گے بے رنج زندگی دیں گے اور آخرت میں ولنجزینھم اجرھم باحسن ما کانوا یعملون۔ جو اعمال کئے ہیں اس سے کئی گنا زیادہ انعامات عطا کر دیا جائے گا۔ تو ہماری جو زندگیاں پریشانیوں کی نذر ہو رہی ہیں نہ دن کو قرار ہے نہ رات کو چین ہے نہ بھائیوں اور بہنوں میں پیار ہے نہ

www.naqshbandiaowaisiah.com

والوں میں کوئی رشتہ ہے پڑوسیوں سے بھی جنگ ہے اہل خانہ سے بھی جنگ ہے رات دن چیخ چیخ بک بک ہوتی رہتی ہے جھگڑے ہوتے رہتے ہیں ایک دوسرے کو قتل کرتے ہیں ایک دوسرے کو کوئی مارتے ہیں یہ سارا کیا ہے؟ ایک ہی مطلب نکلتا ہے اس سے کہ ہمارے ایمان کمزور ہو چکے ہیں اور ہم نے اللہ اور اللہ کے رسول ﷺ کی اطاعت چھوڑ دی ہے خطا کا ہو جانا عجیب بات نہیں ہے انسان سے خطا ہو سکتی ہے لیکن گناہ بھری زندگی اختیار کر لینا اور ہمیشہ نافرمانی کرنا یہ درست نہیں ہے اور یہ ایمان کے منافی ہے۔ چھوٹے چھوٹے دنیوی لالچوں میں آ کر چھوٹے چھوٹے مفادات میں آ کر موہوم امیدوں پر مختلف بتوں کو ہم پوجتے ہیں اور اللہ کی بارگاہ ہمارے سجدوں سے خالی رہتی ہے۔ تو گویا دنیا کا، زندگی کا، موت کا، مابعدالموت اور آخرت کا ہر چیز کا مزا ایمان اور اطاعت میں ہے ہر چیز مزے دار ہو جاتی ہے۔ اور اللہ کے بندوں کا رشتہ تو ایسا ہوتا ہے۔

میں اگلے دن ایک بزرگ کے احوال پڑھ رہا تھا یہیں برصغیر کے تھے اور اُن کی ٹانگ میں بھی کوئی کینسر وینسر یا اس طرح کی کوئی چیز ہو گئی اُس زمانے میں تو کینسر نہیں کہتے تھے کچھ اور نام ہوتا تھا لیکن زخم بن گیا جو ٹھیک نہیں ہو رہا تھا اور ڈاکٹروں نے تجویز کیا کہ یہ ٹانگ جو ہے گھٹنے کے اوپر سے کاٹ دی جائے۔ انہیں بتایا گیا کہ اب اس کے علاوہ کوئی چارہ نہیں رہا کہ ٹانگ کاٹ دی جائے بس ٹھیک ہے اللہ کی مرضی۔ اس کے علاوہ کوئی علاج نہیں تو کاٹ دو۔ آپریشن تھیٹر میں لے کر گئے اور وہ دوائی شوائی لائے جو سونگھا کے بیہوش کر دیا جاتا ہے انہوں نے پوچھا یہ کس لئے ہے جی آپ کو یہ دوائی دی جائے گی اور آپ اس سے بے ہوش ہو جائیں گے تو پھر درد نہیں ہوگا انہوں نے فرمایا مجھے بے ہوش کرنے کی ضرورت نہیں، ایسا کرو کہ بے ہوشی میں تو میں اللہ اللہ بھول جاؤں گا، مجھے اپنا کام کرنے دو، تم اپنا کام کرو، میں اللہ اللہ کرتا ہوں تم آپریشن کرو۔ وہ بڑے سٹپٹائے ڈاکٹر کہ عین آپریشن میں اب صرف گوشت نہیں ہڈی کاٹنی ہے اور آری سے کاٹنی پڑے گی عین آپریشن میں اگر شور و غل کرنے لگے تو اُس وقت کیا ہوگا؟ ''انتھیزیا'' کیسے دیں گے؟ تو تماشا بن جائے گا انہوں نے کہا نہیں فکر نہ کرو، فارغ ہو گئے فرمایا تم فارغ ہو گئے ہو ہمارا تو فارغ ہونے کو جی نہیں چاہتا ہم تو فارغ نہیں ہوں گے ہمارا تو یہاں بھی یہی کام ہے باہر بھی یہی کام ہے۔ اب کتنا رشتہ یادِالٰہی کے ساتھ ایک بندے کو تھا کہ جسم کا ایک حصہ کٹ گیا لیکن اُس نے محسوس نہیں کیا تو کبھی بظاہر جو دکھ آتا ہے اُس میں بھی مزا۔ انہیں تو ٹانگ کٹوانے میں بھی مزا آ رہا تھا فلنحیینہ حیوۃ طیبۃ۔ ہم اُن کی زندگی کو بھی اور دیکھنے والے کے لئے بھی اور دیکھنے والے کے لئے وہ تکلیف دہ ہو۔ لیکن انہیں تو اللہ نے اس کے دکھ سے بچا لیا انہیں تو اپنے ساتھ باتوں میں لگا لیا اپنے جمال میں محو کر لیا اپنی یاد میں اسقدر محو کر لیا کہ اُس کا پتہ بھی نہیں۔ اگر ''اینتھیزیا'' دیتے ہیں تو دماغ کو سن کر دیتے ہیں وہ درد محسوس نہیں کرتا اور اگر دل و دماغ اُس طرف اتنے محو ہو جائیں تو ہماری یہ پریشانیاں ہماری اپنی پیدا کردہ ہیں وہ ذاتی طور پر ہیں یا قومی طور پر ہیں یا ملکی سطح پر ہیں یا بین الاقوامی سطح پر ہیں۔ تو ہمیں پھر سے اپنے آپ عہد پہ واپس آنا ہوگا لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ ﷺ یہی اس عہد کی پاسداری تمام دکھوں کا علاج اور تمام مسائل کا حل ہے اللہ کریم ہماری خطائیں معاف فرمائے اور ہمیں ایمان و عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

مشرکین مکہ بھی حرمت کے مہینوں کا احترام کرتے تھے کچھ باتیں اُن میں دین ابراھیمی کی بطور رسم موجود تھیں

www.naqshbandiaowaisiah.com

حیات کی وسعتیں

زندگی اپنے اندر کئی جہان رکھتی ہے۔ موت کی اپنی حقیقتیں ہیں برزخ کے اپنے جہان ہیں' آخرت کی اپنی زندگی ہے لیکن سب سے آسان نسخہ یہ ہے کہ دامان رسالت پناہی علی صاحبہ الصلوٰۃ والسلام سے وابستہ ہو جاؤ جو وہاں وابستہ کر دے وہی عالم بھی ہے' وہی پیر بھی ہے' وہی استاد بھی ہے اور جو اللہ اور اللہ کے رسول ﷺ کے درمیان آجائے اور اپنی اہمیت پہ اصرار کرے وہ سمجھ لو کہ شیطان ہے' انسانی زندگیاں تباہ کرنا چاہتا ہے۔

☆ امیر محمد اکرم اعوان ☆
دارالعرفان منارہ' ضلع چکوال 5-09-04

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اللہ کریم کی تخلیقات اپنے اندر کئی ایک جہان آباد رکھتی ہیں۔ بظاہر نظر آنے والی ایک چیز ہوتی ہے لیکن اس کے اندر کتنے جہان آباد ہوتے ہیں یہ دیکھنے کے لئے ظاہری آنکھ کے علاوہ بہت سے علوم کی ضرورت پڑتی ہے۔ بہت پڑھنا اور دیکھنا پڑتا ہے۔ ہم عبارت پڑھتے ہیں اس میں الفاظ ہوتے ہیں لیکن شاید اس الفاظ سے ہمارا وہ مقصد پورا نہیں ہوتا ان الفاظ کے اندر ایک جہان ہوتا ہے معانی کا جو اس عبارت کے ذریعہ ہم تک پہنچتا ہے پھر مختلف لوگ ایک ہی بات کو مختلف الفاظ میں بیان کرتے ہیں وہی بات اکھڑ پن سے بھی بیان ہوتی ہے اور وہی بات نرم انداز سے بھی بیان ہوتی ہے اور وہی بات ادبی لحاظ سے ایک بہترین جملے اور فقرے میں آجاتی ہے اور اس بات کا ایک خوبصورت شعر بھی بن جاتا ہے۔

اب یہ ساری ظاہری تبدیلیاں ہیں کہ الفاظ اس میں اکھڑ پن کے تھے سنجیدہ تھے نرم تھے ادب پرور تھے یا شعر تھا لیکن اس سارے کے اندر ایک جہان آباد ہوتا ہے جو مفہوم ہم تک پہنچاتا ہے۔

چودہ سو سال میں اہل علم کے مطابق کم وبیش ڈھائی لاکھ تفاسیر طبع ہوئی ہیں۔

آپ کسی بھی چیز کو لے لیں ایک پھل ہم کھاتے ہیں اس کے اندر کتنے جہان ہیں۔ درخت کا اگنا بیج سے اگنا بننا پھل کا لگنا پھر پھل کے اثرات مختلف لوگوں کے وجود پہ اس کے مختلف اثرات مرتب ہوتے ہیں ایک شخص کو ایک ہی پھل فائدہ دیتا ہے دوسرے کو وہی نقصان دیتا ہے۔ یعنی کسی چیز کے اندر آپ اتریں تو اس میں الگ ایک جہان آباد ہوتا ہے۔ سورج نکلتا ہے ہم سمجھتے ہیں دن ہو گیا کاروبار کا وقت ہے ہم اپنے کام پہ نکل جاتے ہیں لیکن ہم نہیں جانتے کہ سورج کی ایک ایک کرن دنیا میں کتنی تبدیلیوں کا سبب بن رہی ہے اور اس سے کہاں کہاں کیا کیا کچھ ہو رہا ہے ایک وسیع جہان ہے جس کے اندر کئی اور جہان آباد ہیں۔

اسی طرح حیات انسانی ایک اس کارگہ حیات میں ایک اپنا جہان رکھتی ہے بچپن جوانی بڑھاپا وہی ایک بچہ ہوتا ہے پھر وہی بزرگ اور والد بن جاتا ہے پھر وہی برگزیدہ اور عمر رسیدہ ہو جاتا ہے لیکن کیا زندگی صرف یہی کچھ ہے؟! اس کے اپنے اندر کئی جہان آباد ہیں۔ زندگی تو بہت ایک وسیع لفظ ہے کئی سالوں پہ محیط ہو سکتی ہے اس کا ایک ایک پل جو ہے وہ اپنے اندر ایک الگ جہان رکھتا ہے ہر لمحے میں ایک دنیا آباد ہے ایک لمحے میں اللہ کو یاد کرتا ہے اس کے اثرات اسکی زبان پہ مرتب ہوتے ہیں' دل پہ مرتب ہوتے ہیں' دماغ پہ مرتب ہوتے ہیں' وجود پہ

مرتب ہوتے ہیں، ماحول پہ مرتب ہوتے ہیں، برزخ کی زندگی پہ مرتب ہوتے ہیں اور آخرت کی زندگی تک اس کا اثر چلا جاتا ہے۔

نبی کریم ﷺ کے ارشاد کا مفہوم ہے کہ کسی نے خلوص دل سے زندگی میں ایک تسبیح کہی ایک دفعہ سبحان اللہ کہا ایک دفعہ الحمد للہ کہا کوئی بھی تسبیح ایک تسبیح زندگی میں اس خلوص سے کہی کہ وہ قبول ہوگئی تو آپ ﷺ فرماتے ہیں اسکی نجات کے لئے وہ کافی ہے۔ لیکن یہ وہی تسبیح ہے جو اسکے اندر جو جہان اور دنیا آباد ہے اس کے مطابق کہی جائے۔ ہم زندگی بھر تسبیحات کہتے ہیں تلاوت کرتے ہیں عبادت کرتے ہیں ذکر کرتے ہیں اور پھر بھی ہمیں اپنی نجات کا یقین نہیں ہوتا، کیوں نہیں ہوتا؟ شاید اس لئے کہ ہم جو جو عبارات ہیں جو جو الفاظ ہیں جو جو اعمال ظاہری ہیں ان میں منہمک رہتے ہیں اس کے اندر جو جہان ہے اس میں کبھی ڈوبے ہی نہیں ہم اس میں کبھی گئے نہیں، اس کی سیر نہیں کی، اس کو دیکھا نہیں! ہم اس میں جاتے اس کو دیکھتے اس کی لذات سے آشنا ہوتے تو ہمیں یقین ہو جاتا۔

دیوبند میں ایک بزرگ ہوتے تھے فقیر کہتے تھے انہیں مجھے اسم گرامی یاد نہیں رہا انسانی حافظہ بھی بڑی عجیب چیز ہے اس کو آپ جس طرف تاکید کریں وہ چیز یاد رکھتا ہے جس طرف تاکید نہ کریں وہ بھول جاتی ہیں میں نے موں پہ زیادہ توجہ نہیں دیتا مجھے کتابوں کے نام بھی بھول جاتے ہیں افراد کے نام بھی بھول جاتے ہیں مجھے ان کا اسم گرامی یاد نہیں۔ وہ فرمایا کرتے تھے کوئی بھی ان سے ملنے جاتا تو انہیں قرآن کریم سے عشق تھا کوئی بھی جاتا تو کہتے یار قرآن سناؤ جی مجھے تو نہیں یاد کچھ بھی کچھ تو یاد ہوگا سورۃ فاتحہ بھی نہیں آتی تمہیں قل شریف نہیں آتا نماز نہیں پڑھتے ہو جی قل شریف تو یاد ہے اچھا بھائی سنا دو۔ سورۃ فاتحہ سنا دو۔ تو ایک دفعہ کسی نے پوچھا

قرآن کا ایک ایک جملہ دنیا و آخرت کی ساری حقیقتیں واشگاف کر دیتا ہے ہر جملے ہر آیت میں پوری زندگی کا نصاب ہے

کہ حضرت جو بھی آتا ہے آپ فرمائش کرتے ہیں قرآن سناؤ، کہنے لگے بھائی! ہم تو مریں گے قبر میں جائیں گے وہاں حوریں آئیں گی ہم پوچھیں گے بی بی قرآن آتا ہے تو سناؤ نہیں تو جاؤ۔ ایک آدمی کا اپنا فلسفہ حیات جس پر اسے یقین ہے وہ دیکھیں! کہ اب اس بزرگ کو یہ اعتماد ہے کہ مجھے قبر میں جانا ہے میری قبر میں حوریں آئیں گی میری خدمت کے لئے آئیں گی مجھے تو نہیں چاہیے میں تو پوچھوں گا بی بی قرآن آتا ہے تو سناؤ نہیں آتا تو جاؤ۔

لیکن عرض کرنے کا مقصد یہ ہے کہ انہیں اپنے انجام پہ یقین کتنا ہے؟ کیوں سنتے تھے بار بار قرآن؟ قرآن کریم دنیا کی وہ عظیم کتاب ہے جس کے ایک ایک لفظ کے اندر نئی جہان آباد ہیں۔ چودہ سو سال میں اہل علم کے مطابق کم وبیش ڈھائی لاکھ تفاسیر طبع ہوئی ہیں دو لاکھ پچاس ہزار کے لگ بھگ تفاسیر طبع ہوئی ہیں اور جو طبع نہیں ہوئیں لکھی ہیں لوگوں نے لیکن طبع نہ ہو سکیں ایک زمانے تک تو صرف قلمی لکھے جاتے تھے اس میں جو لوگوں کی دسترس سے جاتی رہیں۔ پھر کتنے ایسے لوگ ہیں لکھا تو کبھی انہوں نے لیکن طبع نہ کرا سکے۔ پتہ نہیں وہ کتنی ہوں گی۔ لیکن کوئی یہ نہیں کہہ سکتا کہ میں نے قرآن کریم کے معانی کا احاطہ کر لیا۔ نہ جانے کتنی اور لکھی جائیں گی اور احاطہ پھر بھی نہیں ہوگا چونکہ کلام باری ہے اور خدا کی ذات کی بھی حد نہیں اور اس کی صفات کی بھی حد نہیں۔ قرآن امر ربی ہے اور اللہ کی صفت ہے اللہ کا کلام ہے احاطہ نہیں ہو سکتا۔ کتنے جہان آباد ہیں اس میں، اس کے اندر کتنے دروازے کھلتے ہیں اور ایک نئی دنیا آ جاتی ہے، آگے کھلتا ہے ایک اور دنیا آباد ہوتی ہے یہ ہماری بدقسمتی ہے کہ ہم زندگی بھر قرآن پڑھتے نہیں اگر پڑھتے ہیں تو الفاظ اور نمبر گن کے گزر جاتے ہیں معانی کا دروازہ کھولنے کی فرصت نہیں ہوتی اور بہت کام ہوتے ہیں اور اگر کوئی معانی سیکھتا ہے تو وہ جو کچھ ظاہری کسی نے بتا دیئے پھر اس میں وہ آگے جاتا نہیں ورنہ قرآن کا ایک ایک جملہ دنیا و آخرت کی ساری

www.naqshbandiaowaisiah.com

حقیقتیں واشگاف کر دیتا ہے ہر جملے ہر آیت میں پوری زندگی کا نصاب ہے۔

میرے پاس اگلے دن ایک ریسرچ پہنچی میرے دفتر میں پڑی ہے کہ انسانی وجود میں اس کی ''میں'' (Base) اور اس کی بناوٹ اور بنیاد کیا ہے؟ یہ وہ نئی دریافت ہوئی سائنس کی D.N.A اب کسی کا خندان دریافت کرنا ہو تو پُرانے ہڈیوں کے ڈھانچے سے بھی کچھ لے کر اُسے ڈی۔این۔اے نکالا تو پتہ چلے گا کہ یہ کس خاندان کا ہے کہاں سے آئے کس فیملی کا ہے۔ آج سائنس اس بات پہ پہنچی ہے کہ ہر انسان کے ڈی۔این۔اے جو ہیں وہ قرآنی آیات کے مطابق ہیں۔ عمل تخلیق کو عملِ حیات کو موت کو اور مابعد الموت کو جس طرح قرآن نے بیان کیا ہے وہ ہر انسان کے ڈی۔این۔اے پہ نقش ہے ایک وجود کے اندر کتنے تہہ در تہہ راز پنہاں ہیں اور کتنے جہان آباد ہیں۔ اسی طرح حیات کو ہم بظاہر لیتے ہیں لیکن اس کے ایک ایک لمحے میں ایک جہان الگ سے آباد ہے اور اُس کا رشتہ اپنے آغاز سے بھی جڑا ہوا ہے اور اپنے انجام سے بھی۔ ایک تسلسل ہے حیات میں، تخلیق انسانی سے لیکر ابدالاباد تک زندگی جڑی ہوئی ہے اور اُس میں ایک تسلسل ہے۔

ارواح تخلیق کی گئیں عالم خلق میں تھیں تو اُن پر سوال کیا گیا۔ الست بربکم کیا میں تمہارا پروردگار خالق مالک رازق نہیں ہوں۔ قالوا بلیٰ سب نے کہا بے شک تو فرمایا اب یہ بات یاد رکھنا۔ فردِ قیامت یہ نہ کہنا کہ جب ہم دنیا میں آئے تو ہمیں ہمارے آباؤ اجداد نے گمراہ کر دیا۔

اس کا مطلب ہے کہ اللہ کریم نے فضول سوال نہیں کیا، تخلیق ارواح سے لیکر قیام قیامت تک ایک تسلسل ہے حیات کا اور اُس کے ساتھ اُس کا رابطہ موجود ہے۔ اب اس میں اگر قدرت باری اگر اُس پہ حاوی رہتی ہے تو جس طرح انسان اپنی پسند سے پیدا نہیں ہوتا، اپنی پسند سے اپنی شکل

> مسلمانی کیا ہے؟ اپنے امور کو اپنی پسند کو ماہر حیات ﷺ کے سپرد کر دینا۔ اگر ایسا نہ کیا جائے تو کوئی انسان زندگی کی گھتیاں سلجھانے کی فرصت ہی نہیں رکھا، اہلیت تو دور کی بات ہے

نہیں بناتا، اپنی پسند سے اپنی کوئی قابلیت نہیں بناتا، اپنی پسند سے بیمار نہیں ہوتا، اپنی پسند سے مرتا نہیں ہے سارا نظام ایک حکم اور ایک بنے بنائے شیڈول کے تحت چلتا ہے اُسی طرح اگر اطاعت پہ لگا دیتا تو اطاعت ہی کرتے رہتے لیکن اتنے وسیع نظام میں ایک تھوڑی سی گنجائش رکھی۔ چونکہ انسان مخلوق ہی ایسی تھی جسے اللہ کریم نے یہ استعداد بخشی کی یہ اللہ کے جمال کو پا سکتا ہے اُس کے وصال کی طلب پاتا ہے اور اُس سے واصل ہوتا ہے۔

اب اُس نے ایک طرف ایک کائنات سجادی، کائنات اُس کی اپنی تخلیق ہے اور اُس کی تخلیق میں حُسن ہی حُسن ہے کہیں کوئی نقص نہیں۔ طب کا ایک اُصول ہے کہ دنیا میں کوئی چیز زہر نہیں ہے۔ طب کا فارمولا یہ ہے کہ ہر چیز کی غذا کی ایک حد ہے اُس حد سے گزر جائیں تو وہی چیز زہر بن جاتی ہے۔ اب گھی ہے آپ کسی کو زیادہ کھلا دیں تو مر جائے گا گھی زہر تو نہیں ہے! دودھ ہے غذا بھی ہے دوا بھی ہے لیکن کسی کو زیادہ پلا دیں تو اُس کے لئے وہی زہر بن جائے گا! کھانا ہے صبح شام کھاتا ہے کسی کو بے انداز کھلا دیں تو اُسی سے مر جائے گا یعنی جو چیز بھی اپنی مقدار سے بڑھتی ہے وہ زہر ہو جاتی ہے۔ تو جن چیزوں کو ہم زہر سمجھتے ہیں اطباء اُس سے علاج کرتے ہیں، سنکھیا سے سمبل فاس علاج کرتے ہیں، سانپ کے زہر سے علاج کرتے ہیں۔ یہ ساری چیزیں انسانی حیات کے لئے استعمال ہوتی ہیں تو اگر براہ راست سانپ انجیکٹ کرتا ہے تو اُس کی تعداد (Quantity) اتنی ہوتی ہے کہ زہر بن جاتی ہے مر جاتا ہے بندہ، سنکھیا کوئی پھانک لیتا ہے تو اُس کی تعداد اتنی ہوتی ہے وہ مر جاتا ہے۔ بہت ہلکی سی تو اگر اُس حد کے اندر رہے تو کچھ بھی زہر نہیں ہے اور اپنی حد سے جو بھی بڑھے وہی زہر ہے۔

یہی کلیہ انسانی پسند و ناپسند پہ لگتا ہے۔ زندگی کے یہ چند سال اُس نے انسان کو اختیار دے دیا۔ انا ھدینہُ السبیل اما شاکراً و اما کفوراًo

www.naqshbandiaowaisiah.com

دونوں راستے کھول دیے ہیں جو چاہتا ہے تو شکر گزار بن جا نہیں تو ناشکری کر ناشکری کرنا چاہتا ہے تو وہ بھی کر کے دیکھ لے۔ اب انسانی پسند ہے اگر تو وہ اپنی پسند کو کسی ماہر کے سپرد کر دیتا ہے جیسے ہم بیمار پڑتے ہیں تو معاملہ ڈاکٹر کے سپرد کر دیتے ہیں غذا بھی وہ بتاتا ہے دوا بھی وہ بتاتا ہے جو وہ کہتا ہے ہم کرتے ہیں اللہ کرتا ہے صحت ہو جاتی ہے۔ اسی طرح زندگی کرنے کی پسند و ناپسند کو اگر ماہر حیات کے سپرد کر دیتا ہے تو مزے کرتا ہے پھر۔ انسان کے بس میں یہ نہیں ہے کہ ایک بات کے اندر کتنے جہان ہیں اُن سب کو تلاش کرے پھر اُن سب میں سے اپنے لئے انتخاب کرے اور اُس پر اُس کے لئے تو ایک الگ حیات چاہیے! انسان کے پاس تو اتنی فرصت نہیں ہے اب ایک عمل کے اثرات کہاں کہاں تک جاتے ہیں' میں ایک خدانخواستہ جھوٹ بولتا ہوں' میرے اپنے وجود پر دل پر خون کی گردش میں' وجود کے سیلز میں اُس کا اثر جائے گا' ماحول میں اُس کا اثر جائے گا' میری موت اُس سے متاثر ہو گی قبر اُس سے متاثر' برزخ متاثر ہو گی' میدان حشر تک وہ ساتھ نہیں چھوڑے گا ایک اثر جائے گا۔ اتنی وسعتوں کو میں کیسے تلاش کروں؟ کیا کروں اب جو بیمار ہوتا ہے وہ سارا میڈیکل پڑھ تو نہیں سکتا وہ کہاں سے سارا میڈیکل پڑھے گا پھر اپنا علاج کرے گا وہ ڈاکٹر کے سپرد کر دیتا ہے۔ یہ حیات کی وسعتیں ہم کھنگال نہیں سکتے' ماہر حیات آقا نامدار حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے سپرد کر دیں گے۔ تو مسلمانی کیا ہے؟ اپنے امور کو اپنی پسند کو ماہر حیات ﷺ کے سپرد کر دینا۔ اگر ایسا نہ کیا جائے تو کوئی انسان زندگی کی گتھیاں سلجھانے کی فرصت ہی نہیں رکھتا' اہلیت تو دور کی بات ہے۔ اگر کسی کو اہلیت مل بھی جائے تو اُس کے پاس اتنا وقت ہی نہیں ہے کہ ہر بات کے تمام اثرات کا احاطہ کر لے وہ باتیں کرے گا' کام کرے گا یا اُن کے اثرات کا احاطہ کرے گا' کرے گا کیا؟ اب دوسرے کے حال سے تو ہم واقف نہیں ہیں۔ ایک وقت میں ایک چیز ایک

جو چیز جتنی قیمتی ہوتی ہے اُس کی اتنی زیادہ نقل بازار میں آتی ہے تو جب نقلی خدا بن سکے نقلی نبی بن سکے تو نقلی ولی بننا کونسا مشکل کام تھا۔

بندے پر حرام ہے اور اُس وقت وہ چیز دوسرے بندے پر حلال ہے اُس کی صورت حال مختلف ہے۔ جس طرح ایک غذا ایک بندے کو زندگی دیتی ہے لیکن وہی دوسرے کے لئے موت کا سبب بن جاتی ہے اسی طرح افعال و کردار میں بھی ہم ظاہر دیکھتے ہیں اُس کے پیچھے وجہ کیا ہے اُس تک ہماری نگاہ نہیں جاتی لیکن وہ خوب جانتا ہے۔ حالت اضطرار میں تو حرام بھی روا کر دیا تو وقت کے مطابق ہو سکتا ہے کوئی مضطر ہو۔

صوفیا کا ایک طبقہ ہوا ہے سلسلہ ہوا ہے جسے ملامتیہ کہتے تھے آجکل تو ہر چیز میں نقل آ گئی ہے نا۔ تو تصوف میں سب سے زیادہ نقل ہے۔ جو چیز جتنی قیمتی ہوتی ہے اُس کی اتنی زیادہ نقل بازار میں آتی ہے۔ تو جب نقلی خدا بن سکے نقلی نبی بن سکے تو نقلی ولی بننا کونسا مشکل کام تھا! سلسلہ ملامتیہ کے جو لوگ تھے وہ کام شریعت کے خلاف نہیں کرتے تھے اب تو جس کا جی چاہے شریعت کے خلاف کرتا ہے اور کہتا ہے میں ملامتی ہوں وہ شریعت کے خلاف نہیں کرتے تھے اُن کے لئے جائز ہوتا تھا لوگوں نے سمجھا۔ جیسے سفر میں ہیں اب روزے کی قضا جائز ہے تو وہ لوگوں کے سامنے کھا پی لیتے تھے لوگ انہیں ملامت کرتے تھے لیکن شرعاً اُس کے لئے تو جائز ہے روزہ قضا کرے مسافر ہے تو اس طرح کے وہ کام کرتے تھے جو اُن کے لئے شرعاً جائز ہوتا تھا لیکن لوگوں کو اُس کی سمجھ نہیں آتی تھی تو لوگ اُن پر لعن طعن کرتے تھے اس سے وہ سمجھتے تھے کہ ہمارا نفس دبا رہتا ہے اور ہم میں انانیت نہیں آتی۔ اپنا اپنا طرز فکر ہے' انداز ہے۔ لیکن میرے عرض کرنے کا مقصد یہ ہے کہ ہم زندگی کے حقائق کو جان نہیں سکتے۔ اپنے نہیں جان سکتے دوسرے کا کیا پتہ ہے کہ اُس کی کیفیت کیا ہے اور اُس کے لئے کیا درست ہے کیا غلط ہے۔ لیکن سب کے لئے سب سے آسان سب سے محفوظ راستہ ہے کہ اپنی پسند و ناپسند کو درمیان سے نکال لے جو اللہ کا حبیب ﷺ پسند فرمائے وہ ٹھیک ہے جو آپ ﷺ ناپسند فرمائیں وہ بھی ٹھیک ہے' جہاں

www.naqshbandiaowaisiah.com

سے روک دیں رُک جائے جہاں قیام کرنے کا حکم دیں قیام کرے۔ اس کے علاوہ نوع انسانی کے پاس کوئی چارہ ہی نہیں۔ ممکن ہی نہیں ہے کہ کوئی بندہ اپنے تمام فیصلے حق کے مطابق کر سکے اس لئے کہ ہر فیصلے کی اتنی وجوہات ہوتی ہیں اور اُس کے اندر اتنے اور جہان آباد ہوتے ہیں جن میں سے گزرنا اور اُس کے اسباب کو تلاش کرنا اور نتیجے تک پہنچنا یہ بہت مشکل ہے۔ ایک جملے کے اثرات کہاں تک جاتے ہیں! فرمایا حضور ﷺ نے ایک تسبیح اگر قبول ہوگئی تو نجات کے لئے کافی ہے۔ ایک دفعہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ جو لوگ بدر میں شہید تھے جنت اُن کا حق بنتا ہے اس کے بعد خواہ وہ کچھ بھی کریں سائل نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ بُرائی کریں چوری کریں یا کفر کریں فرمایا کچھ بھی کریں جنت اُن کا حق بنتا ہے۔ محدثین کرام اس پہ بحث کرتے ہیں کہ کافر کے لئے تو جنت حرام ہے تو حضور ﷺ نے فرمایا صحابہ بدر جو چاہیں کریں تو وہاں وہ لکھتے ہیں کہ بدر کی شمولیت نے اُن کی پسند کو نبی ﷺ کی پسند میں فنا کر دیا۔ اب وہ مرضیات باری کے خلاف کچھ پسند کرتے ہی نہیں۔ اس لئے حضور ﷺ نے فرمایا جو چاہیں کریں لیکن وہ چاہیں گے وہی جو اللہ چاہتا ہے جو اللہ کا رسول ﷺ چاہتا ہے۔ اس لئے آپ ﷺ نے وصیت فرمائی کہ میرے بعد اگر کوئی جھگڑا ہوتا ہے اور اصحاب بدر میں سے کوئی ایک بندہ زندہ ہے ساری امت ایک طرف ہے لیکن اُس کی رائے مختلف ہے تو اُس کی رائے پہ عمل کیا جائے۔ اسلام کی جمہوریت یہ ہے کہ حق پہ عمل کیا جائے خواہ اُس طرف بندے کم ہوں اکیلا بندہ ہو اور ظلم کے ساتھ ساری دنیا شامل ہو جائے اُسے قبول نہ کیا جائے۔ یہ مغرب کی جمہوریت ہے کہ بندے گن لو جس طرف زیادہ ہوں وہ کرو خواہ وہ کفر پہ متفق ہو جائیں کافر ہو جاؤ یہ

> اسلام کی جمہوریت یہ ہے کہ حق پہ عمل کیا جائے خواہ اُس طرف بندے کم ہوں اکیلا بندہ ہو اور ظلم کے ساتھ ساری دنیا شامل ہو جائے اُسے قبول نہ کیا جائے۔

جمہوریت نہیں ہے وہ باطل پہ متفق ہو جائیں تو تم باطل اختیار کر لو۔ اسلامی جمہوریت یہ ہے کہ حق کا ساتھ دو۔ اب ایک صاحب بدر یا صاحب بدر اصحابی کو اتنی اہمیت حضور ﷺ نے کیوں دی؟ وجہ وہی تھی کہ وہ وہ بات کرے گا جو مجھے پسند ہے میرے رب کو پسند ہے اُن کی پسند میری پسند میں فنا ہو چکی ہے۔ اب دوسری طرف ساری امت بھی ہے تو اُن سے غلطی ہو سکتی ہے۔

اس پس منظر میں اس حدیث کو بھی لیں کہ ایک تسبیح مقبول ہو گئی اس کا مطلب ہے باقی کی زندگی اللہ گناہ سے بچا لے گا' تبھی وہ جنت کا مستحق ہو گیا نا کہ بُرائی سے بچ جائے گا! بعض ادویات ایسی ہوتی ہیں کہ آپ ایک گولی کھا لیتے ہیں ایک ٹیکہ لگوا لیتے ہیں پھر زندگی بھر وہ تکلیف نہیں ہوتی۔ اللہ کی تسبیح نبی ﷺ پر درود یہ بھی ایسی گولی ہے کہ ایک گولی بھی کھا لی جائے تو زندگی بھر شفا نصیب ہو جاتی ہے لیکن اگر وہی گولیاں گھول گھول کر بندہ نہاتا رہے تو کیا ہوگا! وہ تو فائدہ تو تب کرتی ہے جب اندر اُتر جاتی ہے لیکن ایسی ہزاروں گولیاں ٹب میں گھول کر آپ نہاتے رہیں اُس سے کیا ہوگا! تو عبادات کو بھی اگر ہم اُس طرح لیں کہ جس طرح گولیاں حل کر لیں ٹیکے توڑ کر ٹب میں ڈال لیے اور اُس پانی سے نہاتے رہے تو فائدہ نہیں ہوگا ایک ایک سجدہ اور اُسکی ایک ایک تسبیح ایک ایک حرکت ایک ایک لفظ اپنے ساتھ اپنا حال لیکر دل میں اُتر جائے۔

اب دل میں کیسے اُترے دل خود خواب سے بیدار ہو دل خود ہوش میں ہو دل خود زندہ ہو تو دل میں اُترے اور دل ہی بے ہوش ہو بے خبر ہو تو دل میں اُترنا کیسا۔ اسی دل کو جگانے کے لئے یہ محنت کی جاتی ہے۔

الا بذکر اللہ تطمئن القلوب کہ دلوں کا اطمینان ذکر الٰہی میں ہے یہاں بھی نصف صدی میں میں نے بہت کچھ دیکھا ہے عجیب بات ہے کہ بعض لوگ امرت سے مر جاتے ہیں۔ موت کی جو لائف سیونگ ڈرگ ہے زندگی بچانے والی دوا لوگ اس سے بھی مر جاتے ہیں یہی حال ذکر کا بھی ہے ذکر اس لئے

www.naqshbandiaowaisiah.com

کیا جاتا ہے کہ بندے کو اپنی حیثیت کا پتہ چل جائے اور عظمت الٰہی سامنے آجائے وہ سمجھے کہ میں کچھ نہیں۔ کائنات کا ایک ایک ذرہ اپنے اندر اتنے راز رکھتا ہے جو میری سمجھ میں نہیں آتے۔ میں کائنات کو کیسے سمجھوں' کائنات کے خالق کو کیسے سمجھوں' میری سمجھ سے بات باہر ہے' میرے لئے یہی کافی ہے کہ

سر تسلیم خم ہے جو مزاج یار میں آئے

لیکن میں نے دیکھا ہے کہ یہاں بھی امراض پیدا ہو جاتی ہیں کسی کو دو دن ذکر کرانے کے لئے کہہ دو تو وہ الگ سے اپنا ایک مقام بنا کر بیٹھ جاتا ہے' کسی کو چند دوستوں پہ امیر بنا دو پھر وہ سمجھتا ہے یہ میرا خاندانی حق ہے اور میری تو یہ نسل میں جانا چاہئے' ایسے لوگوں کو ذکر سے فائدہ نہیں ہوتا اس لئے کہ اگر ذکر سے فائدہ ہوتا تو وہ سمجھ جاتا ذکر کا معنی تو یہ ہے کہ حضرت خالد ابن ولید رضی اللہ تعالٰی عنہ جب سے مسلمان ہوئے نبی کریم ﷺ نے انہیں سیف اللہ کا خطاب عطا فرمایا۔ ایک سو اٹھائیس جنگوں میں قبول اسلام کے بعد حصہ لیا اور کسی میں شکست نہیں کھائی۔ ہاں ایک سو اٹھائیس زخم تھے اُن کے بدن پر ایک سو اٹھائیس زخموں کے نشان تھے۔ بے شمار جنگوں میں حصہ لیا مجھے جنگوں کی تعداد یاد نہیں۔ لیکن کہیں شکست نہیں ہوئی۔ وصال نبوی ﷺ کے بعد سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ نے سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالٰی عنہ کو مشورہ دیا کہ آپ رضی اللہ تعالٰی عنہ خالد رضی اللہ تعالٰی عنہ کو کمان سے ہٹا دیں انہوں نے فرمایا نبی کریم ﷺ نے مقرر کیا ہے میں نہیں ہٹاتا۔ لیکن جب سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالٰی عنہ سربراہ خلافت ہوئے تو اُنکا پہلا حکم یہ تھا کہ خالد رضی اللہ تعالٰی عنہ کو اُن کی کمان سے ہٹایا۔ اُن کی رائے یہ تھی کہ لوگوں میں یہ بات پیدا ہوگئی ہے کہ جہاں خالد ہوتا ہے وہیں فتح ہوتی ہے۔

ذکر اس لئے کیا جاتا ھے کہ بندے کو اپنی حیثیت کا پتہ چل جائے اور عظمت الٰھی سامنے آجائے وہ سمجھے کہ میں کچھ نہیں۔

خالد رضی اللہ تعالٰی عنہ ہے اور لوگ جو ہیں وہ اس میں بھٹک رہے ہیں' خالد کو ہٹا دو فتح تو ہوتی رہے گی' فتح تو اللہ نے دینی ہے۔ اب میدان کارزار میں دوسرا آدمی پہنچا حضرت خالد رضی اللہ تعالٰی عنہ فوج کو لڑا رہے تھے کمانڈر تھے جرنیل تھے آدمی عین اُس وقت پہنچا جب جنگ زوروں پہ تھی اور حکم تھا فاروق اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ' کا۔ حکم سنایا اور فرمایا کمان مجھے دیں انہوں نے کہا ٹھیک ہے کمان لے لو۔ مجھے جہاد سے تو نہیں روکا' بحیثیت سپاہی تو میں لڑ سکتا ہوں فرمایا نہیں اس سے نہیں روکا تو انہوں نے کہا ٹھیک ہے یہ لو کمان اور یہ لو جرنیلی میں سپاہی کے طور پر لڑوں گا اور اُس جہاد میں شامل رہے۔ بعد کے جہادوں میں بحیثیت عام سپاہی اور عام غازی کے لڑتے رہے۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ صحبت پیامبر ﷺ نے انہیں وہ چشم بینا تھی کہ حالات کے اندر جو جہان آباد ہے اُس میں جھانک لیتی تھی فاروق اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ' نے اپنی صوابدید پہ فیصلہ کیا کہ نادان لوگ فتح کو خالد سے منسوب کر رہے ہیں خالد رضی اللہ تعالٰی عنہ بھی تو ایک بندہ ہے' فتح تو اللہ دے رہا ہے' جس کا وعدہ ہے۔ وانتم الاعلون ان کنتم مومنین۔ تمہارا ایمان صحیح رہا اور کامل رہا تو تم فاتح رہو گے۔ فتح تو وہ دے رہا ہے۔ حضرت خالد رضی اللہ تعالٰی عنہ' کا بھی قلب بیدار تھا اُس نے کہا اُن کے لئے جرنیل ہونا یا سپاہی ہونا کوئی حیثیت نہیں رکھتا تھا اُن کے لئے تو تعمیل ارشاد کی اہمیت تھی۔

تو ذکر کا خاصہ تو یہ ہونا چاہئے کہ ہماری توجہ تعمیل ارشاد پر ہو اپنی بڑائی پر نہ ہو۔ تو زندگی میں ہماری ضرورتیں بھی موجود ہیں ابلیس بھی ہے ہمارے اندر ہمارا نفس موجود ہے یہ عجیب عجیب شرارتیں کرتے ہیں اور کرتے رہیں گے تا دم واپسیں' حتیٰ کہ جب تک آنکھ بند نہیں ہو جاتی' تب تک یہ کرتے رہیں گے' ایک مقابلے کا نام زندگی ہے جس طرح ظاہری زندگی میں صحت اور بیماری بھوک اور فراخت ایک مقابلہ ہے جدوجہد ہے ایک لڑائی ہے ایک جنگ ہے جو ہم ہر وقت کر رہے ہیں اپنی ضرورتیں پوری کرنے کے لئے اسی طرح ایمانیات عبادات بھی ایک

www.naqshbandiaowaisiah.com

جنگ ہے جس میں شیطان بھی مخالف لڑ رہا ہے اور اپنا نفس فرار چاہتا ہے لیکن ایک تعلق ہے ایک رشتہ ہے اللہ سے اللہ کے نبی ﷺ سے جس کے آسرے جس کے سہارے پہ ہم انہیں روندتے کچلتے آگے بڑھتے جا رہے ہیں اگر یہ تعلق کمزور پڑ جائے گا تو انسان خود کچھ بھی نہیں کر پائے گا اور پھر اُس کا شکار ہو جائے گا تو ذکر الٰہی اگرچہ زندگی بچانے کی دوا ہے لیکن میں سمجھتا ہوں بڑا بدنصیب ہے وہ جو زندگی بچانے کی دوا سے مر جاتا ہے اس سے بڑی بدنصیبی کیا ہوگی! اس میں بھی اگر انانیت آگئی تو یہ تو انانیت کو ختم کر کے عظمت الٰہی کو سمجھنے کی بات تھی۔

تو میرے بھائی یہ زندگی اپنے اندر کئی جہان رکھتی ہے۔ موت کی اپنی حقیقتیں ہیں، برزخ کے اپنے جہان ہیں، آخرت کی اپنی زندگی ہے لیکن سب سے آسان نسخہ یہ ہے کہ دامان رسالت پناہی علی صاحبہ الصلوٰۃ والسلام سے وابستہ ہو جاؤ، جو وہاں وابستہ کر دے وہی عالم بھی ہے، وہی پیر بھی ہے، وہی استاد بھی ہے اور جو اللہ اور اللہ کے رسول ﷺ کے درمیان آ جائے اور اپنی اہمیت پہ اصرار کرے وہ سمجھ لو کہ شیطان ہے انسانی زندگیاں تباہ کرنا چاہتا ہے۔ اللہ کریم ہماری خطاؤں سے درگزر فرمائے ہمیں اس بات کا شعور و احساس عطا کرے کہ ہم اُس کی عظمت اُس کے نبی ﷺ کی عظمت سے آشنا ہو سکیں اور اُن کے دامان رحمت سے ہمیں وابستہ کر دے زندگی میں موت میں مابعد الموت۔ وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

ماہ رمضان کی الوداعی تقریب میں

ماہِ رمضان گیا راحت جاں گیا
رب کا بھیجا ہوا ہم سے مہماں گیا

لے کے آیا تھا وہ رحمت و مغفرت
ہر حزیں قلب کو کر کے شاداں گیا

نارِ دوزخ سے دے کے بریت ہمیں
بخشوانے کا کر کے وہ پیماں گیا

کر دیا آ کے شیطان زنداں میں بند
دل کے امراض کا کر کے درماں گیا

ساتھ دینے کا وعدہ کیا حشر تک
رُوسیاہوں پہ کر کے یہ احساں گیا

لے کے آیا تھا تحفہ شبِ قدر کا
ہر تہی دست کا بھر کے داماں گیا

کیسا وقتِ سحر تھا سُہانا سماں
لُطفِ افطار کا تھا جو ساماں گیا

کر کے خاکی بشر کو خدا آشنا
وصلِ بندہ و آقا پہ نازاں گیا

رب کے در پہ جھکا کے جبینِ بشر
کر کے اس کو عطا ذوق عرفاں گیا

یُوں برستا رہا اس میں ابرِ کرم
کہ بہاتا ہوا کوہِ عصیاں گیا

اک تقدس بھری تھی فضا چار سو
جابجا، کو بہ کو، جس کا فیضاں گیا

جاتے جاتے بھی ہم کو وہ بھولا نہیں
عید کی بانٹ کر ہم میں خوشیاں گیا

تُو اویسیؔ نہ اس قدر دل گیر ہو
سال بھر کے لئے ہی تو مہماں گیا

☆...... انجینئر عبدالرزاق اویسی، نوبہ

www.naqshbandiaowaisiah.com

قلب وانابت

''خواہ کتنا گناہگار ہو لیکن جب اس کے دل کی گہرائی میں یہ خیال پیدا ہو جائے کہ میں اللہ کی طرف راستہ تلاش کروں تو وہ گمراہ نہیں رہتا یھدی الیہ من ینیب جس کے دل میں یہ تڑپ سنجیدگی سے، خلوص سے پیدا ہو جائے کہ مجھے اللہ کی راہ مل جائے، راہ ہدایت مل جائے، اللہ اسے راہ ہدایت پر لگا دیتے ہیں اس کے اسباب بنا دیتے ہیں۔ ایسے علوم ایسے لوگوں تک پہنچا دیتے ہیں، انہیں ایسی مجالس میں، ایسی محافل میں پہنچا دیتے ہیں جہاں اس کا کام بن جاتا ہے۔''

ماخوذ از ''کنز الطالبین''

تاجران: کاٹن یارن اینڈ پی سی یارن

تعاون

شیخ ناصر، شیخ عبدالستار گلی نمبر 1 بالمقابل رحمان مارکیٹ

منٹگمری بازار، فیصل آباد فون 041-617057-611857

www.naqshbandiaowaisiah.com

سوال و جواب

03 اگست 2004ء کو سالانہ اجتماع کے دنوں میں حاضرین کی طرف سے پوچھے گئے سوالات کے شیخ المکرم امیر محمد اکرم اعوان مدظلہ العالیٰ نے جوابات ارشاد فرمائے۔ قارئین المرشد کے استفادہ کے لئے یہ سوال و جواب من وعن پیش خدمت ھیں۔

☆ امیر محمد اکرم اعوان ☆
دارالعرفان منارہ، ضلع چکوال 3-08-04

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سوال:- رقت قلبی کیسے پیدا کی جاسکتی ہے اور اس کی اہمیت کیا ہے؟

جواب:- رقت قلبی ایک کیفیت ہے اور یہ لائی نہیں جاسکتی چونکہ کیفیات جو ہوتی ہیں یہ از قسم ثمرات ہوتی ہیں' پھل ہوتا ہے اور یہ من جانب اللہ ہوتی ہیں تو وہ لائی نہیں جاسکتیں۔ من جانب اللہ جب عطا ہوتی ہے تو ہو جاتی ہے۔ تو ایک کیفیت ہے اور کسی بھی کیفیت یا کسی بھی مراقبے یا کسی بھی مقام کے لئے محنت کرنا جو ہے وہ بجائے خود غلط ہے جتنا مجاہدہ یا جتنا ذکر اذکار یا جتنا خلوص ہوگا وہ اللہ کی رضا کی طلب کے لئے اور اُس کی خوشنودی کے لئے ہوگا۔ کیفیات اور مقامات جو ہیں یہ بھی اللہ نہیں ہیں غیر اللہ ہیں۔ تو غیر اللہ کے لئے مجاہدہ کرنا ویسے ہی درست نہیں ہے۔ جو شخص اس لئے مجاہدہ کرتا ہے کہ میرے مراقبات تیز ہو جائیں یا میری کیفیت ایسی ہو جائے تو وہ بجائے خود ناجائز ہے تو جتنی یہ کیفیات ہوتی ہیں یا جتنے مراقبات ومقامات ہوتے ہیں یہ اللہ کی طرف سے ہوتے ہیں اور وہ عطا کر دیتا ہے۔ تو کیفیات جو ہوتی ہیں یہ کوئی مستقل نہیں ہوتیں۔ مقامات تو چلو کسی کو حاصل ہو گئے تو اُن میں ایک درجہ تو استقامت ہوتا ہے کہ اگر وہ ضائع نہ کرے تو رہیں لیکن کیفیات جو ہوتی ہیں یہ وقتی لمحاتی ہوتی ہیں ایک وقت ایک آدمی پہ رقت طاری ہوتی ہے دوسرے وقت وہ باہر نکلتے ہی کسی بات پہ ہنس رہا ہے تو ان کا آنا جانا لگا رہتا ہے تو عبادات میں اس کی اہمیت نبی کریم ﷺ نے یہ فرمائی ہے حدیث میں موجود ہے کہ اگر عبادات میں تجھے رونا نہ آئے تو رونے جیسی شکل بنا لیا کرو۔ یعنی رقت طاری نہ ہو تو جب ذکر کرتے ہو یا جب ایک' چونکہ ظاہری جو ہوتی ہے بدن کی حالت وہ ایک حد تک آدمی کے قلب کو بھی متاثر کرتی ہے تو اُس طرح کی کوشش کر لیا کرو تو وہ مسنون ہے لیکن وہ اس لئے نہیں کہ مجھے رقت حاصل ہو جائے اس لئے کہ جو میں کر رہا ہوں اُس میں زیادہ خلوص آ جائے۔

سوال:- گناہ سے نفرت اور نیکی کی محبت کیسے ہوتی ہے؟

جواب:- یہ ایک کیفیت ہے جو صحابہ کرام کو تو برکات نبوی علیٰ صاحبہ الصلوٰۃ والسلام اور صحبت عالی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نسبت نصیب ہوگئی کہ گناہ سے نفرت ہوگئی اور نیکی محبوب ہوگئی اس لئے انبیاء علیھم السلام کو معصوم کہا جاتا ہے اور صحابہ کرام کو محفوظ اور اہل سنت والجماعت کا عقیدہ ہے کہ الصحابۃ کلھم عدول۔ سارے صحابہ عادل ہیں اس لئے کہ اللہ نے انہیں گناہ سے بچا لیا اور نیکی کی محبت پیدا کر دی تو یہ بھی ایک کیفیت ہے کہ قلب پہ ایک ایسا حال وارد ہو جائے کہ گناہ ناپسندیدہ ہو جائے یا گناہ سے نفرت ہو جائے اور نیکی کی جیسے کھانے کی بھوک لگتی ہے نیکی کو دل چاہے ارادہ چاہے تو یہ رحمت ہے اللہ کی اور برکات نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا حصہ ہے۔ اسی طرح اہل اللہ کو بھی حفاظت الہیہ

www.naqshbandiaowaisiah.com

حاصل ہوتی ہے۔ جب گناہ کا موقع آتا ہے تو ہیبت الٰہی طاری ہو جاتی ہے یا اُس سے نفرت پیدا ہو جاتی ہے اور نیکی کا موقع آتا ہے تو اُس کے لئے طبیعت میں ایک ہیجان پیدا ہوتا ہے کہ یہ کرنا چاہئے اُس کا ذوق پیدا ہو جاتا ہے یہ بھی از قسم کیفیات ہے اور اس کے حصول کا سبب بندے کا خلوص ہوتا ہے کہ اُس کے خلوص میں کتنی گہرائی ہے کس کھرے دل سے وہ اللہ اللہ کر رہا ہے یا اللہ کو راضی کرنے کی کتنی دل کی کسی گہرائی تک۔ تو اُس میں یہ نعمت نصیب ہو جاتی ہے۔ اور یہ بہت بڑا انعام ہے اللہ کریم کا اور برکات نبوی علی صاحبہ الصلوۃ والسلام کا اثر ہے۔

سوال: یہ انہوں نے سوال بھیجا ہے خواتین نے کہ غیر ذاکر متقی اور ذاکر متقی میں کیا فرق ہے؟

جواب: یہ متقی تو انہوں نے زائد لگا دیا' ذاکر اور غیر ذاکر ہی کافی تھا۔ تو غیر ذاکر متقی بھی ہو تو اُس کا سارا تقویٰ دلائل عقلی کا محتاج ہوتا ہے اور آدمی مکلف بھی اس کا ہے کہ عقلی طور پر شعوری طور پر اللہ کی اطاعت کرے اور نافرمانی نہ کرے۔ شعوری محبت جو ہے وہ اللہ سے ہو اور غیر اللہ سے نہ ہو عقلی طور پر جو ہے۔ مکلف بھی آدمی اسی کا ہے اور بہت اچھی بات ہے لیکن ہر عبادت کے ساتھ شرط لگا دی گئی ہے کہ اُس میں خلوص بھی ہو خشوع بھی ہو خضوع بھی ہو۔ اب خلوص بھی عقل کا فعل نہیں ہے خشوع و خضوع بھی عقل کا فعل نہیں ہے نہ عقل اس کی مکلف ہے چونکہ عقل بنیادی طور پر بدن کے اہتمام کے لئے ہے مادی وجود کے اہتمام کے لئے اُس کی ضرورتوں کے ادراک کے لئے اُن کی تکمیل کی کوشش کے لئے اُسے گرمی سردی صحت بیماری بھوک پیاس اس سب کی تکمیل کے لئے ہے مادی زندگی کی تکمیل کے لئے عقل ضروری ہے۔ خلوص اور خشوع و خضوع فعل ہی قلب کا ہے اور قلب خود جب تک بیدار نہ ہو تو تب تک اُس میں یہ چیزیں کیسے آتی ہیں اس لئے اگر عقل اور شعوری طور پر بھی آدمی یہ طے کر لے کہ مجھے گناہ نہیں کرنا اللہ ہی کی اطاعت کرنا ہے اور اُس کے ساتھ اُس کا خلوص قلبی بھی شامل ہو جائے تو وہ نور علیٰ نور ہو جاتا ہے ویسے تقویٰ اگر بغیر ذکر کے بھی ہے تو بہت اچھی بات ہے نیکی ہی چاہئے۔ مطلوب و مقصود تو ہے لیکن ہر مومن مکلف ہے کہ اُس نیکی کو خلوص سے کرے یہ بھی ضروری ہے اور خشوع و خضوع ضروری ہے قرآن کریم نے جب جگہ اس کا مطالبہ کیا ہے کہ ہر فعل ہر عبادت میں خشوع ہو' خاشعین' کی بات کی ہے تو یہ فعل چونکہ قلب کا ہے اور قلب میں جب تک برکات نبوی ﷺ نہ آئیں نہ اُسے حیات نصیب ہوتی ہے نہ اُسے بیداری نصیب ہوتی ہے نہ اُسے یہ نعمت نصیب ہوتی ہے۔

سوال: یہ دوسرا سوال ہے اُن کا شجرہ مبارک پڑھنا کس حد تک ضروری ہے؟ اس کی فضیلت کیا ہے؟

جواب: شجرہ مبارک جو ہے ہر سلسلے کا وہ بالکل اسی طرح ہے جس طرح ہر حدیث کی روایت ہے۔ اب مقصد تو حدیث پاک سے ہے کہ نبی کریم ﷺ نے کیا فرمایا غرض تو اسی سے ہے لیکن اُس کی سند ضروری اس لئے ہے کہ سند پر اُس کی صحت کا دارومدار ہے یعنی جس نے ہمیں بتائی ہے جس نے امام بخاری کو امام مسلم کو بتائی اور انہوں نے نقل کی اُس نے کس سے سنی' اُسے کس نے بتائی تا آنکہ وہ بات ذات عالی نبی کریم ﷺ تک پہنچے کہ فلاں نے نبی کریم ﷺ سے سنی۔ اُس نے اُس کو بتائی اُس نے اُس کو بتائی اور اُس نے اُس کو بتائی تو یہ سند جو ہے حدیث کی اُس کی صحت کے لئے ضروری ہے اور اس سند پہ جرح و تعدیل ہوتی ہے۔ لوگوں نے بعد میں از خود اپنے پاس سے گھڑ کے آگے چلا دیں اور وہ آدمی سچے نہیں تھے حالانکہ اُس زمانے میں موجود تھے تو اس کی ایک حدیث کو پرکھنے کے لئے مسلمانوں نے سترہ علوم ایجاد کئے اُن سترہ میں ایک ایسا ہے جو بہت ہی عجیب و غریب ہے۔ اسماء الرجال۔ تو الف سے لیکر یا تک جتنے راویان حدیث ہیں اُن کے الفابیٹیکل نام لکھ کر وہ کس کا بیٹا تھا کس قبیلے کا تھا کس کردار کا تھا اُس کی صحت مزاج کیسا تھا نیک تھا مگر بھول جانے والا تھا یا جھوٹ بولنے والا تھا یا کیسا تھا تو اس پر راوی حدیث کی انہوں نے پوری تفصیل بیان [illegible]

اعتبار سے بعض احادیث ساقط ہو جاتی ہیں کہ آگے اس کا راوی جو ہے صحیح نہیں ہے اور حضور اکرم ﷺ تک نہیں پہنچتی۔ بعض کو وہ کہتے ہیں کہ اس میں راوی ایسا تھا جس کے بھول جانے کا یا اُس کے بات بدل جانے کا خطرہ ہے یا جس میں اتنا شعور نہیں تھا کہ اُس نے جو بات سنی بعینہٖ سمجھی بھی۔ کہنے والے نے کچھ اور کہا اُس نے کچھ اور سمجھا لیکن بہر حال وہ انہوں نے مدارج بنادے احادیث کے بعض ساقط کر دیں کہ یہ غلط ہیں بعض کے لئے فرمایا کہ یہ ضعیف ہے اس کے راوی ضعیف ہیں اُن میں کمزور ہے ضعف ہے کہیں پھر اُس سے اوپر ایک درجہ ویا حسن اس کے راوی اُس سے بہتر ہیں اور یہ حدیث حسن ہے تو وہ اُن باقی دو درجوں سے قابل عمل ہے بہتر ہے پھر اُس کے اوپر ہے صحیح اور یہ درست ہے اس کے سارے راوی ہیں اُن میں کسی میں کوئی شک شبہ نہیں ہے اور یہ صحیح حدیث ہے۔

اس طرح جس طرح حضور علیہ الصلوۃ والسلام کے ارشادات عالی اپنا ایک مقام رکھتے ہیں اور ساری حدیث بھی وحی الٰہی ہے اسے وحی غیر متلو کہتے ہیں وہ وحی جس کی تلاوت نہیں کی جاتی یعنی جو قرآن کا حصہ نہیں ہے۔ قرآن وحی متلو ہے وہ وحی جس کی تلاوت کی جائے اور حدیث بھی۔ مَا ینطق عن الھویٰ ان ھو الا وحی یوحیٰ۔ دین کا کوئی حکم ایسا نہیں جو حضور ﷺ نے اپنی مرضی سے ارشاد فرمایا ہو وہ بھی وحی الٰہی سے ہے جو آپ ﷺ نے فرمایا۔ جو وحی آئی اور وہ قرآن کا حصہ نہیں بنی۔ حضور علیہ الصلوۃ والسلام کی زبان مبارک سے آپ ﷺ نے ارشاد فرمادیا اُس میں الفاظ حضور ﷺ کے ہیں بات اللہ کی ہے وہ حدیث ہے۔ جس میں بات بھی اللہ کی ہے الفاظ بھی اللہ جل شانہٗ کے ہیں وہ قرآن ہے تو یہ فرق بھی نبی کریم ﷺ نے بتایا کہ یہ قرآن ہے اور اُسی قرآن کی تفسیر ہے سب سے پہلی تفسیر جو قرآن کی ہے وہ نبی کریم ﷺ کی حدیث ہے آپ ﷺ کا عمل ہے پھر صحابہ کرام کا عمل ہے۔ تعامل صحابہ جو ہے وہ قرآن کی شرح ہے اس لئے کہ اُن لوگوں نے حضور ﷺ کے سامنے عمل کیا اور آپ ﷺ نے اُس کی تصدیق فرمائی۔

اس طرح شجرہ مبارک جو ہے یہ بھی برکات نبوی علیٰ صاحبہ الصلوۃ والسلام کا حصہ ہے برکات کے دو شعبے ہیں جس طرح علوم ظاہری میں قرآن سے لیکر حدیث اور فقہ تک سارا دین برکات نبوی ﷺ کا حصہ ہے، شعبہ ہے علوم ظاہر کے اعتبار سے اور کیفیات قلبی اور برکات کے اعتبار سے سلاسل تصوف جو ہیں یہ بھی فیضان نبوی ﷺ کا دوسرا شعبہ ہے۔ اب اس کے لئے بھی کوئی از خود گھر سے بنا کے بیٹھ جائے اور جیسے بے شمار بنے ہیں باوجود اس کے کہ سلاسل اور اُن کے شجرے ہیں اس کے باوجود لوگوں نے نقل بنالی اور شجرے میں کوئی ایک نام ٹھونک دیا انہیں الف ب کا پتہ نہیں ابجد کا پتہ نہیں لیکن شجرہ بھی بنایا ہوا ہے اور وہ سلسلہ بھی چلا رہے ہیں اور بعض اوقات لوگوں کو دین دار بنانے کی بجائے بے دین بنایا جا رہا ہے اسی نام پر اور رسومات پھیلائی جا رہی ہیں۔ تو وہ سب تو اپنی جگہ لیکن شجرہ مبارک سے یہ سمجھ آجاتی ہے کہ کس شخص نے کس سے برکات حاصل کیں اُس نے کس سے کیں پھر اُن سب کی سوانح سب کے حالات ملتے ہیں تو اندازہ ہو جاتا ہے کہ یہ کیسے لوگ تھے اور دوسری بات یہ ہے کہ جو بندہ برکات حاصل کرتا ہے اُسے اُن اسماء گرامی کا یا اُن حضرات کا تو پتہ ہونا چاہئے جو اُس تک برکات پہنچانے کا ذریعہ بنے۔ اور اُن کا ایک خاص ادب اور ایک خاص احترام اُس کے لئے لازم ہے اُن کا ایک خاص مقام ہے کہ اُس تک برکات نبوی ﷺ کے پہنچانے کا سبب بنے۔ یہ شجرہ مبارک کے بارے میں ایک دفعہ سوال آیا تھا اُس پر میں نے بڑی وضاحت سے تقریباً جمعہ کا پورا خطاب اُس پر تھا۔ وہ پچھلے سال میں تھا آپ تلاش کر لیں تو اُس میں اس کی زیادہ تفصیل ہے۔

سوال :۔ برصغیر کے سلاسل تصوف کے بارے معلومات مل جاتی ہیں لیکن باقی دنیا میں کون کون سے سلسلے رائج ہوئے اُن کے بارے معلومات کہاں مل سکتی ہیں؟

جواب :۔ جن لوگوں نے سلاسل کے بارے لکھا ہے شاہ ولی اللہ رحمتہ اللہ نے لکھا ہے ''الانتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ'' تو برصغیر میں تو

www.naqshbandiaowaisiah.com

عموماً چار سلسلوں ہی کی بات چل رہی ہے لیکن اس میں انہوں نے چودہ سلاسل کا ذکر کیا ہے اور اس کے علاوہ وہ فرماتے ہیں کہ میں نے احاطہ نہیں کرایا اور بے شمار سلسلے ہیں جن کا مجھے پتہ نہیں چل سکا تو برصغیر سے زیادہ معروف سلسلے دوسرے ممالک میں ہوئے ہیں اور اُن کے بے شمار مریدین اور مستفید ہونے والے لوگ بھی ہوئے ہیں اور تو اگر کوئی جاننا چاہے تو اس موضوع پہ کتابیں ملتی ہیں اور اُن میں اُن حضرات کے حالات اور اُن کے مل جاتے ہیں۔

روس میں پوری کوشش کی انہوں نے سوشلسٹ نے کہ دین کا نام ہی ختم کر دیا جائے۔ مساجد تباہ کر دی گئیں داڑھیاں منڈوا دی گئیں۔ دین پڑھنا ممنوع قرار دے دیا گیا اذانیں بند ہو گئیں نماز پڑھنا جرم قرار پایا اور تقریباً پون صدی یہ کیفیت رہی لیکن اس کے بعد پون صدی کے بعد جب بھی یہ سحر سوشلزم کا ٹوٹا تو پھر نمازیں پڑھنے والے اور وہ لوگ برآمد ہو گئے۔ اس پر ایک بین الاقوامی سوال ہوا تھا کہ یہ لوگ کیسے بچ گئے تو روسیوں نے اس کا جواب دیا تھا کہ ان کے بچنے کا سبب کچھ عجیب ہے ان میں کچھ لوگ ہیں جو ذکر اذکار کرتے ہیں وہ اپنی کیفیات اور اپنی معلومات ضائع نہیں ہونے دیتے وہ بہرحال اُس پہ قائم رہتے ہیں۔ لوگ زیر زمین چلے گئے اور یہ سلاسل تصوف تھے جو یہاں رائج تھے جنہوں نے پون صدی کی ہماری کاوشوں کا بھی کوئی نتیجہ نکلنے نہیں دیا۔ اور دین ویسے کا ویسا باقی ہے اور پھر دین دار نکل آئے مسلم ریاستیں آزاد ہو گئیں اور انہیں کوئی دین سکھانا نہیں پڑا۔ یعنی پچھتر سال سوشلسٹوں کے ماتحت رہنے کے بعد جب وہ آزاد ہوئی تو ہر بندے کو دین کا پتہ تھا نماز روزہ بھی آتا تھا تو اس کا جواب انہوں نے بھی یہ دیا تھا کہ ان میں کوئی ایک فن ہے جسے یہ تصوف کہتے ہیں اور یہ کوئی دل میں اللہ اللہ کرتے ہیں اور یہ لوگ زیر زمین چلے گئے اور یہ اس کی بقا کا سبب ہیں اسے مٹایا نہیں جا سکتا۔

سوال :۔ اگر ایک آدمی دنیا میں رہ کر اللہ اللہ سیکھتا ہے مراقبات نصیب ہو گئے ایک کو برزخ میں کوئی اللہ کا ولی کرا دے تو کیا کوئی فرق ہے؟

جواب :۔ فرق ہے ایک شخص مزدوری کر کے پاتا ہے ایک کو انعام ملتا ہے تو دونوں کا جو اثر ہو گا اُس میں فرق تو ہو گا لیکن دیکھا یہ ہے کہ بعض لوگ دنیاوی زندگی میں تلاش کرتے رہے لوگ اچھے تھے اُن میں خلوص بھی تھا۔ بساط بھر انہوں نے سفر بھی کئے تلاش بھی کیا لیکن انہیں کوئی بندہ مل نہیں سکا تو مرنے کے بعد کہیں اللہ نے اہتمام فرما دیا کہ وہاں کوئی بندہ ایسا ہو گیا یا وہاں سے گزرا یا کچھ ایسا ہوا تو اُن کی وہ آرزو اللہ نے پوری کر دی یہ تجربہ تو میں نے کیا ہے دیکھا ہے حضرت رحمتہ اللہ علیہ کے ساتھ رہ کر۔ بعض کو چونکہ اولاد جو ہوتی ہے یہ بھی بندے کے وجود کا حصہ ہوتی ہے اور اولاد اگر گناہ کرے تو بھی والدین سے پرسش ہوتی ہے کہ تم اس کی تربیت کا حق ادا کیا تھا اسے نیکی اور گناہ کا فرق بتایا تھا یا تم نے ہی نہیں۔ بتایا تو پھر تم بھی اس میں شامل ہو اور نیکی کرے اولاد تو اُس کا ثواب اُس کے والدین کو خواہ مخواہ ملتا ہے اجر ملتا ہے۔ جس طرح حدیث شریف میں حفاظ کے والدین کی فضیلت آئی ہے اس طرح ہر عمل کے ساتھ ہوتا ہے تو بعض اوقات یہ ہوتا ہے کہ اولاد کو یہ نعمت نصیب ہوئی اور چونکہ والدین اُس کے متعلقین تھے تو اُسکی وساطت سے انہیں نصیب ہو گئیں تو اللہ کریم مختلف اسباب بنا دیتے ہیں اور بڑی بات یہ ہے کہ رب جلیل نے فرمایا۔ من زحزح من النار و ادخل الجنه فقد فاز۔ آپ درجات کی بات کو چھوڑیں جو دوزخ سے بچ گیا ہے وہ کامیاب ہو گیا۔ جہنم سے بچ جانا بڑی بات ہے اور دو ہی جگہیں ہیں یا جہنم یا جنت ہے۔ جہنم سے بچ گیا تو ظاہر ہے جنت میں جائے گا اور جنت میں ہر آدمی جس حال میں بھی ہو گا خوش ہو گا اُس سے اُس کی تسلی ہو رہی ہو گی اُسے اپنی کوئی کمی محسوس نہیں ہو گی۔ یہ جنت کی خصوصیات میں سے ہے۔

سوال :۔ یہ ایک سوال ان کا ہے کہ شجرہ مبارک شیخ المکرم کے نام کے ساتھ لفظ فقیر لکھا ہوا ہے۔ جبکہ اب حضرت جی امیر لکھتے ہیں تو ہمیں شجرے میں کیا پڑھنا چاہئے؟

جواب :۔ فقیر میری اپنی طرف سے تھا میں لکھا کرتا تھا حضرت رحمتہ اللہ علیہ بھی اکثر لکھتے

تھے میں بھی لکھا کرتا تھا آپ رحمتہ اللہ علیہ کی تقلید میں۔ امیر مجھے عطا ہوا تو اُس کے بعد سے جب سے یہ عطا ہوا اس کے بعد سے میں تو اپنے ساتھ امیر لکھتا ہوں یہ کوئی ضروری نہیں ہے جو پڑھے جس طرح پڑھے درست ہے۔

سوال :- عام لوگ علامہ اقبال کا یہ شعر پڑھتے ہیں۔

کوئی اندازہ کر سکتا ہے اس کے زور بازو کا
نگاہِ مردِ مومن سے بدل جاتی ہیں تقدیریں

ان کے خیال میں ایک آدمی کسی ولی کے پاس گیا وہ ایک نگاہ میں ولی بن گیا۔ وضاحت فرمایئے؟

جواب :- اب یہ تو علامہ اقبال سے ہی پوچھنا چاہئے لیکن کسی کی تقدیر بدلنے کا یہ مطلب نہیں ہے علامہ اقبال کے ویسے شعر کا مفہوم یہی ہے کہ مردِ مومن مل جائے تو تقدیر بدل جاتی ہے یعنی بندہ جو بُرائی کی طرف جا رہا تھا وہ بُرائی چھوڑ کر نیکی کرنے لگ جاتا ہے اس کا یہ مطلب نہیں کہ بغیر نماز روزے کے وہ کوئی امام مہدی بن جاتا ہے۔ شعر کا مفہوم بھی یہی ہے اور مصیبت یہ ہے کہ شعر کا ترجمہ ہر کوئی اپنی پسند سے کر لیتا ہے شعر کا مفہوم ہی یہ ہے کہ کوئی مردِ مومن مل جائے تو بندے کی قسمت بدل جاتی ہے اور اس کا راستہ قسمت تب ہی بدلتی ہے راستہ بدل جاتا ہے بُرائی چھوڑ کر نیکی شروع کر دیتا ہے اور تقدیر بدلنے سے کیا مراد ہے!۔

سوال :- قلب کے ذاکر ہونے سے کیا بدن کا ہر ذرہ ذاکر ہو جاتا ہے؟

جواب :- قلب کے ذاکر ہونے کا مطلب ہی یہ ہے کہ جی بدن کا ہر ذرہ ہر بن مو ذاکر ہو جائے۔ اب یہ ضروری نہیں کہ ہمیں اُن کا ذکر سنائی دے۔ یہ ضروری نہیں کہ وہ بات ہماری سمجھ میں بھی آئے لیکن برکات نبوی ﷺ کا یہ خاصہ ہے کہ کسی کو ایک لطیفہ بھی نصیب ہو جائے تو بدن کا ذرہ ذرہ اُس کا ذاکر ہو جاتا ہے۔ مشاہدات کا ہونا الگ بات ہے کیفیات کا سمجھنا یا جاننا یا وہ نصیب ہونا یہ الگ بات ہے اور یہ جتنی چیزیں مشاہدات و مکاشفات یا اس طرح کی ہیں یہ بندے کو مصیبت میں ڈال دیتی ہیں۔ جس طرح ابھی یہ برخوردار شعر پڑھ رہا تھا اب وہ شعر پیش تو کرتے ہیں لیکن وہ سمجھتے نہیں کہ شعر کا مفہوم کیا ہے۔ اسی طرح سے یہ ضروری نہیں کہ ہمیں ہر بن مو کا ذکر سنائی دے لیکن ہر ذرہ، خون کا ہر قطرہ، چمڑا گوشت ہڈیاں تک ذاکر ہو جاتی ہیں، جسے بھی ذکر قلبی نصیب ہو جاتا ہے اور ہو درست، برکات نبوی ﷺ واقعی اُس شخص تک آتی ہوں، شجرہ درست ہو سلسلہ درست ہو اور وہ شخص برکات کا امین ہو اور وہ ایک لطیفہ بھی کرا دے تو سارا بدن ذاکر ہو جاتا ہے۔ بدن ہی کیا جہاں دفن ہوتا ہے وہاں کی مٹی اور قبر ذاکر ہو جاتی ہے۔

سوال :- بعض بندے بیٹھے ہوتے ہیں تو اُن کا دل حرکت کر رہا ہوتا ہے؟

جواب :- یہ ایکسرسائز ہوتی ہے کوئی بھی کرے تو کرنے لگ جاتا ہے۔ یہ کسی بندے سے بھی نہیں کہ وہ دو دن بیٹھ کر اس طرح کوشش کرے تو کرنے لگ جاتا ہے۔ وہ آپ کسی اونچی پہاڑی پر چڑھیں تو اوپر چڑھیں تو دھک دھک کانوں میں بھی سنائی دے گی۔ دل کے دھڑکنے یا نہ دھڑکنے کی بات نہیں ہے یہ کیفیات کی بات ہے کہ دل میں کیفیت کیسے آتی ہے کیفیات کیا ہیں یاد الٰہی اس میں کتنی رچ بس گئی ہے تو دھڑکن تو تھوڑا سا سوئز بندے کو دوڑا دیں تو اُس کا دل دھڑکنے لگ جاتا ہے اُسے ایک پہاڑی پہ چڑھا دیں تو دل دھڑکنے لگ جاتا ہے۔ ذرا سی ایکسرسائز کر لیں تو دھڑکنے لگ جائے گا اور یہ بھی ایکسرسائز کی ایک قسم ہے کہ آپ کچھ دیر بیٹھ کر یہ کوشش کریں تو دو چار دن بعد دھڑکنا شروع ہو جائے گا اس طرح ہونا شروع ہو جائے گا۔

سوال :- کیا مُردے سنتے ہیں؟ تفصیل سے جواب مرحمت فرمایئے۔

جواب :- اپنے اپنے مُردے ہیں جہناں دے نہیں سندے نہ سنن جہاندے سندیں سندے رہن۔ اپنے اپنے جو ہوئے ساڈے تاں سندیں۔ ساڈے نال گلاں وی کردیں انہاندے نہیں سندے تے نہ سنن۔ او وہ اپنیاں دا علاج کران۔ (اپنے اپنے مُردے ہیں جن کے نہیں سنتے نہ سنیں جن کے سنتے ہیں سنتے رہیں۔ اپنے اپنے جو ہوئے۔ ہمارے تو سنتے ہیں، ہمارے ساتھ باتیں بھی کرتے ہیں اُن کے نہیں

سنتے نہیں۔ وہ ایوں کا علاج کرائیں۔)
سماع موتی کا یہ پرانا مسئلہ چل رہا ہے صحابہ کے عہد سے یہ آرہا ہے اور سماع موتی میں صحیح ترین قول یہی ہے کہ بلکہ حدیث شریف میں یہ بھی موجود ہے کہ آپ ﷺ دفن کر کے واپس ہوتے ہیں تو واپس جانے والوں کی جوتیوں کی آواز بھی مردہ سن رہا ہوتا ہے جو باتیں کرتے ہیں وہ سن رہا ہوتا ہے تو جو اس میں صحابہ کرام میں بھی اختلاف آیا تھا اس مسئلے میں اس کی بنیاد یہ تھی کہ کیا مرنے والے سے کچھ دعا کی درخواست کی جائے مدد کی اپیل کی جائے یا نہ کی جائے۔ تو یہ تو کسی طور پر بھی درست نہیں ہے کہ آپ اللہ کو چھوڑ کر بندے سے خواہ وہ زندہ ہے یا مردہ امید رکھیں۔ وساطت یا وسیلہ بنانا وہ مردہ ہو یا زندہ کوئی فرق نہیں پڑتا کہ فلاں کے طفیل میری بھی۔ جس طرح اب باہر بھی زمین ہے ہم وہاں دعا نہیں کرتے مسجد میں آکے کرتے ہیں تو ظاہر ہے کہ اس میں فرق تو ہوگا جو باہر دعا کی جائے عام زمین پہ وہ اور ہوگی مسجد کی برکات تو اس میں شامل ہوں گی۔ اس طرح ایک شخص دعا کرتا ہے بیت اللہ شریف میں جا کر کرتا ہے تو مقام کے بدلنے سے وہ اس طرح افراد کا بھی ہوتا ہے کہ آپ اپنے آپ دعا کرتے ہیں آپ کسی بزرگ کے حوالے سے یا بخاری شریف میں موجود ہے کہ ان پہ مصیبت آئی وہ تین لوگوں پہ تو انہوں نے اپنے نیک اعمال کی دیئے تو اعمال بھی مخلوق ہیں تو انہوں نے اعمال کو وسیلہ بنایا یا اللہ میں نے تجھ سے ڈر کے یہ گناہ نہیں کیا تھا میری اس مصیبت کو اس کے طفیل دور کردے اور ان کی دعا قبول ہوئی۔ تو مخلوق میں سے اہل اللہ کو یا انبیاء کو اس طرح سے اللہ کے سامنے واسطہ بنانا یا اللہ تو جانتا ہے میں تیرے نبی ﷺ کا امتی ہوں گنہگار ہی بدکار ہی تو حضور ﷺ کی فضیلت اور عظمت کے طفیل میری دعا قبول فرما یہ تو درست ہے لیکن لوگوں نے براہ راست انسانوں سے مانگنا جب شروع کر دیا تو اس پہ اختلاف ہوا کہ جس وہ تو دنیا سے گزر گئے۔ اب ان کا معاملات دنیا سے تعلق بھی نہیں اور دوسری بات یہ بھی میں آپ کو بتادوں کہ جو شخص دنیا سے گزر جاتا ہے اسے دنیوی امور میں دلچسپی نہیں رہتی یہ عام دنیاداروں کا حال میں نے دیکھا ہے اہل اللہ تو رہتے ہی اس دنیا میں ہیں لیکن انہیں اس دنیا سے دلچسپی نہیں ہوتی جس طرح وہ مولانا روم یا مولانا سعدی نے مثال دی تھی کہ

یہ لوگ اس طرح رہتے ہیں جس طرح مرغابی پانی میں رہتی ہے۔ رہتی پانی میں ہے لیکن اس کا وجود گیلا نہیں ہوتا اس کے پر ایسے ہوتے ہیں کہ پانی باہر باہر ہی رہتا ہے اس طرح اہل اللہ رہتے بستے اس دنیا میں ہیں لیکن زندگی آخرت کی جیتے ہیں دلچسپی انہیں آخرت سے ہوتی ہے سوچتے آخرت کو ہیں نفع نقصان ان کے سامنے آخرت کا ہوتا ہے۔ تو جو اس دنیا میں رہتے ہوئے دنیوی امور سے دلچسپی نہیں رکھتا اسے برزخ سے دنیوی امور کیلئے گھسیٹنا یا وہاں جا کر شور کرنا کونسی دانشمندی یا کونسی بات ہے؟ تو اس پہ اختلاف ہوا تھا۔ مولوی سعید صاحب کا اپنا ایک مسلک ہے جو اہل سنت والجماعت کے مسلک کے خلاف ہے یہ دو چار علماء تھے انہوں نے اپنا شور مچائے رکھا اور مچا رکھا ہے لیکن ہم اسے درست نہیں سمجھتے وہ صحیح نہیں ہے اور اس شخص کا مشاہدہ اور جو اس نے کہا اگر اسے واقعی ایسا مشاہدہ ہوا ہے تو بات برحق ہے بات یہی ہے ہاں بات میں کوئی فرق نہیں ہے بات درست ہے۔ تو یہ عجیب عجیب اعتراض کرتے ہیں کہ اب مسئلہ آگیا ہے تو حضور ﷺ سے کیوں نہیں پوچھ لیتے؟ تو کیا کوئی دین نامکمل ہے یا حضور ﷺ کوئی چیز چھوڑ گئے کہ حضور ﷺ سے پوچھا جائے! دین تو الیوم اکملت لکم دینکم۔ وہ تو مکمل ہو گیا اس کے بعد پوچھنے کی ضرورت نہیں رہی عمل کرنے کی بات ہے کی۔

سوال:- ایمان اور تزکیہ کیا ہے؟

جواب:- ایمان ہے بظاہر جو مطالبہ شریعت کا ہے کہ بات کو مانا جائے اسے مانا ایمان ہے اللہ واحد ہے نبی برحق ہیں آپ ﷺ تمام نبیوں میں آخری نبی ہیں اللہ کا کلام برحق ہے جنت و دوزخ برحق ہیں برزخ اور آخرت کے سوال و جواب اور قیامت برحق ہے اس طرح جو ضروریات دین ہیں بنیادی ان کو تسلیم کرنا ایمان ہے۔ اب اسی بات کو دل میں اتارنا تزکیہ ہے کہ خالی بھی مانے زبانی بھی مانے اور

www.naqshbandiaowaisiah.com

اُس کا دل بھی اس بات پہ یقین کر لے وہ تزکیہ شمار ہوگا۔

سوال :۔ سلسلہ عالیہ کا درود شریف ہی پڑھنا چاہیے اور صحبہ کے الفاظ کی تشریح فرمائیے؟

جواب :۔ یہ سلسلہ عالیہ کا نہیں ہے درود شریف جو حدیث شریف میں نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمائے ہیں اُن میں سے ایک یہ بھی ہے۔ درود شریف جو نبی کریم ﷺ نے خود ارشاد فرمائے ہیں وہ بہت سے ہیں۔ جن میں درود ابراہیمی بھی ہے اور بھی حدیث کی کتابوں میں مختلف طرح سے ملتے ہیں جو لوگوں نے گھڑے ہیں وہ تو بے شمار ہیں لیکن جو صحیح احادیث میں ملتے ہیں وہ بہت سے ہیں اُن میں اُن کی فضیلت بھی ملتی ہے اور یہ درود عالی جو رائج ہے ہمارے سلسلہ میں یہ جب نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا تو آپ ﷺ نے فرمایا حدیث شریف میں موجود ہے کہ باقی جتنے میں نے تمہیں درود کے طریقے بتائے ہیں اُن کے ثواب کا ایک اندازہ کیا جا سکتا ہے ماپا جا سکتا ہے تولا جا سکتا ہے لیکن یہ درود جو ہے اس کے اجر کا کوئی اندازہ نہیں کر سکتا۔ تو اس حدیث کی وجہ سے یہ سلسلہ عالیہ کا نہیں ہے اس حدیث کی وجہ سے میری معلومات کے مطابق حضرت رحمتہ اللہ فرماتے تھے کہ یہ بہت مزے کی بات ہے یہ درود پڑھنا چاہیے تو تب سے پھر آج ہم نے بھی پڑھنا شروع کر دیا اور پھر سلسلے میں بھی رائج ہو گیا لیکن یہ سلسلے کا بنایا ہوا یا گھڑا ہوا نہیں ہے جو درود حضور ﷺ نے فرمائے انہی میں سے ہے الفاظ بھی وہی ہیں اور صحبہ عربی گرائمر کے لحاظ سے درست ہے اس میں کوئی غلطی نہیں ہے

سوال :۔ درود تاج اور درود تنزینہ کی کیا اہمیت ہے؟

جواب :۔ یہ درود تنزینہ اور درود تاج کی کوئی سند حضور ﷺ تک کوئی ملتی نہیں یہ نعت کی قسم کی چیزیں ہیں جس طرح اردو میں لوگوں نے نعتیں لکھی ہیں اس طرح درود کے انداز پہ کسی نے نعت لکھ دی ان کی سند نبی کریم ﷺ تک نہیں۔ حدیث شریف میں نہیں۔ مجھے وہ آتے نہیں ہیں اگر کوئی ایسا اُن میں جملہ یا ایسا لفظ نہ ہو جس پہ شریعت کو اعتراض ہو تو پڑھنے میں کیا حرج ہے۔ اب نعت پڑھنے میں کیا حرج ہے۔ جس طرح اردو میں نعت ہوتی ہے اُسی طرح درود کے انداز پر کسی نے عربی میں نعت لکھ دی تو وہ درود تنزینہ ہو گیا یا درود تاج ہو گیا یا درود لکھی ہو گیا اس طرح کے لیکن یہ سارے جو ہیں وہ اس میں نہیں ہیں اب سید شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کا ایک قصیدہ پڑھتے ہیں تو ایک کرنل صاحب نے مجھ پہ سوال کیا وہاں گلگت کہ یہ قصیدہ جو ہے یہ پڑھنا کیسا ہے؟ میں نے کہا بھئی اچھا ہوگا مجھے تو آتا نہیں ہے تو ظاہر ہے قصیدے میں تعریف لکھی جاتی ہے جس کا قصیدہ ہو اُس کی تعریف لکھی جاتی ہے اللہ کے مقرب تھے ولی اللہ تھے تو پڑھنا تو بطور عبادت تو کسی بندے کی تعریف نہیں پڑھی۔ آپ اُسے عبادت سمجھ کر پڑھیں تو پھر تو درست نہیں ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ عبادات میں خود سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی کیا پڑھتے تھے؟ کیا یہ قصیدہ پڑھتے تھے؟۔ جی نہیں۔ تو میں نے کہا وہ نہیں پڑھتے تھے تو آپ کو پڑھنے کی کیا تکلیف ہے۔ اب قصیدے بادشاہوں کے بھی لکھے گئے لوگ پڑھتے ہیں پڑھنے کے لئے بعض اُس کے شعری محاسن کے لئے لیکن اُسے کوئی وظیفہ تو نہیں بناتا تو یہ قصائد یا اس طرح کی جو چیزیں ہیں ان کی کیفیت یہ ہے کہ اگر اُس میں کوئی ایسا جملہ نہ ہو جس پہ شریعت کو اعتراض ہو تو پڑھنے میں تو کوئی حرج نہیں لیکن وہ وظیفہ نہیں بن سکتیں۔ چونکہ وظیفہ جو بھی آپ کریں گے اُس کے ساتھ تصور عبادت کا اور ثواب کا آ جائے گا اور ثواب اور عبادت وہی چیز ہے جو جو حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے تعلیم فرمائی۔ اُس کے بعد کوئی نئی چیز ثواب یا عبادت نہیں بن سکتی۔ ویسے تفریح طبع کے لئے پڑھے یا اُس کے شعری محاسن کے لئے کوئی پڑھے تو ایک الگ بات ہے

و آخر دعونا ان الحمد للہ رب العلمین

انا للہ وانا الیہ راجعون

1- گوجرانوالہ سے سپیشل کلاس کے ساتھی محمد امین عرف بابا امین والدہ محترمہ انتقال فرما گئی ہیں۔

2- لاہور سے سپیشل کلاس کے ساتھی محمد اصغر بھٹی صاحب کے والد محترم خالق حقیقی سے جا ملے ہیں۔

3- لاہور سے سپیشل کلاس کے ساتھی محمد اصغر جانباز صاحب کے سسر وفات پا گئے ہیں۔

4- میانوالی سے سپیشل کلاس کے ساتھی محمد [illegible] صدیقی صاحب کے تایا، چچی اور ماموں انتقال فرما گئے ہیں۔

اللہ تعالیٰ مرحومین کو جوار رحمت میں جگہ نصیب فرمائے۔ آمین

ساتھیوں سے دعائے مغفرت کی اپیل ہے۔

www.naqshbandiaowaisiah.com

سیماب اویسی

خود ہی لیلیٰ بھی ہوں، مجنوں بھی، محبت بھی، جنوں بھی
ہے میرا فسانہ بھی زمانے سے نرالا

کرتے ہیں عشاق غمِ دل کا مداوا
دل زار نے کیا خوب ترے درد کو پالا

کرتے ہیں شب تار ترے نام سے روشن
بنتی ہے تیری یاد مرے دل کا اجالا

مٹ جانا تھا ہم نے بھی غم دہر میں پس کر
کیا خوب غم عشق نے ہر آن سنبھالا

آجاؤ گھڑی بھر کو بنا لوں گا میں تصویر
دھندلانے لگا دیکھ تری یاد کا ہالا

اس روز تجھے یاد ہے ویرانے میں ہم تھے
کچھ دیر غم دہر کو کیا خوب تھا ٹالا

چنتے ہی رہے پاؤں سے ہم خار عمر بھر
کس راہ پہ تیرے عشق نے سیماب ہے ڈالا

اقتباس از ''دیدہ تر''

نقارہ

زکوٰۃ وصدقات، مدارس اور ......

ایم ایم اے کی احتجاجی تحریک

قرآن حکیم نے وضاحت کے ساتھ زکوٰۃ وصدقات کے لئے غریب، مساکین، یتیم، نادار، قرض خواہ اور مسافر کے نام گنوائے ہیں دینی مدارس کا ذکر نہیں ہے! صرف دو صورتیں ہیں حکومت غیر اسلامی ہو یا پھر معاشرے سے غریب اور نادار ختم ہو جائیں!!! کتنا ظلم ہے کہ جس اسلامی ملک میں اربوں روپے تعلیم کے نام پر خرچ ہوتے ہوں اُس ملک میں دین کا علم زندہ رکھنے کے لئے یتیم کے منہ کا نوالہ چھیننا پڑے!

تحریر۔ ضمیر حیدر

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

مدینہ منورہ کی کچی مسجد اور ساتھ صفہ کا چبوترا، خدا!! اسلام کی اساس ہیں اور مصلیٰ کی عظمت؟ اس سے بڑھ کر کیا ہوگی کہ اس پر محمد رسول اللہ کھڑے نظر آتے ہیں نیز روئے زمین کی وسیع ترین سلطنت کا عظیم فرمانروا خطاب کا وہ نادر روزگار بیٹا مسجد نبوی کا امام بھی تھا۔ علما کے مرتبہ کی بات آئی تو دو لفظوں میں بلندی کی انتہاؤں پر پہنچا دیا ''العلما وارثت الانبیا''۔ سوچا جا سکتا ہے کہ صرف علما ہی انبیا کے وارث ہیں تو معرفت، سلوک اور طریقت کے مسافر وہ غوث، قطب، ابدال کیا ہوئے؟ عارف نے جواب دیا ''علموں بابجھ جو کرے فقیری کافر مرے دیوانہ'' مفہوم آشنا نے ان الفاظ کو اردو کا جامہ پہنچایا تو صاف فرما دیا ''ہر ولی اللہ عالم ضرور ہوتا ہے۔'' مسجد، مدرسہ اور علما کا یہ مقام اور ادھر ریاست مدینہ کے بعد دنیا کے نقشہ پر خالصتاً اسلام کے نام پر وجود میں آنے والی مملکت خداداد کی حالت زار...! مسجدیں انسانی خون سے رنگین ہیں، مدارس کے منتظم زکوٰۃ وصدقات کے لئے جھولیاں پھیلائے پھرتے ہیں اور علما کو نامعلوم بلندیوں سے گھسیٹ کر ''مولوی'' کے برابر کھڑا کر دیا گیا ہے وہ مولوی جسے وقت کا صاف گو صحافی ''کمین'' لکھنے پر مجبور ہو جاتا ہے۔

قصوروار کون؟ خطا کس کی ہے؟ صرف حکومت ہی کو مورد الزام ٹھہرانا حقیقت سے نظریں چرانا ہے! تلخ ترین سچ تو یہ ہے کہ اس بربادی میں سب برابر کے شریک ہیں، علما دوسروں سے زیادہ شریک ہیں۔!

احتجاجی تحریک کی تیاریوں میں ہمہ تن مصروف مذہبی سیاست قیادت کے قابل صد احترام بزرگوں کی خدمت میں صرف ایک سوال ''صدر مملکت کی وردی ___ 73 کے آئین میں ترامیم ___ اور نام نہاد پارلیمنٹ کی بالادستی جیسے مسائل کیا مدارس کی تذلیل سے بڑھ کر خطرناک اور اذیت ناک ہیں؟ حضور! تحریک ہی لانی ہے تو مدارس کے حقوق، مرتبہ اور مقام کے لئے احتجاجی تحریک لایئے اگر تحریک سے پہلے مذاکرات ضروری ہیں۔ آپ کی صدر مملکت تک رسائی ہے، وہ آپ کی بات شوق اور توجہ سے سنیں گے، انہیں اس وقت مشاورت کی ضرورت بھی ہے کیونکہ وہ خود بھی شیر پر سوار ہیں! جرات کیجئے جناب اور صدر مملکت کے روبرو اس رسوا کن حقیقت سے پردہ اٹھا دیجئے کہ قرآن حکیم نے وضاحت کے ساتھ زکوٰۃ وصدقات کے لئے غریب، مساکین، یتیم، نادار، قرض خواہ اور مسافر کے نام گنوائے ہیں دینی مدارس کا ذکر نہیں ہے! صرف دو صورتیں ہیں حکومت غیر اسلامی ہو یا پھر معاشرے سے غریب اور نادار ختم ہو جائیں!!! کتنا ظلم ہے کہ جس اسلامی ملک میں اربوں روپے تعلیم کے نام پر خرچ ہوتے ہوں اُس ملک میں دین کا علم زندہ رکھنے کے لئے یتیم کے منہ کا نوالہ چھیننا پڑے!

صدر مملکت شاید حقیقت سے نا آشنا ہیں انہیں تباہی اور ہلاکت کی اصل وجہ بتائیے کہ صدیوں پہلے اللہ کے رسول نے ''علم الادیان'' کے ساتھ ''علم الابدان'' کو منتھی کر کے آج کی جدید ٹیکنالوجی اور سائنسی ترقی کو مسلمان کی جھولی میں ڈال دیا تھا! ہماری بدقسمتی اور نااہلی یہ ہے کہ علم کو ''دین'' اور ''دنیا'' دو الگ الگ خانوں میں تقسیم کر کے ادھورے افراد پیدا کرتے رہے۔ جن کو

دین کی سمجھ تھی وہ امور دنیا سے بے خبر رہے اور جن کے پاس دنیا کی تعلیم تھی وہ والد کے جنازے کیلئے مولوی کے دروازے پر باادب کھڑے نظر آئے۔ شرمندگی اٹھانا پڑے گی، رسوائی بھی ہوگی مگر کوشش کر کے پندرہ کروڑ کی آبادی سے چند ایسے بندے تلاش کیجئے جو علم الادیان اور علم الابدان کی زندہ مثال ہوں۔ انہیں صدر مملکت کے سامنے بطور نمونہ پیش کیجئے۔ پریذیڈنٹ ہاؤس میں تاریخ کے اوراق پلٹ کر اچھی طرح جائزہ لیجئے کہ مدارس میں زکوٰۃ کب رائج ہوئی؟ وہ کون لوگ تھے جنہوں نے سب سے پہلے مدارس کے لئے زکوٰۃ لینا شروع کی؟ انسان ششدر رہ جاتا ہے وہ محترم ہستیاں، وہ علماء حق نظر آتے ہیں جن کے پاؤں دھو کر پینے کے قابل تھے۔ آج ان اکابرین کا نام بطور حوالہ پیش کرنے والے کیوں بھول جاتے ہیں کہ ان کے وقار، قدر و منزلت اور خودداری کا یہ عالم تھا کہ ہندوستان کے طاقتور ترین بادشاہ اورنگزیب عالمگیر کو مشترکہ خط لکھا" کہ بچوں کو مدارس بھیجو یا مدارس ہی کو محل کے اندر لے جاؤ ہم آپ کے بچوں کو پڑھانے محل نہیں آسکتے کہ یہ علم کی توہین ہے"۔

وہ نابغہ روزگار انسان تو ہندوستان کی جامعات کے اساتذہ تھے ان جامعات کے جنہوں نے علوم کے دریا بہا دیئے شرح خواندگی ۸۵ فیصد کر دی اور جامعات کو اس قدر وسعت دی کہ زندگی کے تمام شعبوں کے لئے کارآمد افراد انہی جامعات کے فارغ التحصیل ہوتے تھے۔ یہ جامعات حکومت کی سرپرستی میں چلتی تھیں ان کے نام پر بڑی بڑی جاگیریں وقف تھیں۔ یکا یک امتحان آن پڑا آزمائش کی گھڑیاں تھیں انگریز نے مسلمانوں کی علمی ترقی کا راز جان کر سب سے قبل مدارس پر کاری ضرب لگائی، ان کے نام پر وقف جاگیریں ضبط کر کے بے یار و مددگار کر دیا۔ وہ غیور اور خوددار علماء حق اٹھے سر جھکا کر لوگوں کے دروازوں سے قربانی کی کھالیں اٹھائیں زکوٰۃ جمع کی، صدقات اکٹھے کئے مگر دین کے علم کو زندہ رکھا۔ اس وقت یہ جہاد تھا افضل ترین جہاد لیکن آج اس کا جواز نہیں ہے ___ قطعی نہیں ہے۔

حقائق کی نقاب کشائی ہو تو قصور علماء کا نکلتا ہے! ملک کے طاقتور ترین صدر کو وردی اتارنے پر مجبور کر دینے والے علماء کرام مدارس کو ان کے حقوق کیوں نہیں دلا سکتے؟ آج بھی دینی مدارس کے طلبا احساس محرومی کا شکار اور دینی تعلیم زکوٰۃ و صدقات کی محتاج کیوں ہے؟ ۵۷ سالہ ملکی تاریخ میں مدارس کے حقوق کے لئے علماء کرام کی جانب سے متفقہ قرارداد کیوں پیش نہیں ہوئی؟

ان سوالات پر ٹھنڈے دل سے غور فرمانے کے بعد ایک نئے سفر کے لئے لائحہ عمل وضع کرنے کی ضرورت ہے۔ مدارس کو جدید ترین [illegible] کی تبدیلیوں [illegible] کا پلان تیار کر کے [illegible] خیال صدر مملکت اور اعتدال پسند کابینہ کے سامنے رکھ کر اسے فوری نافذ کرنے کا مطالبہ کیجئے۔ جدید دنیا کے تقاضوں سے ہم آہنگ ایسا متوازن نصاب تعلیم ضروری ہے کہ معلومات سے لیس مگر علم سے محروم کمپیوٹر نما انسان پیدا کرنے والے یہ مغربی طرز کے تعلیمی ادارے مدارس کی تقلید پر مجبور ہو جائیں۔ کل کا مورخ اس کارنامے کو سنہری حروف سے لکھے گا نیز آنے والی نسلوں کا مستقبل روشن اور تابناک ہوگا۔ مدارس جب صرف مولوی نہیں زندگی کے فعال ترین افراد پیدا کریں گے تو خود بخود ایک انقلاب آئے گا اور سب کچھ بہتر ہوتا چلا جائے گا۔

ہر گلی محلے میں چند نادار یتیم اور معذور بچوں کو جمع کر کے زکوٰۃ و صدقات بٹورنے والے مدرسوں کا احتساب علماء کرام خود کریں کہ حکومت کی مداخلت بہرحال مدارس کی توہین ہوگی۔

ملک کی تمام تبلیغی جماعتوں کے قائدین کی خدمت میں یہ گزارش بھی ضروری ہے کہ عالی مرتبت! آپ کا غیر سیاسی رہنا آپ کو مبارک اگر آپ بھی آواز بلند کیجئے یہ کوئی سیاسی مسئلہ نہیں، مسجد و مکتب کی بات ہے اور علماء کے وقار کا معاملہ ہے! تنگ نظری چھوڑیئے ملک کے مخلص نوجوانوں کے لباس سنت کے سانچے میں ڈھال کر سر پر دستار اور جیب میں مسواک کافی نہیں ہے درس قرآن سے فیض یاب ہو کر سائنسی تجربہ گاہ کا دروازہ کھٹکھٹانے والا مسلمان نوجوان چاہے پینٹ شرٹ میں ہو مگر سنت رسول ﷺ سے سرمو ہٹا ہوا نہیں ہوگا ... اور یہی طرز عمل آج کے دور کی ضرورت ہے۔

حکومت وقت اگر علماء کے اس انتہائی جائز مطالبے کو تسلیم کرنے سے انکار کرے تو اس پر شوق سے احتجاجی تحریک لایئے، ملک کے غیور مسلمان اس تحریک کو خوش آمدید کہیں گے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

www.naqshbandiaowaisiah.com

ذکر اللہ اور نفسیاتی امراض

ہالینڈ کے ماہر نفسیات کا انکشاف

اللہ کا ذکر افسردگی اور ذہنی تناؤ کے شکار مریضوں کیلئے بہترین علاج ہے۔ ''ڈچ'' ماہر نفسیات ''وینڈر ہاون'' نے اپنی نئی دریافت میں اعلان کیا ہے کہ قرآن مجید کا مطالعہ اور لفظ ''اللہ'' کا بار بار دہرایا جانا مریض یا عام شخص ہر دو پر اثر کرتا ہے۔ ڈچ پروفیسر اپنے مطالعہ اور تحقیق سے گذشتہ 3 سال سے مریضوں پر تجربے کر رہے ہیں ان میں بیشتر مریض غیر مسلم تھے جو عربی نہیں بول سکتے تھے انہیں لفظ ''اللہ'' صاف طور پر بولنے کی تربیت دی گئی۔ اس کا غیر معمولی نتیجہ برآمد ہوا۔ سعودی روزنامہ ''الوطن'' نے لکھا ہے کہ مسلمان جو قرآن مجید کا مطالعہ بلاناغہ کرتے ہیں وہ خود کو نفسیاتی بیماریوں سے محفوظ رکھ سکتے ہیں۔ ماہر نفسیات کے مطابق ''اللہ'' کا ہر حرف نفسیاتی بیماریوں کے سدباب میں موثر ہے۔ ''وینڈر ہاون'' نے مزید بتایا کہ لفظ ''اللہ'' کا پہلا حرف ''الف'' نظام تنفس سے خارج ہوتا ہے اور سانس کو کنٹرول میں رکھتا ہے۔ صرف ''لام'' کی صحیح ادائیگی سے تناؤ کو عافیت حاصل ہوتی ہے اور آخری حرف ''ہ'' کی ادائیگی سے پھیپھڑے اور دل کا رابطہ ہوتا ہے اور بدلے میں یہ رابطہ دل کی دھڑکن کو کنٹرول کرتا ہے۔

یہ تحقیق بھی سلسلہ نقشبندیہ اویسیہ کے طریقہ ذکر پاس انفاس (خفی قلبی) کی اہمیت واضح کرتی ہے یعنی کوئی سانس اللہ کے نام سے خالی نہ جائے خیال کرنا ہے کہ اندر جاتا ہوا ہر سانس ''اللہ'' اور باہر آتا سانس ''ھُو'' کہہ رہا ہو۔ ''ھُو'' کی ضرب قلب پر لگے۔

مراسلہ☆......اعجاز احمد بخاری مظفر گڑھ

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆